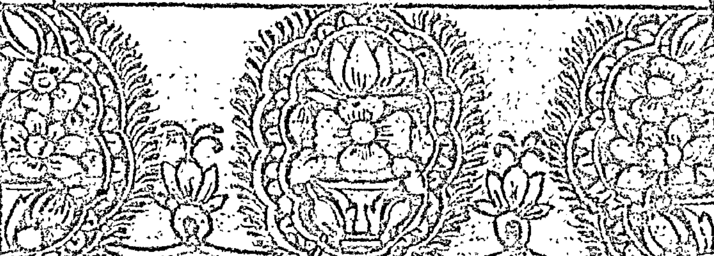
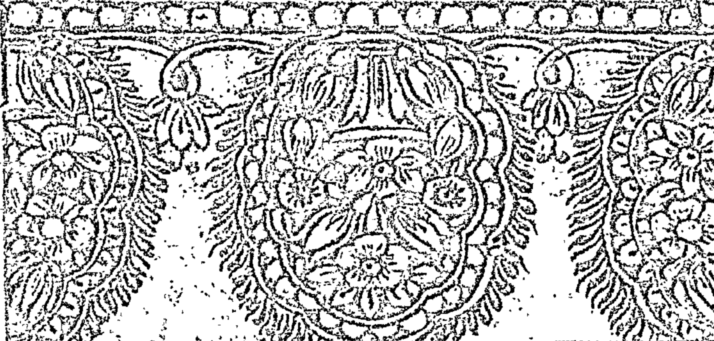
بتائید عنایت حضرت احکم الحاکمین نسخہ

مشہور من تصنیف لطیف و تالیف نظیف فاضل اجل عالم بے بدل سید امداد العلی

صاحب بہادر اکبرآبادی ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع کانپور مسمی





مخصوص باسمی تقسیم برادران دینی بلا اخذ قیمت بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹[illegible] [illegible]

در مطبع [illegible] باہتمام [illegible] لال [illegible] طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین ساتھ نام خدا بخشش کرنیوالی مہربان کے سب تعریف خدا کو ہے جسکے
ہی بڑا انعام اوسکا ہمپر یہ ہی کہ بھیجا اوسنے ہماری ہدایت کے لیئے رسول اکرم فخر
بنی آدم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو وہ سید الکونین ختم المرسلین

تخمیس

آخر آئے ہو و فخر اولین
شفیع الخلق ختم المرسلین ہو

ذرا مجھکو شفاعت کا یقین ہو
قیامت کا شفیع اولین ہے

وہلا اید او کیون اما و لیکن ہو
محمد بیان سوال قرین ہے

فقیر سید امداد العلی ولد مولوی سید عطا عظیم مصطفی اکبرآبادی سب اہل اسلام
کی خدمت مین گذارش کرتا ہی کہ ایک استفتا بابت اوسکے جسکو مولوی محمد حسیب صاحب
غازیپوری اور مولوی سراج الدین اور مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین وغیرہم
نے تحریر فرمایا تہا اور اوسمین سخت کلامیان بہری ہوئی تہین اوسکا جواب مسمی
نور الہدی ایک ہفتہ مین تحریر ہوا اور جسب کر تقسیم بھی ہوگیا یہ دوسرا جواب مسمی
بہ امداد الحنفیہ باستیفائی روایات حدیث وشروح حدیث وروایات کتب فقہ واصول
جمع ہوکر دوسرے طریقہ سے مرتب ہوا کہ سب مسلمان بہائیون کو اوسکے دیکھنے

ـتے سے فائدہ تام نہ ہو سکے جو بزرگ جواب اسکا تحریر فرما دین تو مہربانی کرکے سخت
کلامی سے اس خاکسار کو معاف کرین اور امر حق سے تجاوز نفرما کے انصاف کرین ترتیب
اسکی دو باب پر ہے باب اول رد عمل معتقدو استنشار التراویح مین ہے اور
باب دوم رد مین تقوات اصحاب استنشار التراویح کے باب اول مخفی نرہے کہ
راقم نفس قیام رمضان کو جسکو نماز تراویح کہتے ہین بدون تخصیص و تعیین عدد رکعات سنت
جانتا ہی کہ اوسپر ترغیب اور تحریص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے چنانچہ
مسلم نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم رغبت دلاتے تھے صحابہ کرام کو قیام رمضان مین بدون اسکے کہ حکم فرماوین
اوسمین ساتھ تاکید اور ایجاب کے پس فرماتے تھے جو شخص کہ قیام کرتا ہے رمضان کا
ازروی ایمان اور تصدیق بہ ثواب اور طلب اجر و ثواب کے بخشے جاتے ہین گناہ اوسکے
جو آگے ہو چکے ہین اور ابن ماجہ نے اپنے سنن مین عبد الرحمان بن عوف سے روایت
کیا ہے کہ کہا عبد الرحمان بن عوف نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا مہینا
رمضان کا پس فرمایا آپ نے کہ یہ مہینہ ہے کہ فرض کیا ہے اللہ تعالی نے واسطے
تمہارے اوسکے روزہ کو اور سنت کیا ہے مینے تمہارے لیئے اوسکے قیام کو
پس جو شخص کہ روزہ رکھتا ہی رمضان کے مہینہ کے اور قیام کرتا ہے اس مہینہ کا ازروے
ایمان اور طلب ثواب کے تو نکل آتا ہے اپنے گناہوں سے مانند اوس دن کے
کہ جنا تھا اوسکو ماں اوسکی نے اور آٹھ رکعت تراویح کو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے
اور بیس رکعت سنت خلفاء راشدین ہین کہ اسی پر آجتک عمل ایا ہی لیکن صرف کلام اسمین ہے
کہ جو شخص آٹھ رکعت تراویح اس نظر سے کہ عدد ثابت آنحضرت سے آٹھ ہی رکعت ہے پڑھے
تو موجب اس آیت کریمہ کے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ایا ملام ہے یا نہین اور
محروم ثواب اتباع آنحضرت سے ہے یا نہین اور ظاہر ہے کہ یہ شخص ملام نہین بلکہ محروم ثواب اتباع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ صحیحین وغیرہ مین مروی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے
تشریح بیس تین شہر مین اور لوگون سے کہا کہ صحبت پائی مین سے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی آخر وقت تک لیکن نہ زیادہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دو رکعت وتر
پیر سفر مین پیر فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ گو بیس رکعت پڑھنے مین بھی بسبب
سبب اتباع سنت خلفای راشدین اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے لیکن معلوم کرنا چاہئے
کہ اول مولوی محمد زین العابدین نے کہ بسبب تصحیح مولوی محمد علی فصیح نامی پورتی کی
ہے لکھا ہے کہ پڑھنا تراویح کا سنت موکدہ ہے اور تعداد اوسکی بقول صحیح بیس رکعت
ہے چنانچہ تمام کتب معتبرہ مین موجود ہے انتہی پہر اس تقریب مین جو روایات نقل کیں
وہ یہ ہین فی الدر المختار التراویح سنۃ موکدۃ وہی عشرون رکعۃ وفی رد المحتار وہی
عشرون رکعۃ وہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا وفی الکافی سب فی رمضان
عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات اور بہی معتبرات سے نقل کیا فی فتاوی الحجۃ التراویح سنۃ
موکدۃ باجماع الصحابۃ رضی اللہ عنہم وعمل الامۃ ومن انکرہا سنۃ فہو مبتدع ضال غیر مقبول
الشہادت اور فی الراوی سنۃ لا یسع ترکہا لان الامۃ اجتمعت علی مراعاتہا وجوازہا ولم ینکرہا احد
من اہل القبلۃ الا الروافض ویصلون فی کل لیلۃ عشرین رکعۃ اور دوسرے مولوی عبد الرحمان
صاحب ہدایہ مین نے لکہا کہ تمام کتاب فقہ بالاتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت سنۃ موکدہ ہے
اور تیسرے مولوی عبد الاحد غازیپوری نے بہی بیس رکعت کو سنۃ موکدہ کہا اور چوتھے
مولوی علی محمد عباسی نے لکہا تراویح مین سنت موکدہ بیس رکعت ہین اکثر کتب فقہ کی
یہی ثابت ہوتا ہے اور اس تقریب مین فتح القدیر سے نقل کیا فالاصح انہا سنۃ موکدۃ
لمواظبۃ الخلفاء الراشدین اور پانچوین مولوی شجاعت حسین صاحب اور مولوی
امیر علیشاہ صاحب نے بیس رکعت تراویح کو سنت ہی فرمایا اور کہا کہ آنحضرت نے بیس
رکعت پڑہی ہین اور مولوی سراج الدین نے کہا کہ بیست رکعت مین حصر کیا ہو سنت

تراویح کو سب علمای اہل سنت جماعت نے انتہی مولوی شمس نقل آخر سے لکہا ہے
سب کتابوں فقہ میں بیس رکعت سنت ہونے تراویح مین صراحۃ مذکور ہے اور اجماع اہل الاسلام
شرقا و غربا اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا جاری و رائج ہے کسی شخص نے اہل اسلام سے
اس امر سے آج تک خلاف نہین کیا اور مخالف اوسکا مبتدع ہے راقم کہتا ہے کہ جو شخص ان اجماعیون کی
مقتدی ہے قایل اسکا ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہین قول اوسکا صریح غلط ہے اس لیے
کہ سنت مؤکدہ وہ ہے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مواظبت فرمائی ہو جیسا کہ
با اختلاف عبارات کتب فقہ اور اصول فقہ جو نقشہ مین بعد اسکے مندرج ہین ظاہر ہو جاویگا اور بیس
رکعت کا پڑہنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے چہ جائیکہ مواظبت آپ
کی بیس رکعت پر ثابت ہو اور حدیث ابن عباس مین جو آیا ہے کہ آنحضرت پڑہتے تہے رمضان
مین بیس رکعت ساتہ وتر کے سوا ایک راوی اوسکا ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ضعیف ہے اتفاق
ہے نقادین رجال کا اوسکے ضعف پر اور مستند یہ حدیث مخالف ہے ساتہ حدیث حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے جو صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ فرماتی ہین حضرت عائشہ کہ نہ تہی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کہ زیادہ کرتی ہون رمضان مین اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر اور ساتہ حدیث
جابر رضی اللہ عنہ کی جو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ کہا جابر
نے کہ نماز پڑہائی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مین اٹہ رکعتین پہر وتر پڑہائی
پس بعض کتب حنفیہ مین جو سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا لکہتا ہے اور پہر لکہا ہے کہ وہ بیس رکعت ہین
تو حتی الامکان اونکی کلام کو محمل صحیح پر حمل کرنا مناسب ہے اسطور پر کہ مراد اونکی تراویح سے
اس حکم مین کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے نفس تراویح ہے نہ عدد معین تراویح کا اور مراد اس سے کہ تراویح
بیس رکعت ہے یہ ہے کہ عدد رکعات تراویح مین مختار اور معمول بیس رکعت ہین قطع نظر اس سے
کہ یہ عدد سنت مؤکدہ ہے یا مستحب پس تقدیر ہے عشرون رکعۃ کی عشرون رکعۃ علی القول
المختار من الاقوال فی عدد رکعاتہا والمعمول منہا ہے بالجملہ سنت مؤکدہ ہونا بیس رکعت کا اونکی کلام

سے لازم نہین آتا ہے عینی نے صحیح بخاری کی شرح مین لکھا ہے کہ عدد مستحب قیام رمضان
مین اختلاف علما اقوال کثیرہ پر ہے اور اونہین اقوال مین سے قول حنفیہ کو ساتھ بیس
رکعت کی شمار کیا ہے ہر چند نفس تراویح کو بھی سنت موکدہ کہنا بطور جمہور غلط ہے مخالف
اصول کے لیکن بیس ـــ ی سنت موکدہ کہنے سے اہون ہے اور باقی متون اور
شروح اور فتاوای جمہور حنفیہ مین سنت ہونا تراویح کا یا بیس رکعت تراویح کا بدون قید
موکدہ کے لکھا ہے جو کہ تراویح یا بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا بمعنی ایسی نفل کے
کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادۃً مواظبت فرمائی ہو متصور نہین ہے اس لیے
کہ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تھے اور نماز تہجد آنحضرت پر نزدیک جمہور کے
فرض تھی پس تراویح نفل ہوگی کہ مواظبت آنحضرت سے ہمارے لیے سنت ہو جاوے
اور بیس رکعت کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ہی ثابت نہین ہے پس مواظبت
بیس رکعت پر کیونکر خیال مین آسکتی ہے حمل کرنا سنت کا کتب جمہور مین اس معنی پر غیر
صحیح ہے بلکہ محمل صحیح اوسکے لیے وہ سنت ہے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مواظبت نہو اور اس سنت کو مستحب بھی کہتے ہین اور یہ سنت سنت موکدہ نہین ہے گو مواظبت
خلفای راشدین کی جسپر ہو اس لیے کہ سنت موکدہ اوسی نفل کو کہتے ہین کہ جسپر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مواظبت عبادۃً فرمائی ہو نہ اوسکو کہ جسپر خلفا
نے مواظبت فرمائی ہو بدون مواظبت آنحضرت کے علاوہ اسکے بیس رکعت تراویح
پر تو مواظبت خلفای راشدین بھی متحقق نہین ہے کسی روایت صحیح سے بیس رکعت
پڑھنا حضرت عمر اور حضرت علی رض اور حضرت عثمان کا ثابت نہین ہوا ہے فصحیحہ شرح
وقایۃ الروایۃ مین شیخ ابن حجر سے منقول ہے کہ کہا ابن حجر نے لم اجدہ انی لم اجد مواظبتہ من
عن الخلفاء الراشدین یعنی نہین پایا مین نے اوسکو یعنے مواظبتہ کو خلفای راشدین
سے بیس رکعت تراویح پر اور فتاوی قاضیخان مین ہے کہ قال مالک ان تصلی ستا و ثلثین

ركعة سوى الوتر لما روى عن عمر وعلى رضى الله عنهما انهما كانا يصليان ستة وثلثين يعنى امام مالك
نے کہا کہ پڑھے تراویح پڑھنے والا چھتیس رکعت سوا وتر کے اس لیے کہ روایت کیا گیا ہے
حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہ پڑھتے تھے یہ دونوں چھتیس رکعت باقی رہا یہ امر
کہ بعض کتب فقہ میں جو سنت ہونے تراویح کو بمقابلہ استحباب اصح لکھا ہے تو مراد وہاں مستحب سے
ما احبہ السلف ہے یہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا آنحضرت کے فعل یا قول یا تقریر سے ثابت ہو لیکن
مواظبت انکی اوسپر نقلاً نہو پس مراد اصحاب ان کتب کی یہ ہے کہ اصح یہ ہے کہ تراویح سنت
آنحضرت ہی اس لیے کہ خود آنحضرت نے اسکو سنت فرمایا ہے حیث قال سننت لکم قیامہ
یعنی سنت کیا ہی مین نے تمہارے لیے قیام رمضان کو اور عبارت جواہر اخلاطی جو مندرج
تتمہ ہے مؤید اسکی ہے اور جو کہ مستحب کہنا تراویح کا بھی ایک معنی کر صحیح تھا اسلیے کہ مستحب
اوس سنت کو بھی کہتے ہیں کہ اوسپر آنحضرت صلعم نے نقلاً مواظبت نفرمائی ہو لہذا اکثر اصحاب ان
کتب نے لفظ اصح کا کہا یعنی جانب مخالف اوسکی صحیح ہے در مختار میں ہے ثم رأیت
فی رسالۃ آداب المفتی اذا ذیلت روایۃ فی کتاب معتمد بالاصح او الاولی او الاوفق ونحوہا فلہ
ان یفتی بہا وبمخالفہا ایضاً ایاً شاء یعنی پھر دیکھا میں نے رسالہ آداب المفتی میں کہ جب ذیل
کیجاے کوئی روایت کسی کتاب معتمد میں ساتھ لفظ اصح کی یا اولی کے یا اوفق کے یا ساتھ
اسکے مانند کے پس جائز ہے مفتی کے لیے کہ فتوی دے ساتھ اوس روایت کے اور
ساتھ مخالف اوس روایت کے بھی جسکے ساتھ چاہے بالجملہ بیس رکعت تراویح کو مستحب
کہنا کسی کتاب کی کتب فقہ معتبرہ حنفیہ میں سے مخالف نہیں ہے پس مولوی زین العابدین
مقتدای مولوی محمد فصیح غازیپوری نے جو در مختار سے نقل کیا ہے اوسمیں نفس تراویح کو
سنت مؤکدہ کہا ہے اور عدد مختار تراویح کا بیس رکعت کو بیان کیا ہے اور رد المحتار میں جو بیس رکعت
کا قول جمہور اور معمول ناس مشرق اور مغرب میں ہونا مرقوم ہے تو مراد اوس سے نفس عدد
بیس رکعت ہے نہ سنت مؤکدہ ہونا اس عدد کا اور وہ جو رد المحتار میں ہے کہ سنت مؤکدہ

ہوتا تو جی ہی الی ہم تہمت تو نہیں لگا سکتے کہ یہ روایت قول یوسف کی ابی حنیفہ سے
کہ نقل کیا ہے اسکو اسد بن عمرو نے اور روایت حسن بن زیاد ابی حنیفہ سے سنت ہے ترکہ اور مکروہ
کا بدون قید مؤکدہ کے آیا ہو تو محتمل ہے کہ اسد بن عمرو نے سنت نفس سے لفظ مؤکدہ کو
ترک کیا چنانچہ ہویدا ہے کہ یہی ہی وہ جامع صغیر میں کہ کتب ظاہر الروایہ سے ہے لفظ استحباب
اوسکو ذکر کیا ہے جس میں علامت کا سنت مؤکدہ ہونا اوس سے ثابت نہیں ہوتا ہے اس لیے
کہ ابو یوسف نے جو پوچھا تو ان کا سوال امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے کیا تھا ایک یہ کہ
تراویح سنت ہے یا نہیں دوسری یہ کہ حضرت عمر نے جو بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا تو
یہ اختراع اونکا ہے یا مستند سنت سے تو جواب پہلے کا امام نے یوں دیا کہ تراویح
سنت مؤکدہ ہے اور جواب امر دوسرے کا امام نے یہ دیا کہ یہ اختراع حضرت عمر نہیں ہے
بلکہ مستند سنت ہی سے ہے گو روایت اوسکی ہم تک نہیں پہونچی ہے اور کافی کی عبارت
میں لفظ مؤکدہ کا نہیں ہے اور فتاوی حجہ میں جو بہ اجماع صحابہ اور عمل امت سنت مؤکدہ
ہونا تراویح کا مرقوم ہے سو اول اوس میں بحث تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا مسطور ہے
تم بیس رکعت تراویح کا دوسری سنت مؤکدہ ہونی باجماع صحابہ سے کیا مراد ہے اگر مراد
یہ ہے کہ سب صحابہ قایل اس کے ہیں کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے تو صریح البطلان ہے
اس لیے کہ ایک صحابی سے بھی سنت مؤکدہ کہنا تراویح کو منقول نہیں ہے اور اگر مراد
یہ ہے کہ سب صحابہ نے تراویح کو پڑھا ہے تو پڑھنا سب صحابہ کا اور عمل امت کا اوسپر
دلیل استحباب ہے نہ دلیل سنت مؤکدہ ہونے کی اور پڑھنا بیس رکعت کا تو ہرگز سب
صحابہ سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ساری امت کا عمل اسپر ہے موطا امام
مالک اور سنن سعید بن منصور میں ہے کہ حکم کیا عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور تمیم داری
کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے
کہ فرمایا حضرت عمر نے ابی بن کعب اور سلیمان بن ابی حثمہ سے گیارہ رکعت تراویح

پڑہانیکو اور اسیکو امام مالک نے اپنے نفس کے لیئے اختیار کیا ہی اور مختار اسیطرح ہی ابو بکر ابن العربی المالکی بھی ہے ایسا ہی عمدۃ القاری مین اور سعید بن منصور نے اپنے سنن مین اور محمد بن النصر نے کتاب قیام اللیل مین سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ کہتے سے تھے سائب بن یزید کہ تھے ہم پڑہتے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین رمضان مین تیرہ رکعت یعنی اٹھہ رکعت تراویح کی اور پانچ رکعت وتر کی اور یہی مختار محمد بن اسحٰق ہی اور ابن عبد البر نے استذکار مین اسود بن یزید سے کہ کبار فقہای تابعین سے تھے روایت کیا ہے کہ پڑہتے تھے اسود بن یزید چالیس رکعت تراویح کی اور سات رکعت وتر کی اور محمد بن نصر نے قیام اللیل مین روایت کیا ہی امام مالک سے کہ کہا امام مالک نے کہ مستحب ہی تراویح پڑہنا لوگونکو رمضان مین اڑتیس رکعت پہر سلام پھیری امام اور لوگ پہر وتر پڑہا وے امام لوگونکو ایک رکعت اور کہا کہ اسی پر ہے عمل مدینہ مین بعد او رسو برس سے آج تک اور مشہور امام مالک سے چھتیس رکعت ہین اور ابن وہب نے روایت کیا ہے نافع سے کہ کہا نافع نے کہ نہ پایا مین نے لوگونکو مگر اوس حالت مین کہ وہ پڑہتے تہے تراویح کو اونتالیس رکعت اور وتر پڑہتے تھے اونمین سے ساتھہ تین رکعت کے اور محمد بن نصر نے قیام اللیل مین روایت کیا ہے داؤد بن قیس سے کہ صغار تابعین سے تھے کہا داؤد نے کہ پایا مین نے لوگون کو زمان امارت ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز مین کہ پڑہتے تھے تراویح کو چھتیس رکعت اور وتر پڑہتے تھے تین رکعت اور زرارہ بن اوفی قاضی بصرہ سے پڑہنا اٹھائیس رکعت کا مروی ہے اور سعید بن المسیب سے کہ اکابر تابعین سے تھے چوبیس رکعت پڑہنا مروی ہی اور ابی مجلز سے کہ تابعین مین سے تھے سولہ رکعت پڑہنا مروی ہے یہ سب روایات فتح الباری اور عمدۃ القاری مین موجود ہین اور مقام حیرت ہی کہ مولوی عبید الرحمٰن صاحب صدر امین نے دعوی کیا کہ تمام کتب فقہ مالامال ہین کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین حالانکہ ایک کتاب فقہ کا بھی نام نہ لیا کہ اوسمین بیس رکعت کو سنت موکدہ لکھا ہو چنانچہ اس دعوی کا پیرایہ راستی سے عاری

ہونا بلاحظہ روایات کتب فقہ جو مندرج نقشہ ہین ظاہر ہی ہو گا صاحب کہ چاہئی کہ اس بار ہستی
بیجا پسندہ توبہ کرین یا مولوی علی محمد عباسی نے جو لکہا ہے کہ اکثر کتب سے یہی ثابت
ہوتا ہے کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین نہی کذب ہین اکثر کتب سے صرف سنت ہونا
تراویح کا معلوم ہوتا ہے نہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا اور ان مولوی صاحب نے
نقل عبارت فتح القدیر مین تحریف فرمائی ہی کہ لفظ موکدہ کا جو فتح القدیر مین نہ تہا اپنی طرف
سے عبارت فتح القدیر مین بڑہا دیا ہی اور مولوی شجاعت حسین اور مولوی سید
امیر علیشاہ صاحب نے بیس رکعت کو جو سنت نبی کہا ہی اور فرمایا ہے کہ آنحضرت م
نے بیس رکعت پڑہین ہین سو غلط ہی اور غنیہ سے جو نقل کیا تو اوسمین صلوۃ التراویح کا
سنت ہونا لکہا ہے نہ بیس رکعت تراویح کا اور دوسری فصل غنیہ مین جو مرقوم ہے
وہی عشرون رکعۃ تو مقصود اوس سے بیان قول مختار عدد رکعات تراویح مین ہی کہ تراویح
سنت نبی بیس رکعت ہی اور مولوی سراج الدین نے جو کہا کہ بیس رکعت مین حصر کیا
ہے سنت تراویح کو سب علمای اہل سنت وجماعت نے صریح جہوٹ ہے اور نہایت بیباکی
اس قول کی بموجب ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ابن نجیم صاحب بحرالرائق اور طحطاوی محشی
درمختار وغیرہم کا جنہون نے کہ اٹھ رکعت کو سنت کہا ہے اور امام مالک اور محمد بن اسحق اور
اسود بن یزید اور زرارہ بن اوفی اور ابی مجلز اور سعید بن جبیر اور سعید بن المسیب وغیرہم کا جنہون
کہ عدد غیر بیس رکعت کو اختیار کیا ہی اہل سنت سے خارج ہونا لازم آتا ہی مولوی صاحب بیان
کرین کہ کسنے لکہا ہے کہ سب علمای اہل سنت وجماعت نے سنت تراویح کو بیس
رکعت مین حصر کیا ہی اور جن کتابون کا کہ حوالہ دیا ہے اونمین یہ بات مذکور نہین ہے چنانچہ ترجمہ
صحیح بخاری شیخ الاسلام کو جو دیکہا تو اسمین کچہ نشان اسکا نہ ملا اور فتاوی ابراہیم شاہی اور
فتاوی حجہ سے تراویح کا سنت موکدہ ہونا نہ بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا با جماع
صحابہ منقول ہی اور کلام روایت فتاوی حجت مین اوپر ہو چکا ہی اور علی ہذا القیاس حال ہی تفسیر

اور شاید کا بالجملہ حوالان مولوی صاحب کی سب جھوٹے ہیں اگر مولوی صاحب بانداسکے نہیں ڈرتے ہیں تو خلق کی رسوائی سے تو ڈرین کا آخر کو ایسا جو بہت ظاہر ہوجاتا ہے وہ یہ بات نہیں ہے کہ جو منہ مین آیا سو کہدیا جیسا کہ جامع مسجد مین منبر پر بیٹھکر فرماتی ہین کہ اٹھارہ جبرئیل ہین اور مولوی فیض احمد صاحب نے جو لکھا کہ بیس رکعت کے سنت ہونے پر اجماع اہل اسلام ہے شرقا وغربا اور بیس رکعت حرمین شریفین مین جاری اور رائج ہین اور کسی شخص نے اہل اسلام سے اس امر مین آج تک خلاف نہین کیا اور مخالف اوسکا مبتدع ہے یہ مولوی صاحب اس کلام مین مولوی سراج الدین صاحب سے بڑھ گئے کہ سب اہل اسلام کا بیس رکعت کی سنت ہونے پر اجماع بیان کیا اب سنو کہ مراد سنت سے اگر سنت موکدہ ہی تو امام نووی نے جو اتفاق علما تراویح کی استحباب پر بیان کیا ہی اوسمین مراد علما سے کیا غیر اہل اسلام ہین اور اگر سنت غیر موکدہ ہے تو اسود بن یزید اور ابو مجلز اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر اور زرارہ بن اوفی اور محمد بن اسحق اور امام مالک وغیرہم تابعین اور تبع تابعین سے کہ استحباب غیر بیس رکعت کا منقول ہے بزعم آپ کے اہل اسلام سے شاید خارج ہونگی اور عمل اہل مدینہ کا اور قول اونکا اکتالیس رکعت پر ساتھ وتر کے جو جامع ترمذی وغیرہ مین منقول ہے دلالت کرتا ہی اسپر کہ مدینہ مین بیس رکعت جاری نہین ہین بہر حال انہین مفتیون کی شان مین وارد ہے کہ افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ان مفتیون کے حال پر کچہ تعجب نہین ہے عجب ہی مستفتی سے کہ ایسے لوگون سے فتوی لکہانا چاہا اور لائق

افتا ہونا ارکا اہل علم سے نہ دریافت کیا ۱۲

روایات کتب اصول فقہ اور کتب فقہ یعنی سنت اور اوسکی تقسیم مین یعنی سنت ہدی کے جسکو سنت موکدہ بہی کہتی ہین اور طرف سنت زائدہ کے ۱۲

ترجمہ	عبارت	نام کتاب	شمار
اور بیچ تعریف سنت کے متعلق حنفیہ مین یہ کہ سنت یعنی جو کہ وہ شی ہے کہ مواظبت فرمائی آنحضرت نے اوسکے فعل پر ساتھ کبھی ترک کے بلا عذر نہیں کہا فقہائے حنفیہ نے ساتھ کبھی ترک کے بلا عذر یعنی اس قید کو بڑھایا تا لازم آئے ہونا اوسکا یعنی اوس فعل کا کہ جسپر مواظبت کی گئی ہے بدون وجوب کے آپ سے لیے اسلیے کہ واجب نہین رخصت ہے اوسکے ترک مین بدون عذر کے و نہین پوشیدہ ہے نہ شامل ہونا اسکا تعریف کا ساری سنتون کے لیے پر وہ چیز کہ نہین مواظبت فرمائی ہے آنحضرت نے اوسکے فعل پر وہ مندوب ہے اور مستحب ۔	وفی تقریر الحنفیۃ المواظب علی فعله مع ترک ما بلا عذر فخالف الجمع ترک ما بلا عذر لیلزم کونه ای المواظب علیه بلا وجوب اذ الواجب لا رخصة فی ترکه بلا عذر ولکنه یعم شمول جمیع المسنونات تمام المواظب ای علی فعله مندوب ومستحب ۔	تقریر شرح تحریر	۱
ذکر کیا ہے ابو الیسر نے کہ ابتدا عموما سنت سے ہین اور اسی پر سنت یعنی جو کہ وہ	ذکر ابو الیسر ان السنۃ فعل نفل واظب علیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کشف بزدوی	۲

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		مثل التشهد فی الصلوات و السنن الرواتب وحکمها انه یندب الی تحصیلها ویلام علی ترکها مع لحوق اثم یسیر وکل نفل لم یواظب علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم بل ترکه فی حالة کالطهارة لکل صلوة وتکرار الغسل فی اعضاء الوضوء والترتیب فی الوضوء فانه یندب الی تحصیله ولکن لا یلام علی ترکه ولا یلحقه اثم بترکه	پس ہر نفل ہے کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مانند تشہد کے نمازوں میں اور سنتوں راتبہ کے اور حکم اون سنتوں کا یہ ہے کہ بلایا جاتا ہے طرف اونکے حاصل کرنیکے اور ملامت کیجاتی ہے اوسکی چھوڑنی پر ساتھ لاحق ہونے تھوڑے سے گناہ کے اور جس نفل پر مواظبت نفرمائی ہو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ چھوڑ دیا ہو اوسکو کسی حالت میں مانند طہارت کے ہر نماز کے لیے اور مکرر ہونے کے اعضاء وضو میں اور ترتیب کی وضو میں پس تحقیق شان یہ ہے کہ بلایا جاتا ہے اوسکی چھوڑنے پر اور نہیں لاحق ہوتا ہے اوسکو ساتھ اوسکی چھوڑنے کے بوجھ —
۱۳	صبح صادق شرح منار	وهی نوعان سنة الهدی وهی السنة التی واظب علیها بجهة العبادة فاخذها هدی وترکها ضلالة وزوائد	اور سنت دو قسم ہے سنت ہدی اور وہ سنت ہے کہ مواظبت فرمائی ہو آنحضرت نے اوسپر بجہت عبادت ہونے کے پس لینا

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		وہی التی واظب علیہا بحکم الجبلۃ الانسانیۃ لا من حیث التعبدیۃ وہی مندوبۃ —	اوسکا مدیت ہو اور چھوڑنا اوسکا گمراہی نہ ہو سنت زائدہ اور وہ وہ ہے کہ مواظبت کی آنحضرت نے اوسپر بجہت جبلت انسانی کے نہ حیثیت تعبدیہ سے اور مندوب ہے —
۳	فتح الغفار شرح منار	السنن التی لیست بموکدۃ یطلقون علیہا اسم السنۃ تارۃ والمستحب اخری والمندوب وقد فرق الفقہاء بین الثلثۃ فقالوا ما واظب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی فعلہ مع ترک ما بلا عذر سنۃ وما لم یواظب علیہ مستحب ان استوی فعلہ وترکہ ومندوب ان ترجح فعلہ علی ترکہ بان فعلہ مرۃ او مرتین والاصولیون لم یفرقوا بین المستحب والمندوب —	وہ سنتیں کہ نہیں ہیں موکدہ کبھی اطلاق کرتے ہیں اوسپر نام سنت کا اور کبھی مستحب اور کبھی مندوب اور تحقیق فرق کیا ہی فقہا نے درمیان تینوں کے پس فرمایا ہے فقہا نے جو چیز کہ مواظبت فرماویں نبی صلعم اوسکے فعل پر ساتھ کچھ ترک کے بلا عذر سنت ہے اور جسپر مواظبت نفرمائی ہو مستحب ہی اگر برابر ہو کرنا اوسکا اور نکرنا اوسکا مندوب ہی اگر راجح ہو کرنا اوسکا اوسکے نکرنے پر باینطور کہ کیا ہو اوسکو ایکبار یا دوبار اور اصولیوں نے نہیں فرق کیا ہی درمیان مستحب اور مندوب

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۵	شرح الوقایہ	السنۃ ما واظب علیہ النبی علیہ السلام مع الترک احیانا فان کانت المواظبۃ علی سبیل العبادۃ فسنن الہدی وان کانت علی سبیل العادۃ فسنن الزوائد	سنت وہ ہی کہ جسپر مواظبت فرمائی ہو نبی علیہ السلام نے ساتھہ ترک کے بعض اوقات مین پس اگر ہو مواظبت بر سبیل عبادت پس سنن ہدی سے ہے اور اگر ہو مواظبت بر سبیل عادت پس سنن زوائد ہین
۶	مبسوط	السنۃ سنتان اخذہا ہدی وترکہا الاساءۃ کالسنۃ التی لم یواظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ اخذہا ہدی وترکہا ضلالۃ کالاذان والاقامۃ وصلوۃ العید	سنت دو سنت ہین ایک سنت ہے کہ کہ اخذ اوسکا ہدایت ہی اور چہوڑنا اوسکا اساءت ہے ہی مانند اوس سنت کی کہ مواظبت نہین فرمائی ہی اوسپر رسول خدا صلعم نے اور دوسرے سنت سے ہے کہ اخذ اوسکا ہدایت ہے اور چہوڑنا اوسکا گمراہی مانند اذان اور اقامت اور عید کی نماز کے
۷	فتح القدیر	السنۃ ما واظبہ بنفسہ صلی اللہ علیہ وسلم	سنۃ وہ ہی کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو آنحضرت صلعم نے ساتھہ اپنی النفس نفیس کے
۸	شرح فارسی خلاصہ کیلانی	وحکم الثواب بالفعل والعقاب بالترک فی الہدی وحکم سنت استحقاق ثواب سنت بکردن واستحقاق عذاب	اور حکم ثواب کا ہی ساتھہ کرنیکے اور حکم عقاب کا ہی ساتھ چہوڑنے کے سنت ہدی مین اور حکم سنت کا استحقاق ثواب ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		تا کردن بی قصد این در سنت ہدی ہست کہ عبارت است از سنتی کہ مداومت حضرت پیغمبر علیہ السلام بروے بقصد عبادت بودہ باشد و عمل کردن بر آن تکمیل دین باشد مثل اذان و اقامت و جماعت و سنتہائی کہ در پنج وقت نماز است و این سنت مؤکدہ نیز گویند واضح باشد کہ سبب استحقاق ثواب بکردن سنت است کہ کردن او متابعت ست حضرت علیہ السلام و متابعت حضرت موجب ثواب ست و سبب استحقاق عقاب ترک سنت کہ ترک سنت حضرت علیہ السلام و این موجب عتاب ست و ترک سنتہای زوائد کہ عبارت از سنتہای است کہ مداو حضرت علیہ السلام بر آنہا بقصد عبادت نبودہ باشد بلکہ بر وجہ عادت شریف	ساتھ کرنے کے اور استحقاق عذاب بھی ساتھ ترک کرنے کے بدون قصد کے اور سنت ہدی یہ ہے کہ عبارت اوس سنت سے ہے کہ مداومت حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ کی اوس پر بقصد عبادت ہووے اور عمل کرنا ساتھ اوس کی تکمیل دین سے ہو مثل اذان اور اقامت اور جماعت اور سنتوں کی کہ پانچ وقت نماز میں ہیں اور اوس سنت ہی کو سنت مؤکدہ بھی کہتے ہیں واضح ہو کہ سبب مستحق ہونے ثواب کا ساتھ کرنے سنت کے وہ یہ ہے کہ کرنا اوسکا متابعت ہے ساتھ حضرت علیہ السلام کے اور متابعت حضرت موجب ثواب ہے اور سبب استحقاق عقاب کا ساتھ ترک سنت کے وہ یہ ہے کہ ترک مخالفت ہے ساتھ حضرت علیہ السلام کے اور یہ موجب

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		آنحضرت بوده باشد و تارک ان معاقب نمی شود همچون دراز کردن قرارت در نماز و طول رکوع و سجود و خوردن و نوشیدن چیزی بدست راست و پای راست را پیش نهادن در وقت در آمدن در جایی و مانند اینها که عمل کردن بانها مستحسن است اما ترک اینها عقابی نیست ـ ط	عقاب بھی بس ہے پر سنتون زوائد کے ترک مین کہ عبارت اون سنتون سے ہین کہ مداومت حضرت علیہ السلام کی اون پر بقصد عبادت نہوی ہو بلکہ بمقتضا عادت شریف آنحضرت ہوں تارک اونکا معاقب نہین ہوتا ہے مانند دراز کرنے قرارت کے نماز مین اور درازی رکوع اور سجود کے اور کہانا اور پینا کسی چیز کا ساتھ سیدہے ہاتھ کے اور سیدہے پاؤن کو آگی رکہنا وقت آنے کے کسی جگہ مین اور مانند انکے کہ عمل کرنا ساتھ انکے مستحسن ہے پر ساتھ انکے ترک کے عقاب نہین ہے ط

روایات حدیث کہ پڑہنا آنحضرت صلعم اور صحابہ وغیرہم کا آٹھ رکعت تراویح کا
اونسی ثابت ہی اور اقوال علما تائید مین اسکی اور روایات کتب فقہ کہ
جس مین اٹھہ رکعت کا سنت ہونا ہی مصرح اور روایات شروح حدیث وغیرہ
جنمین عدم توقیت عدد تراویح مین مختار ہے ط ط

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	صحیح بخاری	عن ابی سلمہ انہ سال عائشہ رضی اللہ عنہا کیف کان صلوۃ رسول اللہ فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ۔	روایت ہے ابی سلمہ سے کہ انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کیونکر تھی نماز رسول خدا کی رمضان میں کہا حضرت عائشہ نے نہ تھے آنحضرت زیادہ کرتے رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر۔
۲	صحیح ابن حبان	عن جابر رضی اللہ عنہ قال انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بہم فی رمضان فصلی ثمان رکعات واوتر ثم انتظروہ من القابلۃ فلم یخرج الیہم فاتوہ فقال خشیت ان یکتب علیکم۔	روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا جابر نے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھائی ساتھ صحابہ کے رمضان میں پس پڑھیں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھی پھر منتظر رہے صحابہ آنحضرت کے شب آئندہ میں پس نہ نکلے آنحضرت طرف صحابہ کے پس آئے صحابہ آنحضرت صلعم کے پاس پس فرمایا آنحضرت نے کہ ڈرا میں اس سے کہ فرض کی جائے تم پر تراویح جماعت کے ساتھ۔
۳	صحیح ابن خزیمہ	عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی بنا	روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج الینا حتی اصبحنا	کہا جابر نے کہ پڑہیں ہماری ساتھ رسول محمد صلعم نے رمضان میں آٹھ رکعتیں پہر وتر پڑہی جب ہوئے شب آیندہ جمع ہوئے ہم مسجد میں اور امیدوار تھے ہم کہ نکلیں آنحضرت طرف ہماری یہانتک کہ صبح کی ہمنے
۴	مصنف ابن ابی شیبہ	عن السائب بن یزید انہ قال قال عمر بن الخطاب ابی بن کعب وسلیمان بن ابی حثمہ ان یؤما الناس باحدی عشر رکعۃ	روایت ہے سائب بن یزید سے کہ تحقیق سائب بن یزید نے کہا کہ کہا عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور سلیمان بن ابی حثمہ سے کہ تراویح پڑہاویں وہ دونوں لوگونکو گیارہ رکعت
۵	موطای امام مالک	عن السائب بن یزید قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعۃ	روایت ہے سائب بن یزید سے کہا سائب بن یزید نے کہ امر کیا عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور تمیم الداری کو کہ تراویح پڑہاویں وہ دونوں لوگونکو گیارہ رکعت
۶	سنن سعید بن منصور	ایضاً	ایضاً

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۷	سنن سعید بن منصور	حدثنا عبداللہ بن محمد حدثنی محمد بن یوسف سمعت السائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب باحدی عشر رکعۃ۔	بیان کیا ہمنے عبداللہ بن محمد نے کہا عبداللہ بن محمد نے کہ بیان کیا ہمسے محمد بن یوسف نے کہا محمد بن یوسف نے کہ سنا مین نے سائب بن یزید سے کہ کہتے تھے سائب بن یزید کہ تھے ہم تراویح پڑھتے زمانہ عمر بن الخطاب مین گیارہ رکعت
۸	قیام اللیل محمد بن نصر المروزی	حدثنا محمد بن اسحاق حدثنی محمد بن یوسف عن جدہ السائب بن یزید قال کنا نصلی فی زمن عمر فی رمضان ثلث عشرۃ	بیان کیا ہمسے محمد بن اسحق نے کہ بیان کیا مجھے محمد بن یوسف نے کہ روایت کرتے تھے محمد بن یوسف اپنے دادا سائب بن یزید سے کہا سائب بن یزید نے کہ تھے ہم نماز پڑھتے بیچ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رمضان مین تیرہ رکعت یعنی آٹھ رکعت اوسمین تراویح کے ہوتے تھیں اور پانچ رکعت وتر کی۔
۹	فتح الباری شرح صحیح بخاری کے	قال ابن اسحق وہذا اثبت ما سمعت فی ذالک۔	کہا ابن اسحق نے اور یہ اثبات تر ہے اون آثار مین کہ سنی مین نے بیچ اسباب

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۰	فتح الباری	والعدد الاول موافق لحدیث عائشہ المذکور بعد ہذا الحدیث فی الباب والثانی قریب منہ	اور عدد پہلا موافق ہی واسطی حدیث عائشہ رض کے کہ مذکور ہے بعد اس حدیث کے اسی باب مین اور ثانی قریب ہے اوس سے صرف وتر کا فرق ہے کہ اول مین وتر کے تین رکعت ہین اور ثانی مین وتر کی پانچ رکعت
۱۱	عمدۃ القاری	وقیل احدی عشرہ رکعتہ وہو اختیار مالک لنفسہ واختارہ ابو بکر بن العربی	اور کہا گیا ہی کہ عدد مستحب تراویح با وتر مین گیارہ رکعت ہی اور یہی عدد ہی کہ اختیار کیا ہی اسکو مالک نے اپنی نفس کے لیے اور اختیار کیا ہی اسکو ابو بکر ابن العربی مالکی نے —
۱۲	ماثبت بالسنۃ	وروی انہ کان بعض السلف فی عہد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی عشرہ رکعتہ قصدا للتشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم —	اور روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق شان یہ ہی کہ تہی بعض سلف عہد عمر بن عبد العزیز مین کہ زمانہ تابعین کا تہا نماز پڑہتی تہی ساتہہ گیارہ رکعت کے واسطے قصد تشبہ کے ساتہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے —

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۳	رسالۃ التراویح سیوطی	قال ابن الجوزی من اصحابنا عن مالک انہ قال الذی جمع علیہ الناس عمر بن الخطاب احب الی وہو احد عشر رکعۃ وہی صلوۃ رسول اللہ قیل لہ احد عشر رکعۃ بالوتر قال نعم وثلث عشر قریب منہ قال ولا ادری من این احدث ہذا الرکوع الکثیر ـــ	روایت کیا ہی ابن جوزی سے کہ اصحاب ہمارے سے یعنی شافعیہ مین سے امام مالک سے کہ تحقیق امام مالک نے فرمایا ہی کہ وہ عدد کہ جمع کیا ہی اوسپر لوگونکو عمر بن خطاب نے محبوب تر ہے مجکو اور وہ گیارہ رکعت ہے اور وہی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہا گیا امام مالک سے کہ گیارہ رکعت ساتہ وتر کے یعنی وتر بھی انہین مین داخل ہے فرمایا امام مالک نے کہ ہان وتر بھی انہین مین داخل ہی اور تیرہ رکعت قریب اوس سے ہے کہ فرق صرف وتر کا ہی گیارہ مین تین رکعت وتر کی ہین اور تیرہ مین پانچ رکعت وتر کی اور فرمایا امام مالک نے اور نہین جانتا ہون کہ کہان سے نکالی گئین یہ رکعتین بہت ـــ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۴	فتح القدیر	فتحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشرة بالوتر في جماعة فعله عليه السلام وتركه لعذر افاد انه لولا خشية ذلك لواظبت و لاشك في تحقق الامن من ذلك بوفاته صلى الله عليه وسلم فيكون سنة وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين وقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين ندب الى سنتهم ولا يستلزم كون ذلك سنته اذ سنته بمواظبته بنفسه الا لعذر وبتقدير عدم ذلك العذر انما استفدنا انه كان يواظب على ما وقع منه وهو ما ذكرنا فيكون العشرون مستحبا وذلك القدر منها هو السنة كالاربع بعد العشاء مستحبة وركعتان منها سنة وظاهر كلام المشائخ ان السنة	پس حاصل ہوا اس سب سے کہ قیام رمضان جسکو تراویح کہتے ہین سنت اوسمین گیارہ رکعت ہین ساتھ وتر کے جماعت مین اوسکے کرنے اور اوسکے چھوڑنے سے ساتھ عذر کے فائدہ دیا ہے اسکا کہ اگر نہوتا خوف فرض ہو جانیکا البتہ مواظبت کرتا مین ساتھ اوسکے اور نہین ہی شک متحقق ہونے امن مین اس سے ساتھ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ہونگی گیارہ رکعت سنت اور ہونا تراویح کا بیس رکعت سنت خلفائے راشدین کی ہی اور قول علیہ السلام کا کہ لازم پکڑو تم سنت میری اور سنت خلفای راشدین کو بلانا ہی طرف انکی سنت کی اور نہین مستلزم ہی یہ اسکے ہونیکو سنت آپکی سنت وہی کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو آپ نے بنفسہ مگر ساتھ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		عشرین یقتضی الدلیل ان التسلیمات سنتا ہو عبارۃ القدوری من قولہ مستحب ۔	مذہب کے اور بابت قدر پڑھنے کے قدوری کی سوا لکے نہین حاصل کیا ہوتا ہے کہ تحقیق آنحضرت نے تین بیس فرمائی اور مقدار یہ کہ اوپر ترا آپ اور بعد کیا وہ لوگ بیان وتر کی ایسی ہو کی بیس رکعت سنت اور اسقدر اونمین سے کہ کیا گیا سیاہ وتر بیس سنت مانند چار رکعت کے کہ بعد عشاء کے مستحب ہین اور دو کہتے ہین اون چار مین سے سنت ہین اور ظاہر کلام مشائخ کا سے ہے کہ سنت بیس رکعت ہین اور اور چاہتی ہی دلیل اوس چیز کو کہ کہا ہے ہیں ولی وقت مین وہ ہے کہ عبارت قدوری کی ہے اور اسکا قول مستحب ۔
۱۵	سجرائق	وقولہ عشرون کعتہ بیان لکمیتہا وہو قول الجمہور لما فی الموطا عن یزید	اور قول کنز والیکا بیس رکعت بیان ہے واسکی کمیت کے اوس کا

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرین رکعۃ علیہ عمل الناس الیوم شرقاً وغرباً لکن ذکر المحقق فی فتح القدیر ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان تکون السنۃ من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ و سلم منہا ثم ترکہ خشیۃ ان یکتب علینا والباقی مستحبا وقد ثبت ان ذلک کان احدی عشر رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ فاذا یکون المسنون علی اصول مشایخنا ثمانیۃ منہا والمستحب اثنا عشر رکعۃ	تراویح کی اور یہی قول جمہور کا ہے اوسکے عدد مستحب مین اور دلیل اوسی امر کی کہ موطا مین ہے یزید بن رومان سے کہ کہا یزید بن رومان نے کہ تھے لوگ تراویح پڑھتے سے تھے زمانہ عمر بن الخطاب مین تیرہ رکعت اور اسی پر ہے عمل لوگونکا آج مشرق اور مغرب مین لیکن ذکر کیا ہے محقق نے فتح القدیر مین کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ دلیل چاہتی ہے اسکو کہ ہوے سنت بیس رکعت مین سے اوسیقدر کہ کیا ہے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت مین سے پھر چھوڑ دیا ہے اوسکو بسبب خوف فرض ہونے کے ہمپر اور رہوین باقی بیس رکعت مین سے مستحب اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ تحقیق وہ مقدار رکعات کی ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			کہ اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہا گیارہ رکعت ساتھ وتر کے جیسا کہ ثابت ہوا ہی صحیحین میں حدیث عائشہ سے پس ایسا ہوتا ہی نہیں ہوسکتا مسنون ہمارے مشائخ کے اصول پر آٹھ رکعت اور مستحب گیارہ رکعت تراویح کی
١٦	طحطاوی	قولہ التراویح سنۃ موکدۃ	قول صاحب در مختار کا تراویح سنت موکدہ
		ذکر فی فتح القدیر ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا ثم ترکہ خشیۃ ان یکتب علینا والباقی مستحبا وقد ثبت ان ذلک کانت احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا فاذا یکون المسنون علی اصول مشائخنا ثمانیۃ	مذکور ہے فتح القدیر میں کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ دلیل مقتضی ہے کہ ہوں سنت بیس رکعتوں میں اوس مقدار کہ کیا ہے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعتوں میں سے پھر چھوڑ دیا ہے اوسکو بسبب خوف فرض ہوجانے کے اور ہوگی باقی مستحب اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ وہ مقدار کہ کیا ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		منہا د المستحب اثنی عشرۃ —	اوسکو انحضرت نے نہین گیارہ رکعت ساتھ وتر کے جیسا کہ ثابت ہوا ہے صحیحین مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے پس اسوقت مین ہونگے مسنون ہمارے مشایخ کے اصول پر اٹھہ رکعت بیس رکعت مین سے اور مستحب بارہ رکعت
۱۸	امداد الفتاح	قال الکمال کونہا عشرین رکعۃ سنۃ الخلفاء الراشدین والذی فعلہ النبی صلعم بالجماعۃ احدی عشرۃ بالوتر وما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فضعیف انتہی اشیرہ الی مثل ما قالہ فی العنایۃ روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ من لیالی رمضان فصلی عشرین رکعۃ —	کہا کمال الدین ابن ہمام نے کہ ہونا تراویح کا بیس رکعت سنت خلفای راشدین سے ہے اور وہ کہ کیا ہے اوسکو نبی صلعم نے ساتھ جماعت کے گیارہ رکعت مین ساتھ وتر کے اور وہ جو مروی ہی کہ تحقیق انحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے پڑھی رمضان مین بیس رکعت سوا وتر کے پس ضعیف ہی آخر ہوا کلام کمال الدین

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			ابن ہمام کا اشارہ کرتا ہے ابن ہمام ساتھ مروی حسکے طرف نقل اوسکے کہ کہا ہی اوسکو صاحب عنایہ نی عنایہ مین کہ روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق رسول صلعم سے نکلا ایک رات مین بیچ ماہ رمضان مین سنت پس پڑہین آپ نے بیس رکعت —
۱۸	نفحات رشیدیہ	واختلفوا فی عدد رکعاتہا التی یقوم بہا الناس فی رمضان کالمختار منہا اذ لا نص فیہا فاختار بعضہم عشرین رکعۃ سوی الوتر واستحسن بعضہم ستاً وثلثین رکعۃ والوتر ثلث رکعات وہو الامر القدیم الذی کان علیہ الصدر الاول والذی اقول بہ فی ذلک ان لا توقیت فیہ فان کان لابد من الاقتداء فالاقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک	اور مختلف ہوئے ہین علماء عدد رکعات تراویح مین کہ پڑہا تے تہے آنحضرت ساتھ اوسکے لوگونکو رمضان مین کہ کونسا مختار ہے اون مین سے اسلیئے کہ نہین نص ہے رکعات تراویح مین پس اختیار کیا ہے بعض علماء نے بیس رکعت کو سوا وتر کے اور مستحسن جانا بعض علماء نے چہتیس رکعت کو اور وتر کو تین رکعت سوا دہ چہتیس رکعت

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		فانه ثبت عنه صلی اللہ علیہ وسلم انہ ما زاد علی احدی عشرة رکعة بالوتر شیئا لا فی رمضان ولا فی غیرہ الا انہ کان یطولها فهذا هو الذی اختیارہ بجمع بین قیام رمضان والاقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة	کی اور یہی امر قدیم ہے کہ تھے اسپر صدر اول اور وہ جو کہتا ہوں میں اوسکو امین یہ ہے کہ نہیں توقیت اور تعیین ہے اوسکے عدد رکعات میں پس اگر ہو کہ ضروری اقتدا پس اقتدا ہی ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمین اسلیے کہ شان یہ ہے کہ ثابت ہوا آنحضرت صلعم سے کہ تحقیق آنحضرت نے نہیں زیادہ کیا ہے گیارہ رکعت پر ساتھ وتر کے کچھ نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں مگر تحقیق آنحضرت تھے کہ دراز کرتے تھے اون گیارہ رکعت کو پس یہ وہ ہے کہ اختیار کرتا ہوں میں اسکو بسبب جمع کے درمیان قیام رمضان اور اقتدا کی ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا اللہ تعالی نے البتہ ہے واسطے تمہارے رسول اللہ میں تابعداری نیک

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۹	مرقاۃ شرح مشکوۃ	اعلم انہ لم یوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التراویح عددا معینا بل لا یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ لکن کان یطیل الرکعات فلما جمعہم عمر علی ابی کان یصلی بہم عشرین رکعۃ ثم یوتر بثلث وکان یخفف القراءۃ بقدر ما زاد من الرکعات وکان طائفۃ من السلف یقومون اربعین رکعۃ ویوترون بثلث واخرون بست وثلثین ویوترون بثلث وہذا کلہ حسن —	جانو تحقیق شان یہ ہے کہ نہین مقرر فرمایا رسول خدا صلعم نے تراویح مین کوئی عدد معین بلکہ نہین زیادہ فرماتے تھے رسول خدا صلعم رمضان مین اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر لیکن سی طول کر دیتے تھے رکعات کو پس جبکہ جمع کیا لوگون کو عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب پر کرتے ابی بن کعب پڑہاتے تھے لوگون کو بیس رکعت پہر وتر پڑہتے تھے ساتھ تین رکعت کے اور تھے ابی بن کعب کم کرتے تھے قرارت کو بقدر اسکے کہ زائد ہوئی تھین رکعات سے پس تہا ایک طائفہ سلف مین سے کہ تراویح پڑہتے تھے ساتھ چالیس رکعت اور وتر پڑہتے تھے ساتھ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			تین رکعت سے کے اور تہا دوسرا گروہ سلف میں سے کہ تراویح پڑھا کرتے تھے چھتیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعت کے اور یہ سب یعنی گیارہ رکعت پڑھنا ساتھ وتر کے مع طول قراءت اور بیس رکعت پڑھنا پھر وتر پڑھنا تین رکعت تخفیف قراءت سے ۔
۴۰	نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار	والحاصل الذي دلت عليه احاديث الباب وما يشابهها هو مشروعية القيام في رمضان والصلوة فيه جماعة وفرادى فقصر الصلوة المسماة بالتراويح على عدد معين وتخصيصها بقراءة مخصوصة لم ترد به سنة ۔	اور وہ ماحصل کہ دلالت کیا ہے اسپر احادیث باب اور اوسکے نظائر نے مشروع ہونا قیام کا ہے رمضان میں اور نماز پڑھنی اوسمیں رمضان میں جماعۃ اور تنہا پس قصر کرنا اس نماز کا جو تراویح کا عدد معین اور تخصیص اوسکی ساتھ قراءۃ مخصوصہ کے نہیں وارد ہوئی ہے ساتھ اوسکے سنت
۴۱	شرح منہاج سبکی	هذا امر سهل الخلاف فيه فان ذلك من النوافل من شاء صلى اقل ومن	یہ یعنی عدد رکعات تراویح سہل ہے خلاف اسمیں اسلیے کہ تراویح نوافل کہ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		شاء صلى اكثر ولعامر في وقت جازوا لتطويل القيام على عدد الركعات فجعلوها احدى عشر وفي وقت اجازوا تكثير عدد الركعات فجعلوها عشرين .	سے ہے جو شخص چاہے پڑھے [illegible] رکعتین اوسکی اور جو شخص چاہے کم سے کم رکعتین اوسکی اور شاید کہ او[illegible] نے ایک وقت مین اجازت [دی] دراز کرنے قیام کے عدد رکعات [illegible] پس گروانا ہوا اوسکو گیارہ رکعت اور ایک وقت مین اجازت دی ہو تکثیر [عدد] رکعات کی پس گروانا ہوا اوسکو بیس رکعت

روایات کتب فقہ وحدیث برجال کے اونمین ضعف اون حدیث کا بیان ہی کہ
جسمین بیس رکعت تراویح کا پڑہنا آنحضرت
صلعم کو ربی

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
١	فتح القدیر	واما ما روی ابن ابی شیبہ فی مصنفہ والطبرانی عن البیہقی من حدیث ابن عباس انہ صلی اللہ	اور اسی پر وہ جو روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین اور طبرانی نے بیہقی سے حدیث

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فضعیف بالی سبہ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبہ متفق علی ضعفہ مع مخالفۃ للصحیح	ابن عباس سے ہے کہ آنحضرت صلعم پڑھتے تھے رمضان میں بیس رکعت سوائے وتر کے سو ضعیف ہے بسبب ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام ابی بکر بن ابی شیبہ کے کہ اس کے ضعیف راوی ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے اور اسکے ضعیف ہونے پر باوجود مخالف ہونے اس حدیث کے حدیث صحیح سے —
٢	فتح الباری المنان	ولم تثبت روایۃ عشرین رکعۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو المتعارف الآن الا فی روایۃ ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قالوا اسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ ذکرناہ آنفا ما کان النبی صلعم یزید علی	اور نہیں ثابت ہوئی ہے روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ وہ متعارف ہے اب مگر روایت ابن ابی شیبہ میں حدیث ابن عباس سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں بیس رکعت اور وتر کہا ہے محدثین نے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں اور تحقیق معارض ہے اسکے حدیث حضرت عائشہ رض کے اور وہ صحیح ہے اور تعیین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اعلم ساتھ حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنسبت انکے غیر کے —
۳	تخریج رافعی لابن حجر العسقلانی	اخرج البیہقی عن ابن عباس کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ عشرین رکعۃ والوتر قال البیہقی تفرد به ابو شیبۃ ابراہیم بن عثمان وہو ضعیف	لایا ہے بیہقی ابن عباس سے کہ تھے یعنی آنحضرت نماز پڑھا کرتے تھے مہینہ رمضان میں بدون جماعت کے بیس رکعت اور وتر کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ہے ساتھ اسکے ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان اور وہ ضعیف ہے —
۴	نیل الاوطار للشوکانی	بشرح ایضاً	بترجمہ ایضاً
۵	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی	فان قلت روی ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی	سو اگر کہے تو کہ روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے حدیث ابن عباس سے کہ تھے رسول خدا صلعم

ترجمہ	عبارت	نام کتاب	شمار
کہ پڑھتی تھی رمضان میں بیس رکعت اور وتر کہتا ہوں کہ یہ حدیث روایت کیا ہے اسکو ابو القاسم البغوی نے معجم الصحابہ میں کہا البغوی نے کہ بیان کیا ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہ کہا منصور نے کہ بیان کیا ہمسے ابو شیبہ نے حکم سے اور حکم نے مقسم سے اور مقسم نے ابن عباس سے اس حدیث کو اور ابو شیبہ وہ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی قاضی واسط جد ابی بکر بن ابی شیبہ کا ہے کاذب کہا ہے اسکو شعبہ نے اور ضعیف کہا ہے اسکو احمد اور ابن معین اور بخاری اور نسائی وغیرہم نے اور لایا ہے اوس سے ابن عدی اس حدیث کو کامل میں بیچ مناکیر کے	في رمضان عشرين ركعة والوتر قلت هذا الحديث رواه البغوي ابو القاسم البغوي في معجم الصحابة قال حدثنا منصور بن ابي مزاحم حدثنا ابو شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس الحديث وابو شيبة هو ابراهيم بن عثمان العبسي الكوفي قاضي واسط جد ابي بكر بن ابي شيبة كذبه شعبة وضعفه احمد وابن معين والبخاري والنسائي وغيرهم واورد له ابن عدي هذا الحديث في الكامل في مناكيره		
اور رای پر وہ جو نقل کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلعم نے پڑھیں تھیں ان دو	واما ما نقل عنه صلى الله عليه وسلم انه صلى في الليلتين خرج فيهما عشرين ركعة فهو منكر	متوسط الازدی	

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			دونون باتون مین کہ سکتے ستے آٹھ یا بیس رکعت مین بڑا شک ہے ۔
	خادم للزرکشی	دعوی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بہم فی تلک اللیلۃ عشرین رکعۃ لم یصح	دعوی اسکا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھین ساتھ انکے ان راتون مین بیس رکعت نہین صحیح ہے ۔
	تہذیب الکمال لابی الحجاج المزی	ابو شیبۃ ابرہیم بن عثمان لہ مناکیر منہا حدیث انہ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قال وضعفہ احمد وابن معین والبخاری والنسائی و ابو حاتم الرازی وابن عدی وابو داود والترمذی للاحوص بن الفضل الملائی وقال الترمذی فیہ منکر الحدیث وقال الجرجانی ساقط وقال ابو علی النیشاپوری لیس بالقوی وقال صالح بن محمد البغدادی ضعیف لا یکتب حدیثہ وقال معاذ العنبری کتبت الی شعبۃ	ابو شیبہ ابرہیم بن عثمان اوس سے مناکیرین کہ انہین مین سے ایک یہ یہ حدیث ہے کہ تحقیق آنحضرت صلعم پڑھتے تھے رمضان مین بیس رکعت اور وتر کہا ابو الحجاج مزی نے اوکو تحقیق ضعیف کہا ہے احمد اور ابن معین اور بخاری اور نسائی اور ابو حاتم رازی اور ابن عدی اور ابو داؤد اور ترمذی اور احوص بن الفضل الملائی نے اور کہا ترمذی نے کہ اسکی حدیث مین منکر الحدیث ہے اور کہا جرجانی

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		اسال عنہ اروی عنہ فقال لاترو عنہ فانہ رجل مذموم	سنے کہ ساقط الحدیث ہے اور کہا ابو علی النیشاپوری نے کہ قوی نہیں ہے اور کہا صالح بن محمد البغدادی نے کہ ضعیف ہے نہیں لکھی جاتی ہے حدیث اوسکی اور کہا معاذ عنبری نے کہ لکھا میں نے طرف شعبہ کے پوچھتا تھا میں شعبہ سے کہ آیا روایت کرون مین ابراہیم ابی شیبہ سے پس کہا شعبہ نے کہ نہ روایت کر تو اوس سے پس تحقیق وہ مرد برا ہے۔
۹	میزان الاعتدال للذہبی	فی ترجمہ ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ کذبہ شعبہ ثم قال روی عثمان الدارمی عن ابن معین لیس بثقۃ وقال احمد ضعیف وقال البخاری سکتوا عنہ وقال النسائی متروک الحدیث ومن مناکیر ابی شیبۃ ما رواہ البغوی	ترجمہ ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ مین ہے کہ کاذب کہا ہے اوسکو شعبہ نے پھر کہا ذہبی نے کہ روایت کیا ہے عثمان دارمی نے ابن معین سے کہ نہیں ہے ابراہیم ثقہ اور کہا احمد نے کہ ضعیف ہے اور کہا بخاری نے کہ سکوت کیا ہے نقادوں نے

ترجمہ	عبارت	نام کتاب	شمار
بیان کیا ہم سے منصور بن مزاحم نے ... یعنی یہ کہ حدیث نسبت ... ابن ابی شیبہ سے بروایت ... سے بخاری سے یہ حدیث کہا ابو شیبہ منصور بن مزاحم سے کہا منصور نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو شیبہ نے حکم سے اور حکم نے مقسم سے اور مقسم نے ابن عباس سے کہتے تھے رسول اللہ ... پڑھتے تھے ... رمضان میں ... بیس رکعات ...	حدثنا منصور بن مزاحم حدثنا ابو شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر۔		
یعنی یہ منقطع ہے ... اسی لیے سکوت کیا ... اور انہوں نے سکوت کیا ... حدیث کو ... اور ... حدیث کو ۔	المنقطع فیه لذا سکتوا عنه فیما ترکوا فیه	تدریب الراوی شرح تقریب النواوی	۱۰

روایات ذیل میں تصریح ہے کہ اتفاق صحابہ ثابت ہے

تراویح کی مستحب ہونی ہیں

نمبر	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۱	شرح صحیح مسلم للنووی	والمراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح واتفق العلماء علی استحبابہا	اور مراد ساتھ قیام رمضان کے نماز تراویح ہے اور متفق ہوئے ہیں علماء نماز تراویح کی مستحب ہونی پر
۱۲	شرح صحیح البخاری للکرمانی	والمراد بالقیام فی رمضان اداء التراویح واتفقوا علی استحبابہا	اور مراد ساتھ قیام کے رمضان میں ادا تراویح ہے اور متفق ہوئے ہیں علما مستحب ہونے تراویح ہے
۱۳	شرح جامع ترمذی لابی الطیب الحنفی	ذہبت الائمۃ علی ان قیام رمضان لیس بواجب بل ہو مندوب	اور اجماع کیا ہے بہت سے اماموں نے قیام رمضان یعنی نماز تراویح نہیں ہے واجب بلکہ وہ مندوب یعنی مستحب ہے

فی روایات مذکور ہیں بیان اختلاف مشایخ ہی تراویح کی مستحب اور سنت ہونے میں لیکن بعض میں اصح ہونا سنت کا مذکور ہے اور بعض میں استحباب بس کہنا سکا مسطور ہی لو

بعض میں اعتراض صحیح ہونی سنت پر مرقوم ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	ینابیع شرح قدوری	اختلف المشائخ فی التراویح قال بعضهم هی نفل وقال بعضهم هی سنة وهی روایة الحسن عن ابی حنیفة وهذا الاصح۔	مختلف ہیں مشائخ تراویح میں کہا بعض مشائخ نے کہ تراویح نفل ہے اور کہا بعض مشائخ نے کہ تراویح سنت ہے اور یہ روایت حسن کی ہے ابی حنیفہ سے اور یہی اصح ہے۔
۲	خلاصۃ الفتاوی	اعلم ان المشائخ اختلفوا فی کون التراویح سنة ثم انقطع الاختلاف بروایة الحسن عن ابی حنیفة انها سنة۔	جان تو کہ مشائخ مختلف ہوئے ہیں بیچ تراویح کے سنت ہونے میں اور جاتا رہا ہے اختلاف ساتھ روایت حسن کے ابی حنیفہ سے کہ تراویح سنت ہے۔
۳	فتاوی عالمگیری	نفس التراویح سنة علی الاعیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفة وقیل مستحب والاول اصح	نفس تراویح سنت علی الاعیان ہے نزدیک ہمارے جیسا کہ روایت کیا ہے حسن نے ابی حنیفہ سے اور کہا گیا ہے کہ مستحب ہے اور اول اصح ہے۔

ترجمہ	عبارت	نام کتاب	شمار
کلام تراویح مین چند جگہون مین ہے پہلے کلام اوسکی صفت مین اور وہ سنت ہے نزدیک ہمارے روایت کیا ہے اسکو حسن نے ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے اور کہا گیا ہے کہ مستحب ہے اور اول اصح ہے اسلیے کہ تراویح مواظبت فرمائی ہے اوسپر خلفای راشدین نے ۔	الکلام فی التراویح فی مواضع الاول فی صفتها وہی سنۃ عندنا رواہ الحسن عن ابی حنیفہ رح وقیل مستحب والاول اصح لانہا واظب علیہا الخلفاء الراشدین ۔	شرح کنز للزیلعی	۴
جانو کہ تراویح سنت ہی اور ذکر کیا جامع صغیر مین بلفظ استحباب ہے اور اصح یہ ہے کہ تراویح سنت ہی	اعلم ان التراویح سنۃ وذکر فی الجامع الصغیر بلفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ ۔	مستخلص شرح کنز	۵
جانو تحقیق مختلف ہوئے ہین علما تراویح میں کہ نام رکھی جاوے سنت سو کہا بعض علما نے کہ نہ نام رکھی جاوے سنت بلکہ وہ نوافل سے ہے اور نام رکھی جاوے مستحب اور کہا بعض علما نے	اعلم قد اختلف العلماء فی التراویح ان تسمی سنۃ فقال البعضہم لا بل ہی من النوافل وتسمی مستحبا وقال البعضہم تسمی سنۃ وہو الاصح	ما ثبت بالسنۃ	۶

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			کہ نام رکھی جاوی سنت اور (یہی) اصح ہے —
۷	درر البحور	یستحب عشرون واداؤہا بالجماعۃ افضل علی الاصح —	مستحب ہیں بیس رکعت تراویح کی اور ادا اونکا ساتھ جماعت کے افضل ہے اور یہ قول اصح کے
۸	شرح صحیح البخاری للعینی	وقد اختلف العلماء فی العدد المستحب فی قیام رمضان علی اقوال کثیرۃ فقیل احدی واربعون الی ان قال وقیل عشرون	اور مختلف ہوے ہیں علماء عدد مستحب ہیں بیچ قیام رمضان یعنی تراویح کے اوپر بہت قولوں کے سو کہا گیا ہے کہ عدد مستحب تراویح کا اکتالیس رکعت ہے یہاں تک کہ کہا عینی نے اور کہا گیا ہے کہ عدد مستحب تراویح کا بیس رکعت ہے —
۹	فصیحہ شرح وقایۃ الروایۃ	وقول الہدایۃ والاصح انہا سنۃ ای نفس التراویح فافہم قال الشیخ ابن حجر لم اجدہ ای المواظبۃ عن الخلفاء الراشدین فما فی الہدایۃ ایضاً منظور فیہ —	اور قول ہدایہ کا اور اصح یہ ہے کہ تراویح سنت ہے ای نفس تراویح پس سمجھ تو ای مخاطب کہا شیخ ابن حجر نے نہیں پایا ہے مین نے ای مواظبت کو خلفای راشدین سے پس وہ جو ہدایہ مین ہے نظر کی گئی ہے اوس

روایات وہ جن مین سنت ہونا تراویح یا بیس رکعت تراویح کا بدون قید عدد کی مسطور ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	وقایۃ الروایۃ	سن التراویح عشرون رکعۃ	مسنون ہی تراویح بیس رکعت
۲	مختصر الوقایہ	سن التراویح	مسنون ہی تراویح
۳	کنز الدقایق	سن فی رمضان عشرون رکعۃ	مسنون ہے رمضان مین بیس رکعت ۔
۴	کافی	سن فی رمضان عشرون رکعۃ	مسنون ہین رمضان مین بیس رکعت
۵	تنویر الابصار	التراویح سنۃ	تراویح سنت ہے
۶	نور الایضاح	التراویح سنت للرجال والنساء	تراویح سنت ہی مردون اور عورتون کے لئے ۔
۷	منافع	نفس التراویح سنۃ وادآہا بالجماعۃ مستحب ۔	نفس تراویح سنت ہے اور ادا اوسکا ساتھ جماعت کی مستحب ہے
۸	ارکان اربعہ	صلوۃ التراویح فی رمضان نوع من صلوۃ اللیل وہ سنۃ علینا ۔	نماز تراویح رمضان مین ایک قسم ہے نماز تہجد سے اور وہ سنت ہی ہمپر ۔
۹	جواہر اخلاطی	وہی سنۃ رسول اللہ وقیل ہی سنۃ عمر والاول اصح ۔	اور تراویح سنت رسول اللہ ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ سنت عمر کی ہے اور اول صحیح ہے ۔

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۰	محیط برہانی	التراویح یقال لہا سنۃ عمر قیل لان عمر رضی اللہ عنہ واظبت علیہا وسنۃ رسول اللہ اذ لم یواظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	تراویح کہا جاتا ہی اوسکو سنت عمر رضی اللہ عنہ کہ اسلیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مواظبت فرمائی ہے اوسپر اور سنت رسول اللہ کی وہ ہے کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

توضیح مقام بہ تنقیح مرام یہ ہے کہ راقم پڑھنا تراویح کو سنت جانتا ہے کہ آنحضرت نے اوسپر بہت رغبت دلائی ہے اور ارشاد کیا کہ سننت لکم قیامہ یعنی سنت کیا ہے مین نے تمہارے لیے قیام رمضان کا اور فرمایا کہ روزہ رکھنے والا رمضان کا اور پڑھنے والا تراویح کا ازروی تصدیق اور طلب ثواب کے گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ اوسدن پاک تہا کہ اوسکی مان نے اوسکو جنا تہا اور بیس رکعت کو عمدہ مستحبات سے سمجھتا ہے چنانچہ خود بہی بیس ہی رکعت پڑھتا ہی لیکن اٹھہ رکعت پڑھنے والیکو بقصد تشبہ اور اقتدای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھتا ہے ملامت نہین جانتا ہے بلکہ بموجب آیت کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ بالخصوص اوس وقت مین کہ لوگ اٹھہ رکعت پڑھنے والے پر ملامت کرتے ہون ماجور باجر اتباع سنت اور مثاب ثواب احیای سنت جانتا ہی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھہ ہی رکعت کا پڑہنا ثابت ہوا اور حضرت عمر نے ابی ابن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ کو گیارہ رکعت پڑھنے پر مامور فرمایا ہے کہ اٹھہ رکعت اونمین تراویح کی اور تین رکعت وتر کے تہین اور یہی زمان عمر مین پڑہنا

ابو داؤد کی بڑی روایت تو بتفصیل مذکور تحقیق نہوا اور بعض سلف عہد عمر بن عبد العزیز میں بہی السی سے
چھتیس پڑھا تو باستثناء آٹھ رکعت کے چھتیس یعنی کہ ہو سکتی ہے اور اجماع حضرت تراویح پر بیس رکعت
پر ہوا پس تحقیق یہ ہے کہ صرف ہوتی اور سبکے کلام کا جو دلالت کرتے ہیں آٹھ رکعت سنت کے پڑھنے
والے پر اور سمجھتے ہیں کہ سب کتب فقہ الامال میں یہ امر ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت موکدہ
ہیں اگر یہ دلالت انکی سنت پر محمول ہے اور مثبت ہوتی ہے حضرت عمرؓ اور اور صحابہؓ اور سلف پیر اور
پر عمل اونکا اور سیحی صریح ہے اسلیے کہ متون اور شروح جمہور میں سنت موکدہ ہونا اوسکا مذکور
نہیں ہے بلکہ بعض کتب میں اجماع مستحب ہونے تراویح پر مسطور ہے اور اسکا ہم انکار نہیں
ہے کہ کسی کتاب فقہ میں تراویح کا سنت موکدہ ہونا مرقوم نہیں ہے مطلب ہمارا یہ ہے کہ جسنے
بیس رکعت تراویح کو سنت موکدہ لکہا ہے اوسکا کلام موافق اصول حنفیہ نہیں ہے اور مقتضا کے
دلیل اوسکا خلاف ہے پس فتوی دینا کسی مذہب والے کو اوس روایت کہ موافق اوس مذہب کے
اصول کے نہو اور مقتضای دلیل اوسکا خلاف ہو بیجا ہے اور جمہور فقہای حنفیہ کے کلام میں کہ صرف
سنت ہونا مرقوم ہے اوسکو محمول سنت غیر موکدہ پر کرنا چاہیے تاکہ روایات موافق اصول اور
دلیل کے ہو جائیں ظاہرا قائل ہونا ساتہ سنت موکدہ ہونیکے ناشی غلط فہمی کسی ایک شخص
کی ہے اور ونسے دوسروں نے تاامل بدون دلیل کے اقتداء اوسکا کر لیا ہے واللہ اعلم بہرحال
مولوی محمد فصیح صاحب غازیپوری اور مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین کو
واضح ہو کہ جواب اس رسالہ کا صرف لکہنے روایات سنت موکدہ ہونے تراویح
سے نہوگا جب تک کہ سنت موکدہ ہونی بیس رکعت کو دلیل
سے ثابت نکریں اور جو اعتراضات کہ
استفتاء التراویح پر وارد ہیں
ان کو دفع نکریں
فقط

باب دوم دربین منوعات استحباب التراویح کے
رد ہفوات مولوی زین العابدین

قولہ پڑہنا تراویح کا سنت موکدہ ہی اور تعداد اوسکی بقول صحیح بیس رکعت ہی **اقول** سنت موکدہ
ہونا تراویح کا مخدوش ہے اسلیے کہ تراویح آنحضرت کی نماز تہجد جسکو قیام لیل کہتے تہی جیسا
کہ عینی اور زیلعی نے شروح کنز میں اور شیخ عبد الحق نے فتح سر المنان میں اور بحر العلوم نے
ارکان اربعہ میں لکہا ہے اور بقول جمہور قیام لیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تہا تو مواظبت
آنحضرت کی تراویح پر فرضاً ہوگی اور سنت موکدہ اوسکو کہتے ہیں کہ جسپر مواظبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نفلاً فرمائی ہو اور تعداد اوسکی استحباباً بقول صحیح بیس رکعت ہونا مسلم ہے اور
سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا بقول صحیح ممنوع ہے کیونکہ سنت موکدہ اوسکو کہتے ہیں کہ
جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلاً مواظبت فرمائی ۔ اور بیس رکعت تراویح پڑہنا بہی
آنحضرت سے ثابت نہیں ہے چہ جائی کہ نفلاً اوسپر مواظبت آپکی ہو **قولہ** اور یہ مسئلہ ایسا
بہی نہیں ہے کہ کسی عالم کو اسمین خلاف ہو **اقول** تراویح کا سنت موکدہ صرف بعض کتب
فقہ حنفیہ میں ہے اور باقی متون اور شروح کتب جمہور فقہا میں صرف سنت ہونا اوسکا مسطور ہے
کہ وہ محمول اوس سنت پر ہے کہ جسپر آنحضرت صلعم نے مواظبت بالفرض فرمائی ہو لیکن بمقابلہ اس
سنت کے جو استحباب بعض کتب میں مسطور ہے مراد مستحب بالاجماع السلف ہے اور نووی
شارح صحیح مسلم اور کرمانی شارح صحیح البخاری اور ابو الطیب شارح جامع ترمذی نے اتفاق اور
اجماع اوسکے استحباب پر نقل کیا ہے اور خلاف بعض علما کا اوسکی تعداد میں خود لفظ بقول
صحیح سے ظاہر ہے بہرحال یہ کلام کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ کسی عالم کو اسمین خلاف ہو صریح
کذب ہے **قولہ** اسواسطے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس نماز کو

قایم کیا اور بیان حقیقت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو پڑھا تھا اور بسبب خوف فرض ہوجانے کے ترک کیا تھا اب وہ خوف باقی نہین تو صحابی اس بات کو پسند کیا اور اجماع کیا لہذا علماؤن نے تصریح اسکی باب نیے مقام مین کی ہے جسکا جی چاہے کتب معتبرہ مین دیکھ لے
اقول اولن یہ افترا ہی حضرت عمر پر ارشاد ہو کہ کس کتاب معتبر مین یہ روایت آئی ہے کہ حضرت عمر نے بیان حقیقت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو پڑھا تھا اور بسبب فرض ہوجانے کے ترک کیا تھا اب وہ خوف باقی نہین تو صحابہ نے اس بات کو پسند کیا اور اجماع کیا دوسرے مدعا کچھ ہے اور مفاد دلیل کچھ اسلئے کہ مدعا پڑھنے تراویح کا سنت موکدہ ہونا اور بعداد اوسکے بقول صحیح بیس رکعت ہونا ہے اور مفاد دلیل صرف اجماع ہے اوس نماز پر کہ جسکو آنحضرت نے بسبب خوف فرض ہوجانے کے ترک کر دیا تھا اور باب اول مین ظاہر ہوچکا ہے کہ وہ بیس رکعت تھین بلکہ اٹھہ رکعت با جماعت تھین کہ اس سے نہ تراویح کا سنت موکدہ ہونا نکلتا ہے اور تعداد اوسکے بقول صحیح بیس رکعت نکلتی ہین پس دلیل مفید مدعا نہوئی اور جب کہ دلیل مفید مدعا نہوئی تقریب کیونکر تمام ہوگی اور کتب معتبرہ مین یہ روایت نہین ہے اور اس مدعا کو اس دلیل سے بیان کیا ہے بہر حال حوالہ کتب معتبرہ غلط ہے **قولہ** صفحہ ۴۳ اور بڑی غضب کی بات یہ ہے کہ پڑھنے والے اٹھہ رکعت کے اپنے تئین متبع سنت کہتے ہین اور بیس رکعت پڑھنے والیکو بدعتی اور ناواقف کہتے اور سندلاتی ہین قول حضرت عمر فاروق کا نعمت البدعۃ ہذہ سندلاتی ہین کہ خود حضرت عمر نے اسکو بدعت قرار دیا ہے **اقول** اٹھہ رکعت پڑھنے والی لاریب متبع سنت نبوی اور سنت صحابہ اور خلفا مین جبکہ بیس رکعت پڑھنے والے متبع سنت صحابہ اور خلفا ہین اور اٹھہ رکعت پڑھنی والی ہر گز بیس رکعت پڑھنے والیکو بدعتی نہین کہتے یہ اون پر افترا ہی اور بدعت کہنا حضرت عمر کا تراویح با جماعت کو مجاز ہے کہ اطلاق بدعت کا احیاء سنت پر کر دیا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے **قولہ** صفحہ ۴۴ بعد تھوڑی دنون کے یہ فتوی ہوگا کہ تراویح کی نماز بعد تین رات

کے بدعت ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات پڑھی ہے بعد
اسکے پھر ترک کیا ہے **اقول** تعیین عدد رکعات تو اون چیزوں مین سے ہے کہ قیاس
کو اوس مین دخل نہین جسقدر شارع سے ثابت ہو زیادت اور کمی اوسپر و نہین پھر جو عدد کہ
کہ شارع سے ثابت ہوا اور اوسپر مواظبت شارع کی بطور نفل جماعت کے ثابت ہو تو وہ عدد سنت
موکدہ نہین ہو سکتا ہے اور جس کام کو آنحضرت نے ایک یا دو بار کیا ہے تو وہ تاہم ہی اسلیے
ہمیشہ کو مستحب ہوتا ہے استحباب اوسکا منسوخ اور نہین ہوا کیا ہمیشہ رہتا ہے پس جبکہ
آنحضرت نے تین رات اوسکو پڑھا تو بدعت اوسکو کیونکر کہین سکے بلکہ اوسکو مستحب کہنا
چاہیے **قولہ** صفحہ ۴ بڑے بڑے محقق اپنی کتابوں کے اندر لکھتے ہین کہ تراویح بیس رکعت
ہی اور شرق سے غرب تک عمل اسی پر ہے چنانچہ صاحب در مختار نے صاف لکھدیا
اقول مراد ان محققوں کی یہ ہے کہ تراویح استحبابا بیس رکعت ہے نزدیک حنفیہ کے اور مراد
صاحب در مختار یہ ہے کہ اسوقت مین شرق اور غرب مین عمل لوگونکا بطور استحباب بیس ہی
رکعت پر ہی تو اس سے لازم نہین آتا ہے کہ آٹھ رکعت بطور سنت پڑھنا درست نہین ہے یا پہلے
اس سے عمل لوگونکا مشرق اور مغرب مین عدد غیر بیس رکعت پر نہ تھا اور کیونکر یہ لازم آویگا کہ بہت
سے اکابر نے عدد غیر بیس رکعت کو اختیار کیا ہے علاوہ اسکے اسوقت مین بھی عمل ہونا سب
آدمیونکا شرق اور غرب مین بیس ہی رکعت پر غیر مسلم ہے دو وجہ سے اول تو مالکیہ اسوقت مین بھی
چھتیس رکعت پڑھتی ہین اور عاملین حدیث تعیین ایک عدد کی نہین کرتے ہین دوسرے معلوم
ہونا عمل سب آدمیونکا مشرق و مغرب مین متعسر ہے پس ناس سے مراد اگر حنفیہ اور شافعیہ ہون
تو ہو سکتا ہے اور کل ناس مراد نہین ہو سکتی ہین **قولہ** صفحہ ۴ اب انصاف فرمائی کہ تمام
علمای مشرق و مغرب کے اور تمام فضلا اور کملا اور اولیا اور اقطاب اور اوتاد جامع علوم
ظاہری اور باطنی کے مخالف موافق ٹھہری اس مسئلہ سے اور یہ حضرت نئے عالم دو چار ورق
کے واقف ایسے عالم ہوے **اقول** اور کل تمام علمای شرق اور غرب اور تمام فضلا اور کملا اور اولیا

اور اقطاب اور اوتاد کا اختیار کرنا بیس رکعت کو بغیر مسلم ہونے دوسرے اونکے عمل سے سنت مؤکدہ
ہونا بیس رکعت کا لازم نہیں آتا ہی غایت اوسکی استحباب ہے سو بیس رکعت کے مستحب ہونے
میں کلام اکثر خصم کو نہیں ہے اور معلوم نہیں کہ اس مجیب نے بیان عالم دو چار ورق کا دیکھ کر
ابن ہمام کو کہا یا صاحب بحر الرائق اور طحطاوی کو یا اور مشائخ کو جو بیس رکعت کو مستحب کہتے ہیں
ابن ہمام وغیرہ کہ محققین حنفیہ میں سے ہیں اونکی مقابلہ میں آپ اور اپنے ہم مذہب ایک یا دو
حرف سے بھی واقف نہیں ہیں **قولہ** صفحہ ۳ سطر ۱ ایسے عالم ہیں کہ بارہ سو برس سے کے بعد
یہ غلطی سنتے تمام علمائے عرب اور عجم کی پکڑی **اقول** بارہ سو برس سے پہلے ایک عالم
سنتے نہ عرب کا اور نہ عجم کا سنت مؤکدہ ہونے بیس رکعت کا قائل نہیں ہوا ہے یہاں تک کہ
ائمہ مجتہدین تک سے بھی بیس رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا منقول نہیں سنا ہے ہاں ظاہر کلام بعض
متاخرین فقہا سے یہ مترشح تھا لیکن ابن ہمام نے جو دلیل سے ثابت تھا وہ بیان کر دیا پس
چاہیئے کہ کلام ان فقہا کا بھی طرف مقتضائے دلیل کے مصروف کر لیا جاوے بہرحال مجیب
بارہ سو برس سے کے غلطی تمام علمائے عرب اور عجم کی پکڑنا ہرگز صادق نہیں آسکتا ہے **قولہ**
صفحہ ۵ پاور پردہ یہ شخص رافضی ہے **اقول** یہ شخص ایسا بیباک ہے کہ ابن ہمام اور صاحب
بحر الرائق وغیرہ علمائے محققین حنفیہ پر کسطرح زبان درازی کرتا ہے کہ اونکو درپردہ رافضی بناتا ہے
نعوذ باللہ منہ **قولہ** صفحہ ۵ جیسا کہ فرقہ رافضیہ اس نماز کو سنت عمری کہتے ہیں نہ سنت
نبوی **اقول** حموی نے حاشیہ اشباہ میں اسکو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اسمیں نظر ہے
اسلئے کہ تحقیق مصرح ہے بہت سی کتب متداولہ معتبرہ میں کہ تراویح بیس رکعت سنت
عمر ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے نہیں پڑھا ہے بیس رکعت کو بلکہ پڑھائی آٹھ رکعت
کو اور نہیں مواظبت فرمائی ہے اسپر اور حکم پڑھنے کا کیا ہے حضرت عمرؓ نے بعد آنحضرتؐ
کی بیس رکعت کا اور موافقت اوسکی کی ہے صحابہ نے اسپر اور دعوی انتصاف کا خبر منع
میں ہے عبارت حاشیہ اشباہ کے یہ ہے واشار فی کتاب الکراہیۃ من البزازیۃ الی انہ

لو قال التراویح سنة عمر کفر لانه استخفاف وهو کلام المفلس وفیه نظر فقد صرح فی کثیر من المتداولات
المعتبرة فانه سنة عمر لان النبی علیه الصلوة والسلام لم یصلها عشرین بل ثمانی ولم یواظب علی
ذالک وصلاها عمر بعده عشرین ووافقه الصحابة علی ذلک ودعوی الاستخفاف فی حیز المنع ور ایسا ہی
ہے حاشیہ طحطاوی مین **قولہ** صفحہ ۵ اگر غور کرین تو انہی عبارت کتاب کافی کی کافی ہے
اقول کافی مین لفظ سن کا ہے اور محمل اوسکی سنیے یہ ہے کہ سنت سے مراد یہان مستحب
ہے یعنی وہ عمل کہ دیا آنحضرت نے نفلا مواظبت نہین فرمائی ہے اور بعض عبارت در مختار اور
رد المحتار کی باب اول مین گذر چکی ہین اوسکے ملاحظے سے ظاہر ہے کہ ان دونون
کتابون سے بھی سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے **قولہ** صفحہ ۵ اس
مقام مین باوائی وہ حدیث شریف الخ **اقول** مصداق مضمون اس حدیث کے امثال
منتیان استفتاء التراویح ہین **قولہ** صفحہ ۶ تراویح بہ تحقیق بیس رکعت ہی **اقول** تراویح بیس
رکعت بھی اور آٹھ رکعت بھی سنت ہے اور چھتیس رکعت بھی ہے حصر بیس مین ممنوع ہے گو حنفیہ
کے نزدیک عدد مستحب تراویح کا بیس ہے رکعت ہی **قولہ** صفحہ ۶ اور سنت ہے اور یہ سنت
اسطرح سے ہے کہ ہمیشگی کیا ہے اسپر خلفا نے **اقول** کوئی عمل ہمیشگی کرنے خلفا سے
سنت نہین ہو سکتا ہے جب تک کہ اوسپر مواظبت آنحضرت صلعم کی نہ ثابت ہو اور بیس رکعت
کا پڑھنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے چہ جائی کہ مواظبت آپ کی بیس
رکعت پر ثابت ہو علاوہ اسکے ہمیشگی خلفا مین بھی بیس رکعت پر کلام ہے کسی روایت صحیحہ
سے حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عثمان کا پڑھنا بیس رکعت کا ثابت نہین ہے
بلکہ فتاوی قاضی خان مین امام مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی چھتیس
رکعت تراویح کے پڑھتے تھے اور مواظبت خلفای راشدین مین حافظ ابن حجر نے بھی
کلام کیا ہے **قولہ** صفحہ ۶ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری
سنت ہی لازم پکڑو اور میری خلفا کے سنت سے لازم پکڑو چنانچہ وہ حدیث یہ ہے قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الہادین المہدیین من بعدی تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ اقول اس حدیث کے معنے مین کئی احتمال ہین اول اسحدیث مین ایجاب استحبابی ہی پس اس سے سنت خلفای راشدین کا مندوب اور مستحب ہونا ثابت ہے نہ سنت موکدہ ہونا اور اسیکا موید ہے کلام ابن ہمام کا فتح القدیر مین حیث قال قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم اور تاکد اوس سنت آنحضرت کا کہ جسپر اونکی مواظبت ہوا ور دلیل سے ثابت ہے نہ اس حدیث سے دوم معنی اسکی یہ ہین کہ لازم پکڑو میری طریقہ کو اور خلفاء راشدین کی طریقہ کو جسطرح پر کہ ہو فرض کو بطور فرض کے اور واجب کو بطور واجب کے اور سنت کو بطور سنت کے اور مستحب کو بطور مستحب کے سوم لفظ سنت کا بعد سنتی کے سنۃ الخلفاء الراشدین مین معرفہ ہے کہ اعادہ کیا گیا ہے بعد معرفہ کے اور مولوی عبد الجبار صاحب اپکے ہم مذہب نے اسی استفتاء کے جواب مین صفحہ ۸ مین قاعدہ اصول کا بیان کیا ہی کہ المعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولی تو خصم کہہ سکتا ہی کہ مراد سنت خلفاء راشدین سے وہ سنت ہی کہ سنت آنحضرتؐ کی بھی ہو علاوہ اسکے تعریف الخلفاء کے کہ جمع محلی باللام ہے واسطے استغراق کی ہے تو اس سے مراد وہ سنت ہی کہ جو سنت سارے خلفاء کے ہو اور بیس رکعت تراویح ایسی سنت نہین اسلئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قول یا فعل یا تقریر سے بیس رکعت ثابت نہین ہوئے ہین تو بیس رکعت سنت سارے خلفاء کے نہین ہوئین قولہ صفحہ ۲ اور حدیثین اوسکے صحاح مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھلے اقول بیان ثواب قیام رمضان کا البتہ احادیث صحاح مین آیا ہے اور بیان ثواب بیس رکعت تراویح کا کہین صحاح مین نہین ہے اور نفس قیام رمضان محل نزاع نہین ہے بلکہ محل نزاع بیس رکعت تراویح ہے قولہ صفحہ ۲ اور تعداد بیس رکعت کی اور تقرر اوسکا بالاجماع ہوا ہے اقول تعداد بیس رکعت اور اوسکے تقرر بالاجماع ہونے سے مراد تمکنا ہے اگر مراد یہ ہے کہ جواز اس عدد کا بالاجماع ثابت ہے جیسے کہ جواز ۸ رکعت کا ساتھ

عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے ثابت ہے قطع نظر کلام کے ثبوت اجماع مین سنت
موکدہ ہونا بیس رکعت کا اس اجماع سے ثابت نہین ہو سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہو کہ سنت موکدہ
ہونا بیس رکعت کا بالاجماع ثابت ہے تو صریح البطلان ہے اسلئے کہ صحابہ و تابعین سے گیارہ
رکعت ساتھ وتر کے پڑھتے ہین اور امام مالک نے بھی اپنی نفس کے لئے گیارہ رکعت کو
ساتھ وتر کے اختیار کیا ہے کہ جیسا باب اول مین معلوم ہوا ہے اگر بیس رکعت سنت موکدہ ہوتین
تو یہ اکابر گیارہ رکعت کیونکر پڑھتے اور گیارہ رکعت کیونکر اختیار کرتے —

رد ہفوات محمد احسن المعد

قولہ صفحہ ما قال صاحب الفتح اقلا عن البحر **اقول** ان بزرگ کو اسقدر معلوم نہین ہے
کہ صاحب فتح القدیر پہلے تھا یا صاحب بحر رائق پس لکھا اور وہ جو کہا صاحب فتح القدیر نے
اوس حال مین کہ نقل کرنیوالا ہے بحر سے حالانکہ بحر مین فتح القدیر سے منقول ہے
باوجود اس بے علمی کے فتوی دینے کو طیار ہین **قولہ** حنفیہ باعتبار مقتضی الدلیل وھو غیر سدید
اقول بے دلیل غیر سدید لکھدیا اوسکو کہ جو باعتبار مقتضای دلیل ہو آپ ہی کا کام ہے
ای حضرت راست و درست وہی ہوتا ہے جو موافق دلیل کے راست و درست ہو **قولہ** لم یفت
علیہ احد من الفقہا سکا ہو نہ کو نہ فی المعتبرات **اقول** کس کتاب معتبر مین لکھا ہے کہ نہین
فتوی دیا ہے اس پر کسی نے فقہا مین سے بے محابا بدون دیکھی معتبرات کا حوالہ دیدینا بجز
جہل کے اور کیا ہے ایک کتاب معتبر مین بھی یہ نہین لکھا ہے کہ کسی فقیہ نے اسپر فتوی نہین دیا
ہے ای بزرگ اعتبار قوت دلیل کا ہے نہ کثرت روایات کا جو دلیل کے موافق ہو اوسی
پر فتوی دینا چاہیے چہ جائیکہ روایات بھی مخالف مقتضای دلیل نہون جیسا کہ باب اول مین بیان
ہو چکا ہے **قولہ** صفحہ وما توہمہ البعض بان السنۃ وردت فی صلوۃ اللیل الی الثمان وما زاد علیہ
اقول تعریض ساتھ اس توہم کے خصم پر صرف افترا ہے کوئی ہم معاشر اہل سنت مین
سے آٹھ رکعت سے زائد کو مکروہ نہیں کہتا ہے بلکہ بیس رکعت کو بھی مستحب اور سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ردِ ہفوۂ مولوی شمس الدین علی

قولہ صفحہ ۳ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقرر کیا عمرؓ نے نماز تراویح کو بموجب اُس حدیث کے جو مجھ سے سنی اور وہ بیس رکعت ہے۔ **اقول** ان بزرگ نے بیس رکعت کو سنت موکدہ ہونا نہین لکھا ہے اور نہ مقرر کرنا حضرت عمرؓ کا بموجب اُس حدیث کے کہ حضرت علی رضہ سے اونہوں نے سنی ثبوت بیس رکعت کی سنت موکدہ ہونیکا ہو سکتا ہے قطع نظر اس سے کہ یہ قول حضرت علی کا کہین کتب حدیث مین نہین پایا جاتا ہے بہر حال کلام ان بزرگ کا کچھ مخالف مدعای خصم نہین ہے ؎

ردِ ہفوات مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین

قولہ صفحہ ۹ اصل مطلب کتاب مذکور کا اونسے نہین سمجھا **اقول** حال سمجھنے مطلب فتح القدیر کا قریب سے ہے کہ کھلا جاتا ہی کہ کون نہین سمجھا مولوی صاحب نہین سمجھے یا مولوی صاحب کا خصم نہین سمجھا

قولہ صفحہ ۹ اور تخلف کیا انسے سنت خلفای راشدین سے اور جملہ فقہای متقدمین اور متاخرین سے **اقول** یہ آٹھ رکعت تراویح فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فعل باقی سب خلفا اور صحابہ کا صدر خلافت حضرت عمرؓ تک تھا اور حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ کو آٹھ رکعت پڑھنے پر مامور فرمایا اور صحابہؓ بھی زمانہ حضرت عمرؓ مین آٹھ رکعت بلا نکیر پڑھتے تھے اور اسی طرح سے زمان تابعین مین بھی آٹھ رکعت بلا نکیر پڑھی گئی ہین پس آٹھ رکعت سنت آنحضرتؐ اور سنت خلفای راشدین اور سنت صحابہؓ اور تابعین ہوئین تو جو شخص انکار کرے فتوی دینے سے آٹھ رکعت پر تو وہ منکر ہی فتوی دینے سے سنت آنحضرتؐ اور سنت خلفای راشدین اور سنت صحابہ اور تابعین پر اور بیس رکعت کو جو مولوی صاحب سنت خلفای راشدین سمجھتے ہین تو مراد سنت سے کیا ہے آیا وہ کہ جس پر مواظبت خلفای راشدین کی تھی جیسا کہ مصطلح

اصولیین حنفیہ سے تو بیس رکعت پر مواظبت خلفای راشدین ہرگز ثابت نہین ہوتی ہی اگر مولوی
صاحب مدعی ثبوت مین تو روایات صحیحہ حدیث سے مواظبت خلفای راشدین بیس رکعت پر
ثابت کرین باوجود کہ جو قول یا فعل یا تقریر خلفای راشدین سے ثابت ہو تو اس معنی آٹھ رکعت
بہی سنت خلفای راشدین ہین اسی لئے خصم متوہم اس بیس رکعت پڑہنے کا بہی فتوا دیتا ہے اور آٹھ
رکعت پڑہنے کا بہی اور شرح حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین رد ہفوات مولوی
زین العابدین مین معلوم ہو چکی ہے اوسکے اعادہ کے کچہ ضرورت نہین ہے اور
آٹھ رکعت پر فتوی یون دیا کہ اسی پر مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہی اور جو شخص
تراویح اسیقدر پڑہ لے اوسپر کچہ گناہ نہین ہے اور نہ اوسپر انکار ہو سکتا ہے ہرگز مخالف کسی
فقیہ معتمد کے فقہا متقدمین اور متاخرین سے نہین ہے چہ جای کہ مخالف ہو جملہ فقہای متقدمین
اور متاخرین کے جیساکہ باب اول مین معلوم ہو چکا ہے بہرحال یہ کلام مولوی صاحب کا ناشی
محض بے سمجہی سے ہی جب مولویصاحب کو خود اپنی تحریر مین اعتراف ہے کہ صرف آنحضرت نے
آٹھ ہی رکعت تراویح کی پڑہی ہین اور مسنون ہونا اسیقدر کا فعل آنحضرت سے پایا گیا ہی تو بموجب
اصطلاح فقہا ہرگز بیس رکعت سنت نہین ہو سکتی ہین اسلیے کہ اصطلاح فقہای حنفیہ مین سنت
اوسیکو کہتے ہین کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو ساتہ ترک کے احیاناً
اور جسپر خلفا نے مواظبت فرمائی ہو اوسکو اصولیین حنفیہ البتہ سنت کہتے ہین لیکن فقہای
حنفیہ اوسکو سنت نہین کہتے ہین بلکہ وہ داخل مستحب ہے جیساکہ باب اول مین تعریف سنت
بہی معلوم ہو چکا **قولہ** صفحہ ۹ جس شخص نے فتوی دیا آٹھ رکعت پڑہنے نماز تراویح کا اوسکا
روگردانی کی قول علیہ السلام علیکم بسنتی الحدیث اور توارث متقدمین و متاخرین سے **اقول**
آٹھ رکعت پڑہنے کا فتوی دینا اسطور پر کہ بیس پڑہنے غلط اور کلام نہین ہے بلکہ صحیح سنت نبویہ ہے
اسلیے کہ فعل آنحضرت کہ جسپر مواظبت آپ کی تہی آٹہ ہی رکعت ہی اور خلاف اسکا ابوبکر نے
اور جب صحابہ و خلفاء سے صدر خلافت حضرت عمر تک منقول نہین ہے اور حضرت عمر نے ہی

زمان خلافت مین ابی بن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ کو گیارہ رکعت پڑہنی کا کہا اور اسی
مین وترو داخل تہی فرمایا اور اور صحابہ بہی زمانہ خلافت حضرت عمرؓ مین اور تابعین اور تبع تابعین زمانہ
خلافت عمر بن عبد العزیز مین گیارہ رکعت ساتہ وتر کے پڑہتے تہے اور کسی نے اج تک آٹہہ
پڑہنے پر انکار نہین کیا گو عمل حنفیہ و شافعیہ بیس رکعت پر استحبابا شائع اور مروج ہو گیا پس کہو اُنکی
قول علیہ السلام علیکم بسنتی الحدیث اور توارث متقدمین اور متاخرین سے نہین ہی بلکہ عمل
ہے اس حدیث پر اور عدم انکار اس فتوی دینی پر متوارث ہے متقدمین اور متاخرین سے
باقی تشریح معنی اس حدیث کی رد مفردات مولوی زین العابدین مین گذر چکی **قولہ**
صفحہ ۹ اور یہ نہ سمجہا کہ آٹہہ رکعت تراویح پڑہنے کا فتوی کسی نے نہین دیا ہے **اقول**
اٹہہ رکعت تراویح پڑہنے پر کسی نے اجتک انکار نہین کیا ہے اور آٹہہ رکعت پڑہنی والیکا
نہ ملام ہونا بقول فقہائے حنفیہ اور بتصریح محققین فقہائے حنفیہ سے واضح ہی پس یہ آٹہہ رکعت
تراویح پڑہنے والی کے نہ ملام ہونے پر فتوی دینا نہین ہے اور کیا ہے اور مسنون ہونے
اٹہہ رکعت کی فعل آنحضرت سے اپ خود معترف ہین پس یہ فتوی دینا اٹہہ رکعت پڑہنے والے
کی متبع سنت ہونے پر نہین ہی اور کیا ہے **قولہ** صفحہ ۹ اور یہی غافل رہا اس امر سے کہ
بیس رکعت پڑہنے سے تراویح مع وتر کی ادای سنت رسول مقبول و نیز خلفای راشدین دونون
ہوتی ہے **اقول** جو کہ سنت آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ اٹہہ رکعت بدون کمی اور زیادت
کی ہین بیس رکعت مین وہ عدد مسنون جاتا رہا تو بیس رکعت پڑہتے ہین ادای سنت آنحضرتؐ
نہو گی اور اگر بیس رکعت پڑہنے مین سنت آنحضرت بہی ادا ہو جاتی ہو تو اکتالیس رکعت پڑہنا
نہایت اولی ہوگا کہ اوسمین سنت آنحضرتؐ بہی ادا ہو جائیگی اور نیز سنت خلفای راشدین اور سنت
تمام اکابر دین **قولہ** صفحہ ۹ اور بمنشای علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کا کہ حضرت علیہ السلام
نے اس جگہہ پر جمعیت دونون سنتون کے ساتہہ واو عطف کی کہ واسطی جمع کے آتا ہے
فرمائی ہی نہ سمجہا **اقول** جمعیت دونون سنتونکی تو اٹہہ رکعت مین ہے کہ آنحضرتؐ

تے آٹھ ہی رکعت پڑہتے ہیں اور عمل خلفای راشدین کا بھی بعد خلافت حضرت عمر تک اسکے
خلاف پر پایا نہین جاتا ہی اور بیس رکعت کا تو پڑہنا ہی آنحضرت سے ثابت نہیں ہے باقی
پڑہنا خلفای راشدین کا بھی بیس رکعت کو معلوم نہیں ہوتا ہے اور مولوی صاحب جو واو
کی جمع کے لیئے ہونی سے جمعیت دونون سنتون کے سمجھی ہین لطف اوسکا اہل علم پر مخفی
نہین ہے بموجب ارشاد مولوی صاحب ایسا واضح ہے کہ دخلت دار زید و دار عمرو کا کہنا
اوسوقت جائز ہوگا کہ متکلم ایسی ایک دار مین داخل ہو کہ اوسمین داخل ہونی سے داخل ہونا دار
زید اور دار عمرو دونون مین لازم اوی اور اگر دو دار ہین کہ اونمین سے ایک دار زید کا ہو نہ عمرو کا اور
دوسرا دار عمرو کا ہو نہ زید کا تو کہنا جائز نہوگا حال انکہ سب اہل علم پر ظاہر ہے کہ یہ امر بدیہی البطلان
ہے اگر متکلم ایک وقت دار زید مین کہ وہ دار عمرو نہ تہا داخل ہوا ہے اور دوسرے وقت مین
دار عمرو مین کہ وہ دار زید نہ تہا جب بھی دخلت دار زید و عمرو کہنا صحیح و درست ہی اور واو
کی جمع کے لیے ہونی کے یہ معنی ہین کہ واو معطوف اور معطوف علیہ دونون کے شرکت
پر انتساب اور تعلق مین دلالت کرتا ہے ترتیب پر اوسکے دلالت نہین ہے گو انتساب
یا التعلق بترتیب بنفس الامر ہو کیونکہ واو جیسا کہ ترتیب پر دلالت نہین کرتا ہے ویسے
ہی معیت پر بھی دلالت نہین کرتا ہے پس جو شخص کہ آٹھ رکعت کو سنت آنحضرت جانتا ہے
اور بیس رکعت کو سنت حضرت عمر وغیرہ خلفاء کے سمجھتا ہے اور کبھی آٹھ رکعت پڑہتا ہی
اور کبھی بیس رکعت وہ التزام کرتا ہی دونون سنتونکا اور جو صرف بیس رکعت پڑہتا ہی اور آٹھ
رکعت پڑہنے والے پر طعن کرتا ہے وہ التزام کرتا ہے صرف ایک سنت کا اور اعراض کرتا
ہی سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور منشای حدیث التزام دونون سنتونکا ہی تو وہ
شخص کہ جو اوسکے منشا کا خلاف کرتا ہے منشا حدیث نہین سمجھتا ہے اب مولوی صاحب انصاف
فرماوین کہ کون منشا حدیث نہین سمجہا آپ یا فتوی دینے والا آٹھ رکعت پر طعن کرنے
سے۔ قولہ صفحہ ۹ سطر ۱ اور عبارت ابن ہمام کے صریح ہے کہ بیس رکعت مسنون ہوئی ہین رکعت

تراویح کے **اقول** سبحان اللہ مطلب ابن ہمام کا جو فتح القدیر مین ہے اوسکے کیا خوب مولویصاحب
سمجھے لاریب یہ مطلب ہرگز خصم مولویصاحب کا نہین سمجھا تھا شاید اس عبارت ابن ہمام مین فتحصل
من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام وترکہ لعذر افاد انہ لولا
خشیۃ ذلک لواظبت بکم ولا شک فی تحقق الامن من ذلک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ و
کونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی
سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنتہ اذ سنتہ ما واظب علیہ بنفسہ الا لعذر وبتقدیر عدم ذلک العذر انما استفدنا
انہ کان یواظب علی ما وقع منہ وہو ما ذکرناہ فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منہا ہو السنۃ یہ عبارت
کہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ الخ اور عبارت ولا یستلزم کون ذلک سنتہ اذ السنۃ
ما واظب بنفسہ الخ اور عبارت فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منہا ہو السنۃ صریح ہوسکے بہ
نسبت مسنون ہونے بیس رکعت تراویح کی اب وہ لوگ کہ جنکو قدرت سمجھنی عبارت سلیس عربی
تیز بینی سے ہے انصاف فرماوین کہ یہ عکس سمجھنے مولویصاحب کے ہی یا نہین کہ جو عبارت کہ صریح
ہے بہ نسبت مسنون نہونے بیس رکعت تراویح کے اوسکو صریح مسنون ہونے بیس رکعت
تراویح مین فرماتے ہین **قولہ** صفحہ ۱ تمام کتاب فقہ مالامال ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
موکدہ ہی **اقول** افترا اور کذب اس کلام کا کہ تمام کتب فقہ مالامال ہین کہ تراویح بیس رکعت
سنت موکدہ ہی بملاحظہ باب اول روشن ہے مولویصاحب کو چاہیئے کہ اس افترا اور جھوٹ
سے توبہ کرین صرف چند کتابون مین مخالف ضابطہ فقہا کے تراویح کو نہ بیس رکعت کو سنت موکدہ
لکھا ہی عامہ کتب فقہ مین صرف سنت ہونا تراویح کا یا بیس رکعت کا مرقوم ہے اور وہان سنت
محمول سنت مصطلحہ فقہا پر نہین ہے اسلیئے کہ صدق سنت مصطلحہ بیس رکعت پر متعذر ہے
جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا۔

رد ہفوات مولوی شجاعت حسین

قولہ صفحہ ۱۱ نماز تراویح میں بیس رکعات جسطرح زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک جمہور
قرناً بعد قرنٍ اہل سنت وجماعت خصوصاً طریقہ حنفیہ میں متوارث ومتواتر چلی آتی ہیں یہ بسنت ہیں اسی پر
اجماع بھی شبہ منعقد ہو چکا ہے **اقول** جسطرح بیس رکعت جمہور قرناً بعد قرنٍ اہل سنت
وجماعت خصوصاً حنفیہ میں متوارث اور متواتر چلی آتی ہیں ایسی ہی آٹھ رکعت فعل آنحضرت
اور امر حضرت عمر سے ابی بن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ کو اور فعل اور صحابہ سے
زمان حضرت عمر میں اور فعل تابعین اور تبع تابعین سے زمان عمر بن عبد العزیز میں ثابت ہے
اور نہایت اس توارث وتواتر کی استحباب ہے نہ سنت اسلیے کہ اصطلاح فقہا میں سنت اسکو کہتے
ہیں کہ جسپر مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور بیس رکعت کا آنحضرت سے پڑھنا ہی
ثابت نہیں ہے چہ جائی کہ انکی مواظبت اوسپر ہو اور دعوی اجماع سنت ہونے پر بلا اصل ہے
بلکہ نووی اور کرمانی نے اور ابو الطیب شارح جامع ترمذی نے اتفاق اور اجماع استحباب تراویح پر نقل
کیا ہے اور بعض کتب فقہ میں جو تراویح کا سنت موکدہ ہونا باجماع صحابہ مرقوم ہے اول
تو بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا باجماع صحابہ اونمیں مرقوم نہیں ہے دوسرے وجہ ثبوت
اجماع صحابہ سنت موکدہ ہونے پر نفس تراویح پر بھی پایہ صحت کو نہیں پہونچتا ہے اسلیے کہ ایک صحابی
سے بھی سنت موکدہ ہونا تراویح کا منقول نہیں ہے چہ جائی کہ اجماع صحابہ اوسپر ہو اور کیونکر بیس
رکعت کی سنت موکدہ ہونے پر اجماع متصور ہے کہ خود حضرت عمر نے زمان خلافت اپنی
میں گیارہ رکعت پڑہوائی ہیں اور زمان تابعین میں بھی اسقدر پڑہی گئیں ہیں پھر جبکہ بیس رکعت
کا سنت موکدہ ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے تو مفتی بہ بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا
کیونکر ہو سکتا ہے **قولہ** صفحہ ۱۱ جو شخص آٹھ رکعت کا حکم دیتا ہے اور اسیقدر سنت کہتا ہے
مخالفت اجماع وجمہور علما بلکہ مخالفت طبقات مشہود علیہا بارشاد ہدایت بنیاد خیر القرون قرنی
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب کی کرتا ہے **اقول** اسیقدر کی سنت کہنے کو
اس زعم سے کہ بیس رکعت کی سنت ہونے پر اجماع ہے جمہور علما اور اصحاب قرون ثلثہ میں

اوسکو سنت کہنا ئی مخالفت اجماع اور جمہور علما بلکہ مخالفت طبقات مشہود لہا بالخیر ٹھہرا نا ناشی ہی زعم باطل سے ہے کسی نے طبقات ثلثہ کے لوگوں مین سے بیس رکعت کو سنت نہین کہا ہے اور کسی عالم نے علماء معتبرین مین سے آٹھہ ہی بلکہ بیس رکعت کو سنت مصطلحہ فقہا نہین قرار دیا ہے چہ جائیکہ اجماع اور قول جمہور اوسکے سنت ہونے پر ہو چنانچہ باب اول مین واضح ہوا **قولہ** صفحہ ۱۱ - رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھہ مسجد مین پڑہنا اور بعذر خوف فرضیت کے روز سوم یا چہارم ترک کرنا الخ **اقول** پڑہنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت تراویح کو جماعت کی ساتھہ یا بدون جماعت کی مسجد مین یا غیر مسجد مین کسی حدیث سے کہ لائق حجت لانے کے ہو ثابت نہین ہے اور وہ جو روایت بیس رکعت پڑہنی آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کے کفایہ ... سے منقول ہے صحیح قابل حجت لانے کے نہین ہے اور معارض ہے ساتہ احادیث صحیحہ کے کہ اوس سے پڑہنا آٹھہ ہی رکعت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح مین سوای وتر کے ثابت ہوا ہے تفصیل اسکی باب اول مین گذر گئی اور باقی داخل بدعت کہنے کا بیس رکعت تراویح کو خصم پر افترا ہے **قولہ** صفحہ ۱۲ بعضون نے غلطی سے بیس رکعت کو سنت لکہا ہے **اقول** جسنے بیس رکعت کو سنت لکہا ہی مراد اوسکی سنت سے سنت مصطلحہ فقہا یعنی وہ فعل کہ آنحضرت صلعم نے فعلا او سپر مواظبت فرمائی ہو نہین ہے تا کہ سنت موکدہ ہونا اوسکی لکہنے سے لازم آوے بلکہ مراد اوس سے وہ سنت ہے کہ جسپر مواظبت آنحضرت صلعم نہو اور خصم نفی بیس رکعت کے سنت مصطلحہ فقہا ہونے کی کرتا ہے یا سنت غیر موکدہ ہونی کی اور جو روایتین کہ اس مجیب نے اس جواب مین نقل کی ہین قید موکدہ کی اوسمین نہین ہی تو سنت کا محمل ان روایاتین سنت غیر موکدہ ہی ہے

رد ہفوات مولوی عبد الاحد صاحب

قولہ صفحہ ۱۵ اغلاط فہمی اس ملای خشک کج فہم کی بہ نسبت پڑہنے وفتوی دینے آٹھہ رکعت صلوۃ

تراویح کی شاید اس کلام ابن ہمام سے پیدا ہوئے **اقول** زبان درازی باوجود اس نافہمی کے ناشی جہل مرکب سے ہے اور فہم صحیح و مستقیم کو غلط اور کج کہنا صرف قلت دماغ سے ہے ابن ہمام نے تصریح کی ہے کہ دلیل سے سنت ہونا آٹھ ہی رکعت کا ثابت ہوتا ہے پس ابن ہمام نے فتوی دیا سنت ہونے آٹھ رکعت پر تو اوسنے فتوی دیا مقتضای دلیل پر موافق کلام ابن ہمام کے اور فتوی دینا مقتضای دلیل پر تمام اہل فتوی کا داب ہے. **قولہ** صفحہ ۱۰ ان دونوں کلام نیز اقوال دیگر فقہا کو بسبب ہوای نفسانی کے نہ سمجھا **اقول** صرف اس کہہ دینے سے کہ دونوں کلام اور اقوال دیگر فقہا کو نہ سمجھا نافہمی خصم کی ثابت نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ بیان کی نافہمی کا نکرے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مجیب مطلب عبارت فتح القدیر اور طحطاوی وغیرہما کا نہیں سمجھا ہے صرف اس قدر عبارت فتح القدیر کو دیکھ لیا ہے وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین اور اس عبارت فتح القدیر سے ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ السنۃ ما واظب علیہ النبی الخ اور عبارت فتح القدیر سے فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منہا ہو السنۃ اور اس عبارت بحر الرائق اور طحطاوی سے فاذا یکون المسنون علی اصول مشائخنا ثمانیۃ منہا والمستحب اثنی عشرۃ آنکھوں کو بند کر لیا ہے اور بسبب مواظبت خلفای راشدین کے کسی فعل کو سنت موکدہ کہنا خلاف ضابطہ فقہا ہے **قولہ** صفحہ ۱۰ اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے اور وہ بیس رکعت ہے بدلیل اقوال فقہای متقدمین اور متاخرین **اقول** بعض فقہای متقدمین اور متاخرین نے بیس رکعت کو سنت کہا ہے نہ سنت موکدہ اور محمل صحیح سنت کا اونکے اقوال میں سنت غیر موکدہ ہے کیونکہ سنت موکدہ اوسکو کہتے ہیں کہ جسپر مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واقع ہوئے ہو اور بیس رکعت کا پڑھنا آنحضرت سے ثابت نہیں ہے چہ جائی کہ مواظبت آنحضرت کی بیس رکعت پر ثابت ہو پس بدلیل اونکے اقوال کے تراویح سنت موکدہ کو بیس رکعت کہنا صریح البطلان ہے **قولہ** صفحہ ۱۰ و نیز بموجب اس عبارت کے کیونکہ التراویح معرف باللام کی خبر

سنت موکدہ ہی اور تعلیل اوسکی لمواظبة الخلفاء الراشدین واقع ہے اور مواظبت خلفاء راشدین کی بیس رکعت کی ثابت ہوی **اقول** قطع نظر اسکی کہ صرف مواظبت خلفاء راشدین دلیل سنت موکدہ ہو سکنے کی نہین ہو سکتی ہے پر یہاں ہی بیس رکعت کا خلفاء راشدین سے ثابت نہین ہوتا ہے چہ جای کہ مواظبت اونکی بیس رکعت پر ثابت ہو ہان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھہ پڑھنے بیس رکعت کی التبہ امر فرمایا ہے جیسا کہ ساتھہ پڑھنے اٹھہ رکعت کے ساتہ اور تین رکعت وتر کے بہی امر فرمایا ہے پس بدلیل مواظبت خلفاء راشدین بہی سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہو سکتا ہی **قولہ** صفحہ ۱۰۱ و ہی عشرون رکعة مین جو لفظ وہی واقع ہے کہ ضمیر راجع طرف التراویح کے ہے اور اوس ضمیر کی جگہہ مین جو اسم ظاہر رکہا جاوے یعنی التراویح تو بموجب قاعدہ اصول فقہ کے المعرفة اذا اعیدت معرفة کانت الثانیة عین الاولی تو یہ معنی ہوے کہ تراویح سنت موکدہ بیس رکعت ہے **اقول** اس قول مین تین وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ محل نزاع مین التراویح معرفہ کا اعادہ نہین ہے بلکہ ضمیر طرف معرفہ کے راجع ہے اور بسا اوقات بطریق استخدام ایسا ہوتا ہے کہ اسم ظاہر مین ایک معنی مراد ہوتی ہین اور ضمیر مین جو راجع طرف اسم ظاہر کے ہے معنی دوسری دوم بفرض تحقق اعادہ معرفہ یہ قاعدہ اصول فقہ کا ہر معرفہ کے اعادہ مین متعین ہی بلکہ اوس معرفہ مین ہے کہ معرف باللام یا معرف باضافت ہو اور بیان یہ ہے کہ جو بار دوسری کے ذکر کیا گیا ہے وہ ضمیر ہے نہ معرف باللام یا معرف بالاضافة تلویح مین ہے حیثند یکون طریق التعریف ہو اللام او الاضافة سیوم یہ قاعدہ وقت اطلاق اور خلو مقام کے قراین سے ہے جیسا کہ تلویح اور نور الانوار وغیرہما مین مصرح ہی والا جب قرینہ مغایرت متحقق ہو تو در صورت اعادہ معرفہ معرفہ ثانیہ عین معرفہ اولی نہوگا جیسا کہ اس آیت مین وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب کہ مراد الکتاب اول سے قرآن ہے اور الکتاب ثانی سے توریت اور انجیل وغیرہما اور محل نزاع مین فقدان یعنی سنت موکدہ بیس رکعت بین قرینہ ہے اسپر کہ مراد ہے سے ہی عشرون رکعة مین تراویح سنت موکدہ نہین ہی

ردِ ہفوات مولوی امیر علی شاہ صاحب

قولہ صفحہ ۱۹۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کتاب احیاء العلوم میں فرماتی ہیں الخ **اقول**
عبارت احیا میں ضمیر ہی کی راجع طرف تراویح کی ہے نہ طرف بیس رکعت کی **قولہ** صفحہ ۱۰
ان روایات سے بیس رکعت ہونا تراویح کا سنت نبی علیہ السلام الخ **اقول** بیس رکعت کی
سنت نبی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہی اور کسی روایت سی ان روایات میں سے نبی سے سنت ہونا بیس
رکعت کا ثابت نہیں ہی اور خصم بیس رکعت کو مخالف سنت یعنی بدعت نہیں کہتا ہے بلکہ بیس رکعات
کو مستحب جانتا ہے ہاں یہ کہتا ہے کہ بیس رکعت سنت سے علی فہیم نہیں ہے ؁

ردِ ہفوات مولوی علی محمد عباسی چڑیاکوٹی

قولہ صفحہ ۱۰ تراویح میں سنت موکدہ بیس رکعت ہیں اکثر کتب فقہ سے یہی ثابت ہوتا **اقول**
کسی کتاب فقہ معتبر سے بیس رکعت کا سنت ہونا ثابت نہیں ہے ہاں تراویح بیس رکعت کا سنت
موکدہ ہونا بعض کتب فقہ میں مرقوم ہے **قولہ** صفحہ ۱۱۔ اور ایک روایت میں رسول مقبول سے
بھی بیس رکعت منقول ہیں **اقول** وہ روایت ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں ہے جیسا
کہ باب اول میں معلوم ہوا **قولہ** صفحہ ۱۲۔ اور خلفای راشدین سے بطور متواتر بیس ہی رکعت ثابت
ہوئی ہیں **اقول** بیس رکعت کا پڑھنا خلفای راشدین سے بطور احاد بھی ثابت نہیں ہے
چہ جای کہ بطور متواتر ثابت ہو **قولہ** صفحہ ۱۲ فی فتح القدیر فالاصح انہا سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء
الراشدین **اقول** نقل عبارت فتح القدیر میں تحریف ہے ساتھہ زائد کرنے لفظ موکدہ کی کہ
اصل عبارت فتح القدیر میں صرف سنۃ ہی موکدہ نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۱۲۔ اور خلفاء راشدین کا
عمل یہی تھا کہ بیس رکعت پڑھتے تھے رضی اللہ عنہم **اقول** خلفای راشدین سے پڑھنا
ہی بیس رکعت کا ثابت نہیں ہے چہ جای کہ عمل اونکا منحصر بیس ہی رکعت میں ہو **قولہ** صفحہ ۱۲

اور اسی کتاب میں یہ بھی ہے وما روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی وعندہ البیہقی من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ علیہ السلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر وقال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح والموطا روایۃ باحدی عشرۃ وجمع بینہما بانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث **اقول** اس مجیب نے بیان میں نقل عبارت فتح القدیر میں دو وجہ سے خیانت کی ہے اول بیچ میں سے ایک عبارت طویلہ کو جو مشعر ضعف حدیث بیس رکعت کے تھی حذف کر دیا ہے دوم بعد اس عبارت کی نقل کی ہے تصریح مدعای خصم عبارت فتح القدیر میں تھی اس تصریح کو نقل نہیں کیا پوری عبارت فتح القدیر کی کہ جس سے خیانت اس مجیب کی ظاہر ہے یہ ہے

واما ما روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی وعندہ البیہقی من حدیث ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فضعیف بابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبۃ متفق علی ضعفہ مع المخالفۃ للصحیح نعم ثبت العشرون من زمن عمر رضی اللہ عنہ فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرین رکعۃ و روی البیہقی فی المعرفۃ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ والوتر قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح وفی الموطا روایۃ باحدی عشرۃ رکعۃ وجمع بینہما بانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ رکعۃ وجمع بینہما بالوتر فی جماعۃ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ لعذر افاد انہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت بکم ولا شک فی تحقق الامن من ذلک بوفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ سنۃ مواظبۃ بنفسہ الا لعذر وبتقدیر عدم ذلک العذر انما استفدنا انہ کان یواظب علی ما وقع منہ ہو ما ذکرنا فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منہا ہی السنۃ انتہی

رد ہفوات مولوی سراج الدین خبط

قولہ صفحہ ۱۱ بیس رکعت میں حصر کیا ہے سنت تراویح کو سب علمای اہل سنت وجماعت نے اقول یہ
افترای صریح اور کذب فضیح ہے کسی عالم ذی اعتبار نے علماء اہل سنت وجماعت میں سے سنت
تراویح کو بیس رکعت مین حصر نہین کیا ہے چہ جای کہ سب علماء اہل سنت وجماعت نے سنت
تراویح کو بیس رکعت مین حصر کیا ہو اور جن کتابون کا حوالہ دیا اوسمین یہ نہین ہے قولہ صفحہ ۱۱
اور مسلم الثبوت اور شروح مولوی نظام الدین اور مولوی عبد العلی و ملا عماد و ملا عصام سب نے
اس قول پر فتوی دیا ہے کہ جو انکار اجماع امت کریگا وہ شخص بالاتفاق امت کافر ہے اقول
مسلم الثبوت اور شروح مولوی نظام الدین اور مولوی عبد العلی مین نہین ہے کہ انکار مطلق
اجماع امت باتفاق امت کفر ہے اور شرح مسلم ملا عماد و ملا عصام کی خارج مین موجود نہین ہے
صرف یہ فضول گوئی مولوی صاحب کی ہے ملا عماد جنکے حواشی قطبی و میر قطبی و شرح تہذیب
وغیرہ پر ہین اور ملا عصام جنکے حواشی بہت کتابون پر ہین اونکا زمانہ تصنیف مسلم سے بہت
پہلے ہے مسلم پر اونکی شرح ہونے کے کیا معنی ہین بہرحال مولوی صاحب کو جھوٹے حوالے
دینے کی کچھ حیا نہین ہے توضیح مین اجماع کے تین مرتبہ لکھی ہین اول اجماع صحابہؓ دوم اجماع
اونکا جو بعد صحابہ کے ہون اوس امر مین کہ نہ روایت کیا گیا ہو خلاف صحابہؓ کا اوسمین سوم اجماع
اونکا جو بعد صحابہ کے ہون ایسے امر مین کہ خلاف صحابہ کا اوسمین روایت کیا گیا ہو اور یہ اجماع
مختلف فیہ ہے تلویح مین ہے کہ ان مراتب ثلثہ مین سے مرتبہ پہلا اجماع کا بمنزلہ آیت اور خبر
متواتر کے ہے کہ تکفیر کیا جاتا ہے منکر اوسکا اور مرتبہ ثانیہ اجماع کا بمنزلہ خبر مشہور کے ہے کہ منسوب
بضلالت و گمراہی کیا جاتا ہے منکر اوسکا اور مرتبہ تیسرا اجماع کا نہین منسوب کیا جاتا ہے منکر اوسکا
طرف ضلالت اور گمراہی کی عبارت توضیح کی یہ ہے ثم الاجماع علی مراتب اجماع الصحابة ثم اجماع
من بعدہم فیما لم یرو فیہ خلاف الصحابة ثم اجماعہم فیما روی فیہ خلاف فہذا اجماع مختلف فیہ اور عبارت

تلویح کی یہ ہے قولہ ثم الاجماع علی مراتب فالاولی بمنزلۃ الآیۃ والخبر المتواتر یکفر جاحدہ والثانیۃ بمنزلۃ الخبر
المشہور یضلل جاحدہ والثالثۃ لا یضلل جاحدہ لما فیہ من الاختلاف اور یہی تلویح میں ہے کہ حکم شرعی مجمع
علیہ اگر ہو اجماع اوسکا ظنی نہیں تکفیر کیا جاتا ہی منکر اوسکا اور اگر ہو قطعی تو اختلاف ہی اوسکی منکر کی تکفیر میں
بعض قائل ہیں تکفیر کے اور بعض قائل ہیں عدم تکفیر کے اور حق یہ ہے کہ حکم شرعی مجمع علیہ اگر
ضروریات دین سے ہی مانند عبادات خمس کے تکفیر کیا جائیگا منکر اوسکا اتفاقاً اور خلاف اوسمیں ہے جو
حکم شرعی مجمع علیہ ضروریات دین سی نہو کہ اوسکی منکر کو بعض کافر کہتے ہیں اور بعض کافر نہیں کہتے ہیں
عبارت تلویح کی یہ ہے واما الحکم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماعہ ظنیا لا یکفر جاحدہ وان کان قطعیا فقیل
لا والحق ان نحو العبادات الخمس مما علم بالضرورۃ کونہ من الدین یکفر جاحدہ اتفاقا وانما الخلاف فی غیرہ اور
مسائل میں سے ہے انکار حکم القطعی کفر عند اکثر الحنفیۃ وطائفۃ خلافا لطائفۃ ومن ہہنا لم یکفر الروافض یعنی
انکار حکم اجماع قطعی کا کفر ہے نزدیک اکثر حنفیہ اور ایک طائفہ غیر حنفیہ کی برخلاف ایک طائفہ حنفیہ کے
کہ انکی نزدیک کفر نہیں ہے اسلیئے تکفیر نہیں کی گئی ہیں روافض اور مفید قطع اور یقین کا وہ اجماع
ہی کہ منقول بنقل متواتر ہو جیسا کہ بھی تلویح میں ہے نقل الاجماع الینا قد یکون بالتواتر فیفید القطع
وقد یکون بالشہرۃ فیقرب منہ وقد یکون بخبر الواحد فیفید الظن ویوجب العمل لوجوب اتباع الظن بالدلائل
المذکورۃ اور نور الانوار میں ہی اذا انتقل الینا اجماع السلف باجماع کل عصر علی نقلہ کان کنقل الحدیث
المتواتر فیکون موجبا للعلم والعمل قطعا کاجماعہم علی کون القرآن کتاب اللہ تعالی وفرضیۃ الصلوۃ وغیرہا
واذا انتقل الینا بافراد کان کنقل السنۃ بالآحاد فانہ یوجب العمل دون العلم مثل خبر الآحاد اور بحر العلوم مولوی
عبد العلی نے شرح مسلم میں لکھا ہی کہ جو اجماع واقع ہو بعد ثابت ہونے خلاف سابق کے وہ حجت
ظنیہ ہے بسبب احتمال صحت قول سابق کے ساتھ دلیل کے اور ایسا ہی ہے وہ اجماع کہ جو خبر آحاد سے
منقول ہو بسبب احتمال کے اوسکی ثبوت میں اور ایسا ہی ہے وہ اجماع کہ واقع ہوا ہو سکوت بعض
سی بدون ایسی قرینہ کے کہ دلالت کرتا ہو اسپر کہ یہ سکوت بسبب رضا کی تہا بجہت عدم موافقت کی
عبارت شرح مسلم کی یہ ہی ثم الاجماع الذی وقع بعد الخلاف السابق حجۃ ظنیۃ لاحتمال صحۃ القول السابق بالدلیل

وکذا الاجماع المنقول بالاحاد للاحتمال فی ثبوتہ وکذا الاجماع الذی وقع عن سکوت ولا قرینۃ تدل قطعا علی ان
السکوت للرضی لاحتمال عدم الموافقۃ ۱۲

رد ہفوات مولوی فیض احمد

قولہ صفحہ ۲۱ اور اسی طرح بہت سی کتابون فقہ مین بیس رکعت سنت ہونے تراویح مین صراحۃ مذکور ہین **اقول** سنت ہونا بیس رکعت کا صرف چند کتابون مین ہے لیکن سنت اون مین مراد سنت صحابہ ہی اسلیے کہ بیس رکعت کا پڑھنا آنحضرت سے ثابت نہین ہے اور سنت اوسکو کہتے ہین کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلا مواظبت فرمائی ہو اور تلخیص شرح کنز سے جو نقل کیا اوس مین تراویح کا سنت ہونا مرقوم ہے نہ بیس رکعت کا سنت ہونا **قولہ** صفحہ ۲۲ اور اجماع اہل الاسلام شرقا وغربا اور حرمین شریفین اور ہمارا عرفا جاری و رائج ہین کسی شخص نے اہل سلام سے اس امر مین آجتک خلاف نہین کیا اور مخالف اوسکا مبتدع ہے **اقول** بیس رکعت کی رائج اور جاری ہونے سے لازم نہین آتا ہے کہ آٹھ رکعت جاری اور رائج نہون اور اسی طور سے بیس رکعت کے جواز پر اجماع سے مخالف اجماع ہونا مجوز آٹھ رکعت کا کہ بیس رکعت کو بھی جائز جانتا ہو لازم نہین آتا ہے کیونکہ آٹھ رکعت کا جائز ہونا سنت آنحضرت اور سنت صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے آجتک کسی نے فقہائے متقدمین اور متاخرین مین سے آٹھ رکعت پڑھنے والے پر انکار نہین کیا ہے اور اس امر سے اس قول مین کہ کسی نے اہل اسلام سے اس امر مین آجتک خلاف نہین کیا مراد کیا ہے آیا جواز بیس رکعت کا یا سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا بر شق اول روافض کو جو منکر جواز بیس رکعت کی ہین اگر یہ مجیب اہل اسلام سے خارج کرتا ہے تو البتہ یہ قول اسکا صحیح ہے ورنہ اسکو یون کہنا چاہیئے تھا کہ کسی نے اہل سنت مین سے اس امر مین آجتک خلاف نہین کیا ہی بحر العلوم نے شرح مسلم مین لکھا ہے الصحیح عند الحنفیۃ انہم لیسوا کفارا حتی تقبل شہادتہم الا الخطابیۃ یعنی صحیح نزدیک حنفیون کے یہ ہے کہ روافض نہین ہین کافر یہان تک کہ قبول کی جاتی ہے گواہی اونکی سوای خطابیہ کہ ایک فرقہ ہے

اونہین مین ہے کہ وہ کافر ہین اور بر شق ثانی سنت ہونی بیس رکعت مین بہت لوگون نے خلاف کیا ہے حنفیہ مین سے خلاف ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر رائق اور طحطاوی وغیرہم طشت از بام ہے اور بہت علمار نے تراویح کی مستحب ہونی پر اتفاق اور اجماع بہی نقل کیا ہے اور اجماع استحباب کے خلاف ہے ساتہہ سنت موکدہ کہنے بیس رکعت کی اسصورتمین یہ اکابر حنفیہ اور سب مستحب کہنے والے تراویح بقول اس مجیب کی مبتدع ہونگی نعوذ باللہ منہ ؎

تتمہ

خاتمۃ الکتاب

مخفی نرہے جو بابین مین تحقیق کیا گیا وہ اوثق بالدلیل تہا اور اگر فرض کیا جاوی کہ قول آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ عذر ہے مواظبت نفس تراویح سے جیسی کہ بعض فقہای حنفیہ سمجہے مین نہ اوسکے جماعت کی مواظبت سے جیسا کہ ظاہر ہی اور یہی فرض کیا جاوی کہ تراویح ایک نماز جدا ہی نماز تہجد سے تا کہ مواظبت حکمیہ تراویح بیس فعلاً ثابت ہو اسصورت مین بہی سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا ثابت نہوگا اسلئے کہ سنت موکدہ ہونا اوسی مقدار کا ثابت ہوگا کہ جس مقدار کا پڑہنا آنحضرت سے ثابت ہے اور آئندہ کو اوسپر مواظبت سے عذر فرمایا ہے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے جو ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے پڑہنا آنحضرت کا اون راتومین اٹہہ ہی رکعت کو ثابت ہے اور حدیث ابن عباس جو بیس رکعت پڑہنی کے باب مین ہے وہ بالاتفاق ضعیف ہے لائق احتجاج نہین لیس اس تقدیر پر بہی بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا ثابت نہوگا سوای آٹہہ رکعت کے ۔ تمام شد

بندہ محمد ابراہیم

غلط نامہ کتاب امداد السنۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۸	اوسکو	اسکی	״	۲۱	سایاں	سایہاں	۲۳	۱۶	انقدر	القدر	۵۲	۵	کہ جیساکہ	جیساکہ
״	۱۲	مہینہ	مہینے	۹	۲	ایساہی	ایساہی	۲۵	۱۰	تبت	ثبت	״	۱۶	شہوں	حیوں
״	۱۴	مشیئے	جین نے	״	״	سنن	سنن	״	۹	پڑی	پڑہی	۵۳	۱۷	متشدین	متقدمین
۴	۱	وغیرہ	وغیرہا	״	۱۰	جند	چند	۲۶	۲	کہ	+	۵۴	۳	سعی	سعی کہ
״	۱۰	سرفا وغیرہا	متقدم وغیرہا	۱۰	۲	کذب میں	کذب ہی	۲۸	۱۱	کالمختار	ما لمختار	۵۵	۴	اوسافہ	اوشافعیہ
״	۱۴	الامنہ	الامۃ	״	۱۹	اسیں	اوسمیں	۲۹	۵	اختیارہ	اختارہ	۵۶	۵	کمنار	کہتا
״	۱۳	اوسفی	وفی	۱۱	۳	قرانی	قرادتی	״	۹	بجمع	الجمع	۶۱	۲۰	مراد یہی	مراد یہی سے
״	״	اوالامہ	اوالامۃ	۱۲	۱۱	علیہ سلم	علیہ وسلم	۳۰	۱۱	وادتردا	ودیوتردلت	۶۳	۹	الطبرا	والطبرانی
۵	۱	سب	سب	۱۳	۳	الروایت	الروایۃ	״	۱۹	رکعت	رکعت کی	۶۵	۱	الشہور	المشہور
״	۳	سرفا وغیرہا	شرفا وغیرہا	״	۲	صلی علیہ	صلی اللہ علیہ	۳۱	۹	قرارت	قرارت سے	״	۳	لسانہ	لسانیہ
״	۳	سے	میں	״	۷	حالیہ	حالہ	״	۱۳	نمازہی	نمازہی	۶۶	۱۴	جاتا	جاتا
״	۵	قابل	قائل	״	۸	الترتیب	والترتیب	۳۴	۱۶	ہیچ سے	ہیچ اوسکے	۶۸	۱	کان	کانا
״	۸	پیشاہو	پیشاہی	۱۴	۵	تبدیۃ	تبدیۃ	۳۷	۳	البوعی	البوعلی	۱۵	۱۰	کمیلانی	گیلانی
״	۱۱	تنازعین	تنازعین	۱۵	۳	احیانًا	احیانا	۴۲	۲	واداہا	واداہا	״	۱۷	حکم	حکمہا
״	۱۶	انکو	جنکو	״	۱۳	العبد	العبید	۴۴	۳	وظلت	وظلب	״	״	ثواب کا	اوسکا ثواب
۷	۱۴	التقی	المتقی	۱۰	۱۰	نفیت	ثبت	۴۵	״	تحریری	تحریر سے	״	״	اور حکم	اور حکم اور مسئلہ
״	۱۵	دنی	دنیا	۱۹	۴	اجتمعا	اجتمعا	۴۶	״	قولہ	قرأۃ تک	״	۱۸	عقاب کاہی	عقاب سے
״	۱۶	جاہتی	چاہتی	۲۰	۲۰	ہراتبت	ذراتبت	״	۱۲	سوکدہ	سوکدہ ہوا	۱۸	۸	ابن جبان	ابن حبان
״	۱۹	کواہتی	کیاہی	۲۰	۲	ہسی	ہسے	״	۱۶	صحیح سی	صحیح سے	۱۹	۱۰	ثم	ظلم
۹	۲	ہوتا	ہوتا	۲۲	۸	من ابن	من این	۴۸	۹	المختار	المختار	۱۹	۲	صلی علیہ	صلی اللہ
״	۴	ہرباز	ہر بار	״	۲۰	سی امام	سی امام	۴۹	۱۱	״	״	۲۳	۱۰	صلی علیہ	صلی اللہ علیہ
״	۲۰	سمیت	مصنف	۲۲	۱۲	ازاالسنہ	ازالسنۃ	۵۰	۷	״	״	تمام شد			

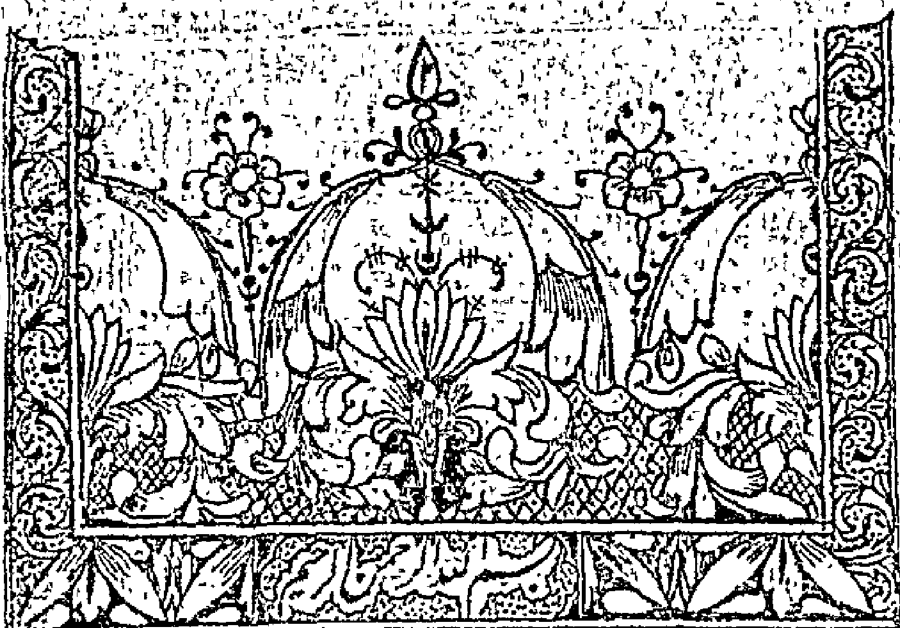
پس از تصحیح غرر الاسلام بنا قلمی الفضل منسوب فی الاصحاب [illegible]

چو نقش کرد دست امداد الفضل و | بحیث | کتاب طبع صد رشید احمد



به کمال الفت از روی تبارست | سنه ۱۲۸ | شد مطبوع در وقت اشاعت

در مطبع ... لاهور ... طبع نامی ... شد



الحمد للہ الذی بعث فی الامیین رسولاً ہو خاتم النبیین وجعل الدین مقصوراً علی دینہ ہو دین المسلمین

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین والصلوۃ علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد راجی رحمت باری سید امداد العلی اکبرآبادی کہتا ہے کہ بہت برا اور نہایت نادان وہ آدمی ہے کہ اپنے دین کی اون باتون کو جو کہ وہ طبع ایک قوم غیر ملت کے نزدیک ہین یہ مرضیات خاص اوس قوم مین جہوٹی تاویلون سے بیان کرے تاکہ یہ قوم خوش ہووے مین اگر اس سے یا بعض دین بالخصوص اوس محل مین کہ یہ قوم صاحب دانش اور ذی شعور ہون کہ انکو اسکے اس کام کا بیہودہ ہونا شعور ہو اسلیئے کہ اس فعل سے اس قوم کے راضی ہونیکا سبب جو متصور ہو سو یہ ہے کہ اس ذریعہ سے اسکے دین والون کا اس قوم کے دین مین آجانا آسان ہو سو اول اس قوم کو کچہ پروا اسکی نہین ہے کہ کسی دوسری ملت کے لوگ خواہ مخواہ وہ ہوکے دہری سے اونکے دین مین آجائین دوسرے اوس آدمی کی بات کوئی اسکے دین والا قبول نکریگا تو اس ذریعہ سے اسکے دین والونکا اس قوم کے دین مین آنا متعذر ہے اسوقت مین مداہنین فی الاسلام کا عجب شیوہ ہے اور خلاف واپ اہل اسلام ان دیار کے نصاری کے ساتہہ کہانا اونکا طریقہ کرسی اور میزون پر بیٹہکر چہوری اور کانٹے سے کہانا اونکو مرغوب ہے اور جتنی سارے عادات نصاری کے اونکو محبوب ہیں علاوہ اسکے یہ ہے کہ مداہنین وجوہ رکیکہ اسکے جائز ہونے کے

بناکر اہل اسلام کو اس اپنی وضع کا شریک کرنا چاہتے ہین اور ہمارے نفس ہکے لیے دین کی مصلحت کا کچھ
خیال نہین فرماتے ہین جو کہ ان دنونمین جناب سید احمد خان صاحب بہادر جج عدالت خفیفہ بنارس
نے ایک رسالہ خاص اس باب مین بنام احکام طعام اہل کتاب تصنیف فرماکر چھپوایا ہی لہذا راقم نے اسکی کتاب
مسمی بہ امداد الاحتساب علی المداہنین فی احکام طعام اہل الکتاب کو اوسکے
جواب مین قلمبند کیا ہی تاکہ سب لوگ عیب وصواب اس رسالہ کا دریافت کر سکے اور جو احکام نسے جو
اونکے رسالہ مین مندرج ہین مغالطہ کہا ئین اور وسوسہ شیطانی سے خطا کی راہ پہنچائین ومن المہد الہدایہ
الی الحق والصواب وعلیہ التوکل فی کل باب واضح ہو کہ مواکلت ساتھ نصاری کے یعنی اونکے ساتھ
ملکر کہانا بوجوہ ناجائز ہے وجہ اول یہ کہ بناہر اوسکے اہل اسلام اوسکو جو نصاری کے ساتھ کہاتا ہے
کافر و کرستان سمجھتے ہین یہ ہی کہ بعرف اہل اسلام اس دیار کے نصاری کے ساتھ کہانا شعار اور علامت ہے
کرستانون اور اونکے دین والون کی اور بدون ضرورت بلا اجبار و اکراہ باختیار ورضا علامت کفار اور اونکا شعار
ظاہر ہونا کسی شخص سے موجب حکم کفر اوسپر ہے ظاہر شریعت مین اور چونکہ منشا ہی تکفیر اسمین قرار پایا اونکی
علامت کا مابہ الفرق درمیان کفر اور اسلام کے ہے خصوصیت تعیین علامت کی جانب حاکم اسلام سے
وقت قیام حکومت اسلامیہ کے یا خصوصیت تعیین علامت عرف اہل اسلام سے وقت استیلای کفار
مین بالضرورۃ ملغاۃ ہے نہایہ جزری مین مسطور ہے یقال ان شعار اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الغزو
کذا ای علامتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحرب یعنی کہا جاتا ہے کہ شعار یاروں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا غزو
مین ایسا یعنی علامت اونکی کہ جس سے پہچانتے آپسمین ساتھ اوسکے لڑائی مین اور مجمع البحار مین مذکور ہے
شعار المومنین علی الصراط رب سلم سلم ای علامتہم التی یتعارفون بہا مقتدیا کل امۃ رسولہ یعنی حدیث مین آیا ہے
کہ شعار مسلمانون کا پل صراط پر یہ ہوگا کہ اے پروردگار میرے سلامت رکہ سلامت رکہ تو مراد بیان شعار
سے علامت مسلمانون کی ہے کہ پہچانین گے آپسمین ساتھ اوسکے اور حال ہین کہ اقتدا کرنیوالی ہوگی
ہر امت ساتھ اپنے رسول کے اور ساتھ حاشیہ ہدایہ مین مرقوم ہے وذکر الامام التمرتاشی فیکتفی فی کل بلد
من العلامۃ بما تعارفہ اہلہ انتہی اور ذکر کیا امام تمرتاشی نے کہ اکتفا کیا جاے ہر شہر مین ساتھ اوس علامت کے
جو متعارف ہو اون شہر والون مین اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین مذکور ہے المقصود العلامۃ فلا یتعین
ما ذکر بل المعتبر فی کل بلد ما تعارفہ اہلہ یعنی مقصود علامت اور پہچان ہے پس تعیین نہوگی وہ علامتین جو ذکر کی گئی ہیں

لکا اعتبار کیا جائیگا ہر شہر مین وہ علامت جو متعارف ہو وہان کے شہر والون مین اور تمہید مین ہے وکذلک لو تکلم بوجہ
لعدہ تعم او وضع الکلاہ او نحو ذلک من افعالہم التی تکون دیانۃ عندہم فانہ یصیر کافرا وکذلک اذا ظہر من نفسہ علامۃ الکفار کلبس السواد
کہو ستیہ او شد الزنار او نحو ذلک فانہ یصیر کافرا سواء فعل من غیر اعتقاد او سخریۃ او من اعتقاد ولو فعل تقیۃ او کرہا
فانہ لا یصیر کافرا اور ایسی ہی جو مسلمان اگر سجدہ کرے بت کو یا متابعت کرے کافرونکی بیچ اونکے اوس فعل مین کہ ایسا
جو دینکے نزدیک تو وہ مسلمان ہوجاتا ہے کافر اور ایسے ہی اگر ظاہر ہو آپ مسلمان سے علامت کافرونکی
مانند پہننے مجوس کے ٹوپی یا باندھے زنار یا اسکے مانند علامتین تو ہوجاتا ہے کافر برابر ہے کہ کیا ہو اسکو
بدون اعتقاد کے یا ٹھٹے سے یا اعتقاد سے اور اگر کیا ہو اسکو تقیہ یا زبردستی سے تو نہین ہوگا کافر اور
شرح مواقف مین ہے فان قیل فشد الزنار ولبس الغیار بالاختیار لا یکون کفرا اذا کان مصدقا لہ
باطل اجماعا قلنا جعلنا الشئ الصادر عنہ باختیارہ علامۃ التکذیب فحکمنا علیہ بذلک ای بکونہ کافرا غیر مصدق
سو اگر کہا جائے کہ باندھنے والا زنار کا اور پہننے والا غیار کا کہ وہ ایک کپڑا ہوتا ہے زرد رنگ یا اور کسی رنگ کا
کہ اوسکو اہل ذمہ اپنے کپڑے پر پاس مونڈھے کے سی لیتے ہین ساتھ اختیار کے نہو گا کافر جبکہ ہو
کہو تصدیق رکھنے والا اور یہ باطل ہے بالاجماع کہین گے ہم کہ گردانا ہے ہم نے صادر کو اوس سے
ساتھ اختیار اوسکی کے علامت تکذیب کی پس حکم کیا ہے زنار باندھنے والے اور غیار پہننے والے بالاختیار
پر ساتھ اوسکے کافر غیر مصدق ہونیکے اور مروی ہے اسیطرح جو بخاری نے ادب مفرد مین بیچ باب دعوۃ
الذمی کے نافع سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتے ہین اسلم غلام آزاد حضرت عمر سے کہا اسلم
نے کہ جب آئے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے ملک شام مین تو آیا اونکے پاس ایک زمیندار گانون کا قوم
نصاری سے سو کہا اوس زمیندار نے کہ ای امیر المومنین تحقیق مین نے طیار کیا ہے آپ کے لیے کھانا
اور چاہتا ہون مین کہ آئین آپ میرے یہان ساتھ اون اشرافون کے کہ جو آپکے ساتھ ہین کہ یہ قوی تر ہے
میرے لیے میرے کام مین اور بزرگ تر ہے میرے لیے فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ ہم نہین استطاعت رکھتے
ہین اسکی کہ داخل ہون تمہارے گرجا مین کہ جسمین ساتھ ان صورتون کے کہ انمین ہین اور کنایہ
ہی اونکے دین مین داخل ہونے سے یعنی ہمکو استطاعت اسکی نہین ہے کہ تمہارے دین مین آجاتے
لفظ حدیث کا یہ ہے عن نافع عن اسلم مولی عمرؓ قال لما قدمنا مع عمر بن الخطاب الشام اتاہ الدہقان فقال
یا امیر المومنین انی قد صنعت لک طعاما واحب ان تاتینی باشراف من معک فانہ اقوی لی فی عملی

واشتوفت الی قال انا لا استطیع ان ادخل کما اسلم بیدہ مع الصدر التی فیہا اب ظاہر ہوگئی یہ بات کہ وہ جو جناب
سید احمد خان صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۴ مین لکہا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جنہون نے
ہزارون رسمین ہندوؤن کی اختیار کرلین ہین اوسکو یعنی طعام اہل کتاب کو نہایت ہی برا جانتے ہین اور جو
شخص اوسکو مباح کہے یا اوسکے کہانیکا مرتکب ہوا اوسکو کافر یا کرسٹان یا مسلمانون کے گروہ سے خارج
یا ایک بڑے فعل قبیح کا مرتکب سمجہتے ہین انتہی سو یہ زعم فاسد ہے اسلیے کہ مسلمان نصاریٰ کے ساتہہ
بیٹہکر کہانیوالے کو جو ایسا کہتے اور سمجہتے ہین تو یہ کہنا اور سمجہنا اونکا بموجب قاعدہ معترہ اہل اسلام کے ہے نہ
بسبب اختیار رسم ہنود کے وجہ دوئم یہ ہے کہ بیہقی نے شعب الایمان مین ابی امامہ
سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
من الجفاء ان توکل غیر اہل ملتک یعنی جفا سے ہے کہ ساتہہ کہاوے تو غیر اہل ملت اپنی کے جو کہ یہ حدیث
وغیرہ اور مطالب المومنین اور نصاب الاحتساب وغیرہا کتب فقہ مین بدون حوالہ کتاب حدیث کے مذکور تہی
جناب سید احمد خان صاحب نے بسبب واقفی اور بیباکی کے اس حدیث کی نسبت صفحہ ۲ مین
لکہا کہ اس حدیث کی نہ کچہہ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثون پر وہی لوگ
عمل کرتے ہین جو مقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جیلا مین اپنی
شیخی اور فخر جتلانے کو بنا لیتے ہین اور جنکے تائید کے لیے کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہین
ہے بلکہ اوسکے مخالف موجود ہے انتہی اور جناب سید احمد خان صاحب نے یہ نجانا کہ کسی حدیث کا
کسی کتاب مین بے سند مذکور ہونے سے واقع مین بے سند ہونا اوسکا لازم نہین آتا ہے جیسی کہ سند
اس حدیث کی بیہقی سے بطور جب ہمارے بیان کے معلوم ہوگئی پس بے تفتیش ایسا حکم کر دینا اونہین کا
کام ہے کہ جنکو جہلا مین اپنی شیخی اور فخر جتلانے کے لیے انکار احادیث صحیحہ معروفہ محکمہ سے کہ مخالف
ہواے نفس کے ہون کچہہ باک نہین ہے اور لطف دوسرا یہ ہے کہ خود جناب سید احمد خان صاحب
نے صفحہ ۱۵ مین لکہا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کو بہی اپنے ساتہہ بیٹہا کر کہلایا ہے
فی مطالب المومنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال اکل معک یا محمد فقال نعم
انتہی حال آنکہ یہ حدیث محض بے سند ہے اور اوسی مطالب المومنین وغیرہ مین جسمین وہ حدیث مذکور
تہی مذکور ہے سو جو شخص بے سند حدیث سے حجت لانے پر اورون پر طاعن ہوا وہ خود کیونکر ایسی حدیث سے

نجست کہ نکبے وجہ سوم یہ ہے کہ مواکلت مجالست ومجالست اور کفار مشرکین اور اہل کتاب جیسے
احادیث صحیحہ مستوجب منافرت ہیں ترمذی نے اپنے جامع میں عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لئن عشت انشاء اللہ لاخرجن الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب
یعنی اگر جیتا رہا میں اگر چاہا اللہ تعالی البتہ نکالدونگا یہود اور نصاری کو جزیرہ عرب سے اور بخاری اور مسلم
نے صحیحین میں عمر سے روایت کیا ہے کہ ان عمر بن الخطاب اجلی الیہود والنصاری من ارض الحجاز
یعنی تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کر دیا یہود اور نصاری کو زمین حجاز سے جناب
سید احمد خان صاحب جو حکم مواکات کا دیتے ہیں کیا ان اخبار سے آگاہ نہیں ہیں اور بیہقی نے
شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہا انس نے کہ کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عاد رجلا علی غیر الاسلام لم یجلس عندہ وقال کیف انت یا یہودی کیف
انت یا نصرانی بذکرہ الدین ہو علیہ یعنی تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب عیادت فرماتے کسی
مرد غیر مسلمان کی نہ بیٹھتے اوسکے پاس اور فرماتے کیسا ہے تو اے یہودی کیسا ہے تو اے نصرانی ساتھ
ذکر اوسکے مذہب کے کہ جس پر وہ ہوتا وجہ چہارم یہ ہے کہ مواکلت میں مصاحبت اور مجالست
اور مصاحبت اور مخالطت ساتھ کافر اور فاجر کے بموجب احادیث صحیحہ ممنوع ہے حاکم نے اپنے
مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور سفیان بن عیینہ نے اپنے جامع میں
اور ابن المبارک نے کتاب الزہد والرقاق میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت
میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصحب الفاجر لیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک واستشر فی امرک
الذین یخافون اللہ عز وجل یعنی نہ ساتھ بیٹھ فاجر کے تاکہ سکھائے وہ تجکو فجور اپنا اور نہ کھول اوس سے
بھید اپنا اور مشورہ چاہ اپنے کام میں اون سے جو ڈرتے ہیں اللہ عز وجل سے اور دیلمی نے فردوس
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک
ومصاحب السوء فانہ قطعۃ من النار ولا ینفعک ودہ ولا یفی لک بعہدہ کہا حضرت انس نے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دور رکھ تو اپنے آپکو ساتھی بد سے اسلیے کہ ساتھی بد ایک ٹکڑا
ہے آگ سے نہ فائدہ دیگی تجکو دوستی اوسکی اور نہ وفا کریگا وہ تجھسے عہد اپنے کو اور ابن عساکر نے اپنے

تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک وقرین
السوء فانک بہ تعرف یعنی کہا حضرت انس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور رکھ تو اپنے
آپ کو ہمنشین بد سے کہ تو ساتھ اوسی کی پہچانا جاتا ہے اور ترمذی نے اپنے جامع میں اور ابوداود
نے اپنے سنن میں اور امام احمد اور دارمی نے اپنے اپنے مسند میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں اور
حاکم نے اپنی مستدرک میں ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لا تصاحب الا مومنا ولا یاکل طعامک الا تقی یعنی ابو سعید خدری نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتے تھے نہ مصاحبت اختیار کر تو مگر مسلمان کی اور نہ کھاوے تیرے کھانیکو مگر پرہیزگار شرح میں اس
حدیث کے خطابی نے معالم السنن میں لکھا ہے وانما حذر من صحبۃ من لیس بتقی و زجر عن مخالطتہ
ومواکلتہ لان المطاعمۃ توقع الالفۃ والمودۃ فی القلوب یقول لا تولف من لیس من اہل التقوی والورع و
لا تتخذہ جلیسا تطاعمہ وتنادمہ یعنی اور سوا اسکے نہیں کہ ڈرایا آنحضرت نے صحبت ایسے شخص سے
کہ نہیں ہے پرہیزگار اور منع فرمایا اوسکی مخالطت اور مواکلت سے اسلیئے کہ باہم کھانا ڈالتا ہے الفت کو
اور دوستی کو دلوں میں فرماتے ہیں آنحضرت کہ الفت مت رکھ ایسے شخص سے کہ نہیں ہے اہل تقوی
اور پرہیزگاری سے اور نہ بنا تو اوسکو ہمنشین کہ ساتھ کھلاوے تو اوسکو اور ہمنشین اپنا کرے تو اوسکو اور سیوطی
نے مرقاۃ الصعود حاشیہ ابی داود میں بھی اسیطور پر لکھا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ
مشکوۃ میں لکھا ہے منع کرد از مواکلت کفار و فجار تا سبب محبت و الفت نگردد و از مصاحبت ایشان
و صفات ذمیمہ سرایت نکند انتہی وجہ تخصیص یہ ہے کہ مواکلت ساتھ کفار کے محل خطر زوال ایمان ہے
اور جاتا رہنا ایمان کا سب سے بڑا ضرر ہے اور ازالہ ایسے ضرر کا واجب ہے بموجب قاعدہ مسلمہ فقہا کے کہ
الضرر یزال کہ ضرر زائل کیا جاتا ہے ترمذی نے اپنے جامع میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے
کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نہتہم
علماءہم فلم ینتہوا فجالسوہم فی مجالسہم وآکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض ولعنہم علی لسان
داود وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان
متکیا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطرا یعنی جب پڑگئے بنی اسرائیل گناہوں میں منع کیا اونکو اونکے
عالموں نے سو باز نہ آئے بنی اسرائیل پھر بیٹھے اونکے عالم اونکے ساتھ اونکی مجلسوں میں اور کھایا او

عالمون سے نہ اونکے ساتھ اوٹھنا بیٹھنا اونکے ساتھہ تب مارا الله نے بعض کے دلونکو ساتھہ بعض کے
پھر لعنت کی اونکو زبان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ اسلیے کہ نافرمان ہوے تھے
وہ اور تھے حد سے بڑھتے کہا عبد الله بن مسعود نے پھر بیٹھ گئے آپ تکیہ چھوڑ کر اور تھے تکیہ لگائے
ہوے واسطے اہتمام کلام کے پھر فرمایا اپنے یاروں سے کہ نہ معذور رکھے جاوگے تم قسم ہے مجھکو اوس
ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھہ مین ہے جب تک کہ نہ منع کروگے تم معاصی سے اونکے اشغال کو
ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بشرح حتی تاطروہم اطرا کے لکھا ہے ای حتی تمنعوا امثالہم من اہل المعصیۃ
وان لم تنتہوا عن معاصیہم فتمنعوا انتم عن مواصلتہم ومکالمتہم ومواکلتہم ومجالستہم یعنی یہان تک کہ منع کرو تم اونکے
امثال کو اہل معصیت سے اور اگر باز نہ آوین اونکے امثال اپنی کردار سے پس باز رہو تم اونکے ساتھہ ملاپ
کرنے سے اور اونکے ساتھ باتین کرنے سے اور اونکے ساتھہ کہانے سے اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے
پس جو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۲۱ مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے اور اباحت
طعام اہل کتاب اور اونکے ساتھہ مواکلت سے کیا علاقہ جس آیت کا اقتباس اس حدیث مین کیا گیا ہے
خود وہ لیت سے آیات احکام سے نہین ہے انتہے سو اوس آیت سے کہ جسکی تفسیر کو
استدلال نہین ہے استدلال اس حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے اپنے صحابہ
سے اس قصہ کو نقل کرکے فرمایا کہ درصورت اختلاط بدون نہی عن المنکر کے تم معذور رکھے نجاؤگے
کہ اختلاط اہل کفر بدون نہی عن المنکر کے غالبا موذی الی الکفر ہوجاتا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ
جس صورت مین کہ ہمکو قدرت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نہو اور ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
نکرین یا ہمکو جزم اسکا ہوجاوے کہ امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرنا یہان کچھہ مفید نہین ہے تو ان صورتون
مین مجالست اور مواکلت اور مشاربت ساتھہ اہل کفر اور معاصی کے درست نہین ہے کہ مجالست اور
مواکلت اور مشاربت ان صورتون مین موذی الی الکفر والمعصیۃ ہوتی ہے جیسا کہ شاہد اسکا قصہ بنی
اسرائیل کا ہے اگر آنحضرت صلی الله علیہ وسلم اس حکم کو کہ جسکا ارشاد لا واللذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطرا کے ساتھ فرمایا
نہ دیتے جب بھی اس قصے سے اشارۃً یہ بات ظاہر تھی کہ مواکلت اور مشاربت ساتھہ اہل کفر کے
کہ موجب ضرر عظیم ہے اور بمطابقت لال نہیں ہے بہرحال علاقہ اس حدیث کا مواکلت سے ظاہر ہے
لہذا ملا علی قاری نے اسی حدیث سے امتناع مواکلت کو ساتھ اہل معاصی کے درصورت اونکے باز

آدمی کے معاصی سے ہٹتا ہوا کیا ہے پہر جناب سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ ۱۸ مین جو لکہا ہے
علاوہ اسکے یہودیونکو فساق یہود کی اور مسلمانون کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواکلت سے منع کیا ہے
اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہین
ہین اسکے سوا اول اوس معاشرت مین کہ جو کفار اور اہل کتاب کے ساتھ جائز ہے نزاع نہین ہے
کہ مجالست دوستانہ اور مواکلت اوس سے خارج ہے محل نزاع مواکلت ہے تو جب وہ اہل فسق کے
ساتھ منع ہوئی تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولے منع ہوگی کہ اہل فسق مین اصل ایمان تو موجود ہے بخلاف
اہل کفر کے کہ وہ اوس سے بہی محروم ہین دوسرے فسق اون یہود کا کفر تہا تو اس حدیث سے امتناع
مواکلت ساتھ اہل کفر کے ثابت ہے تیسرے وہ یہود فاسق ہون یا کافر کفار کے نہ مکلف ہونیکو
ساتھ احکام شرعیہ کے جواز مواکلت کفار مین کیا دخل ہے اور ایمان ہی کے ساتھ مکلف ہونا تو خود جناب
سید احمد خان صاحب کو مسلم ہے اور ایمان سے زائد معروف اور کفر سے زائد منکر کیا ہوگا امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کے لیے تکلیف ایمان کی کافی ہے چوتہی یہ کہنا کہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان
کے مکلف نہین ہین خلاف قول مختار اور معتمد کے ہے اسنوی نے شرح منہاج مین لکہا ہے

لاخلاف فی ان الکفار مکلفون بالایمان وہل ہم مکلفون بالفروع کالصلوۃ والزکوۃ فیہ ثلث مذاہب اصحہا نعم

یعنی نہین خلاف ہے اسمین کہ کفار مکلف ہین ساتھ ایمان کے اور اختلاف ہے اسمین کہ آیا مکلف ساتھ
فروع کے مانند نماز اور زکوۃ کے ہین یا نہین اسمین تین مذہب ہین اصح سب مذہبون سے یہ ہے
کہ ہان مکلف ہین ساتھ فروع کے اور صدر الشریعہ نے تنقیح اور توضیح مین لکہا ہے ذکر الامام السرخسی

لاخلاف بینہم ان الکفار یخاطبون بالایمان والعقوبات والمعاملات وبالعبادات فی حق المواخذۃ فی الآخرۃ
لقولہ تعالی ما سلککم فی سقر الایۃ اعلم ان الکفار مخاطبون بالثلثۃ الاول مطلقا اجماعا اما العبادات فہم مخاطبون بہا
فی حق المواخذۃ فی الآخرۃ اتفاقا ایضا لقولہ تعالی ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم
المسکین اما فی حق وجوب الاداء فی الدنیا فمختلف فیہ

یعنی ذکر کیا امام سرخسی نے کہ نہین خلاف ہے
اسمین کہ کفار مخاطب ہین ساتھ ایمان اور عقوبات یعنی حدود و قصاص اور معاملات کے اور ساتھ
عبادات کے حق مواخذہ مین بیچ آخرت کے بدلیل قول اللہ تعالی ما سلککم فی سقر کے جانو کہ کفار مخاطب
ہین ساتھ تین چیزون پہلی کے یعنی ایمان اور عقوبات اور معاملات کے اجماعا اور عبادات سو وہ مخاطب

ہین جیسا کہ اونکے بیچ جتنا مواخذہ کے آخرت مین اتفاقا بہی بسبب قول تعالی کے کہ کہیگا مجرمون
کہ کون چیز لائے تمکو دوزخ مین کہین گے وہ کہ نتہے ہم نماز پڑہنے والون مین سے اور نہ تہے ہم
کہلاتے مسکین کو اسے پر عبادات بیچ حق وجوب ادا کے دنیا مین پس مختلف فیہ ہین اور نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے ثم اعلم ان المختار ان الکفار مخاطبون بفروع الشریعۃ المامور بہا والمنہی
عنہا ہذا قول المحققین والاکثرین وقیل لیسوا مخاطبین بہا وقیل مخاطبون بالمنہی عنہا دون المامور بہا
پہر جانو کہ مختار یہ ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتہ فروع شریعت امور بہا اور منہی عنہا کے یہ قول ہے
محققین اور اکثرین کا اور کہا گیا ہے کہ نہین ہین مخاطب ساتہ فروع شریعت کے اور کہا گیا ہے
کہ مخاطب ہین ساتہ منہی عنہا کے نہ ماموربہا کے اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مرقوم ہے لا یقال الخطاب
غیر ثابت فی حقہم لانہم لا یخاطبون بالشرائع لانہم یخاطبون بالحرمات کالربا والزنا یعنی نکہا جائیگا کہ خطاب خمر ثا
بت ہے کافرونکے حق مین اسلیئے کہ کافر غیر مخاطب ہین ساتہ شرائع کے اسواسطے کہ کفار مخاطب ہین
ساتہ حرمت حرام چیزونکے مانند سود خوری اور زنا کے اور طحطاوی نے بیچ حاشیہ در مختار
اور شامی نے رد المحتار مین لکہا ہے الذی تحرر فی المنار وشرحہ لصاحب البحر انہم مخاطبون بالایمان
وبالعقوبات سوی حد الشرب وبالمعاملات واما العبادات فقال السمرقندیون انہم غیر مخاطبین بہا ادا ووجوبا
وقال البخاریون انہم غیر مخاطبین بہا ادا فقط وقال العراقیون انہم مخاطبون بہا فیعاقبون علیہا وہو المعتمد یعنی
تنقیح ہو چکا ہے منار مین اور اوسکی شرح مین جو صاحب بحر رائق کے ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتہ ایمان
کے اور ساتہ عقوبات سوا حد پینے شراب کے اور ساتہ معاملات کے اور ایسے ہی عبادات سو حال
اونکا یہ ہے کہ کہا سمرقندیون نے کہ کفار غیر مخاطب ہین ساتہ عبادات کے ادا اور اعتقاد دونون
مین اور کہا بخاریون نے کہ کفار غیر مخاطب ہین ساتہ عبادات کے صرف ادا مین اور کہا عراقیون نے
کہ کفار مخاطب ہین ساتہ عبادات کے اعتقاد اور ادا دونون مین سو عذاب کیے جاوینگے عبادات
کا اعتقاد نکرنے اور اوسکے نہ ادا کرنے پر بہی جیسے کہ عذاب کیے جائینگے عدم ایمان پر اور یہی
معتمد ہے اور وجہ ششم یہ ہے کہ صحیح بخاری مین روایت ہے نافع سے کہ کہا نافع
نے کان ابن عمر لا یاکل حتی یؤتی بمسکین یاکل معہ فادخلت رجلا یاکل معہ فاکل کثیرا فقال یا نافع
لا تدخل ہذا علی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المؤمن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعۃ

اصعاء یعنی سے تہے عبد اللہ بن عمر یعنی کہاتے تے جب تک کہ لایا جاتا مسکین کہ کہاتا اوسکے ساتہ سو لایا ین
ایک مرد کو کہ کہاتا تہا اوسکے ساتہ سو کہایا اوسنے بہت پس کہا عبد اللہ بن عمر نے اسے نافع نہ لا اسکو
میرے پاس سنا ہے مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ مسلمان کہاتا ہے ایک انتڑی
مین اور کافر کہاتا ہے سات انتڑیون مین اور ساتہ اسی روایت کے صحیح مسلم مین بہی ہے حاصل اس
روایت کا یہ ہے کہ وہ مسکین بہت کہانے مین مشابہ تہا کافر کے اس سے کیے عبد اللہ بن عمر نے اوسکے
ساتہ کہانا نہ اختیار کیا سو حکم دیا نافع کو کہ اب اسکو میرے پاس نہ لانا تو جبکہ وجہ اس روایت سے کہ مسلمان
کے ساتہ کہانا صرف اس جہت سے کہ ایک صفت مین وہ کافر کے مشابہ ہو روا نہ ہو تو جو در اصل
کافر ہو اوسکے ساتہ کہانا کیونکر روا ہو سکتا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح
صحیح بخاری مین لکہا ہے ولعلہ کرہ دخولہ علیہ لما راٰہ متصفا بصفۃ وصف بہا الکافر اور گمان
یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے مکروہ رکہا اوس شخص کے داخل ہونے کو اپنے اوپر بسبب اسکے
کہ پایا اوسکو متصف ساتہ اوس صفت کے کہ وصف کیا گیا تہا ساتہ اوس صفت کے کافر
اور کرمانی نے کواکب الدراری شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے وانما قال ابن عمر لاتدخل لانہ اشبہ
الکفار فکرہ مخالطتہ اور لکہا ہے کہ کہا عبد اللہ بن عمر نے نافع سے کہ نہ لا تو اسکو میرے پاس اسلیے
کہ وہ مشابہ تہا کافرونکے سو مکروہ رکہا عبد اللہ بن عمر نے اوسکی مخالطت کو اور قسطلانی نے شرح صحیح البخاری
مین لکہا ہے فقال ابن عمر لاتدخل ہذا علی اے لما فیہ من الاتصاف بصفۃ الکافر وہی کثرۃ الاکل و
ونفس المومن تتنفر ممن ہو متصف بصفۃ الکافر یعنی سو کہا ابن عمر نے نافع سے کہ نہ داخل کر تو اسکو
مجہپر یعنی بسبب اوسکے متصف ہونے کے ساتہ صفت کافر کے اور صفت کافر کی بہت کہانا
ہے اور دل مومن کا نفرت کرتا ہے اوس شخص سے کہ متصف ہو ساتہ صفت کافر کے اور نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے واما قول ابن عمر فی المسکین الذی اکل عندہ کثیرا لاتدخلن ہذا
علی فانما قال ہذا لانہ اشبہ الکفار ومن اشبہ الکفار کرہت مخالطتہ بغیر حاجۃ او ضرورۃ اور اسی پر قول عبد اللہ
بن عمر کا نافع سے حق مین اوس مسکین کے کہ کہایا اوسنے پاس ابن عمر کے بہت کہ ہرگز نہ لانا تو
اسکو میرے پاس سو سوا اسکے نہین کہ فرمایا ابن عمر نے یہ بسبب اسکے کہ وہ مسکین مشابہ تہا
کافرون کے اور جو شخص کہ مشابہ ہو کافرونکے مکروہ ہے مخالطت اوسکی بدون حاجت اور ضرورت کے

اور وجہ ہفتم یہ ہے کہ طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین
عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اجابۃ طعام الفاسقین یعنی
منع فرمایا ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت طعام فاسقون کے سے کہ اجابت دعوت میزبان
اور تکریم فاسق کی ہے اور فاسق مہمان اور مغضوب ہے امام تمرتاشی نے شرح جامع صغیر مین لکھا ہے
لا یجیب دعوۃ الفاسق المعلن لیعلم انک غیر راض بفسقہ انتہی یعنی نہ قبول کرے تو دعوت فاسق معلن
کی تاکہ جانا جاوے کہ تو غیر راضی ہے اوسکے فسق سے اور ایسا ہی ہے فتاوی عالمگیریہ مین
جبکہ اجابت دعوت فاسق معلن کے اسلیئے کہ اوسکی ترویج خاطر اور تکریم ہو اور عدم رضا اوسکی فسق سے
ظاہر نہو ممنوع ٹھہری تو اجابت دعوت کافر مجاہر اور مواکلت ساتھ اوسکے کیونکر روا ہو سکتی ہے کیا دیکھ
ساتھ کہانے مین اونکی تکریم اور تعظیم ہے اور مسلمان مامور ہین ساتھ توہین کافر کے ترساتھ اوسکی تکریم کے
مسلم نے اپنی صحیح مین اور بخاری نے ادب مفرد مین اور ترمذی نے اپنے جامع مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبدءوا الیہود والنصاری بالسلام
یعنی تحقیق رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ابتدا کرو تم یہود اور نصاری کے ساتھ سلام کے ترمذی
نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے قال بعض اہل العلم انما معنی الکراہیۃ لانہ یکون تعظیما لہم وانما امر المسلمون
تذلیلہم یعنی کہا بعض اہل علم نے سوا اسکے نہین کہ سبب ابتدای سلام کی مکروہ ہونیکا یہ ہے کہ
اسمین ہوگی تعظیم یہود اور نصاری کے اور سوا اسکے نہین کہ حکم کئی گئی ہین مسلمان ساتھ اونکی تذلیل کے
اور ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی مین لکھا ہے قولہ لا تبدءوا الیہود والنصاری ای ولو کانوا ذمیین
فضلا عن غیرہم لان الابتداء بہ اعزاز لہم ولا یجوز اعزازہم ولا توادہم قال تعالی لا تجد قوما یومنون باللہ
والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ یعنی مراد یہ ہے کہ ابتدا بہ سلام مکروہ ساتھ یہود اور نصاری کے
اگرچہ وہ ذمی ہون بہ نسبت غیر ذمیون کے اسلیئے کہ ابتدا بہ ساتھ سلام کے اعزاز ہے اونکا اور نہین جائز
ہے اعزاز اونکا اور دوستی رکہنا اونسے فرمایا اللہ تعالے نے نہ پائیگا تو ایسی قوم کو کہ ایمان رکہتی ہو
ساتھ اللہ اور دن آخرت کے کہ دوستی رکہتے ہون اون لوگون سے کہ مقابلہ کیا ہے اونہون نے اللہ
اور اوسکے رسول کا نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے واختلف العلماء فی رد السلام علی الکفار و
ابتدائہم بہ فمذہبنا تحریم ابتدائہم بہ ووجوب ردہ علیہم بان یقول وعلیکم او علیکم فقط ودلیلنا فی الابتداء قولہ

صلی اللہ علیہ وسلم لا تبدءوا الیہود ولا النصاریٰ بالسلام وفی الرد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا وعلیکم ولہذا الذی ذکرناہ من مذہبنا قال اکثر العلماء وعامۃ الفقہاء اور مختلف ہوئے ہیں علما جواب دینے میں سلام میں کافروں کے پس اور ابتدائی سلام میں ساتھ کافروں کے سو مذہب ہمارا تحریم ہے ابتدا کرنا ساتھ سلام کے کافروں سے اور یہ جو ہے جواب دینا اونکے سلام کا اسطور سے کہ کہی جواب دینے والا وعلیکم یا علیکم فقط اور دلیل ہمارا یہ ہے کہ پہلے پہل اونسے سلام کرنا حرام ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ نہ پہلے پہل سلام کرو تم یہود اور نصاریٰ کو سے اور دلیل ہماری آمین کہ واجب ہے جواب دینا اونکے سلام کا یہ ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس کہو تم اونکے سلام کے جواب میں وعلیکم اور ساتھ اسیکے کہ ذکر کیا ہمنے مذہب اپنا قائل ہوئے ہیں اکثر علما اور جمہور فقہا اور ہدایہ میں مرقوم ہے وانما یوخذون بذلک اظہارا للصغار علیہم وصیانۃ لضعفۃ المسلمین ولان المسلم مکرم والذمی مہان فلا یبدءہ بالسلام ویضیق علیہ الطریق فلو لم یکن علامۃ ممیزۃ فلعلہ یعامل معاملۃ المسلمین وذلک لا یجوز اور سوا اسیکے نہیں کہ پکڑے جاتے ہیں اہل ذمہ ساتھ تمیز کے مسلمانوں سے بیچ لباس میں اور سواری میں اور زین میں اور ٹوپی میں واسطے ظاہر کرنے خواری کے اونپر اور واسطے بچانے ضعیف مسلمانوں کے کہ بسبب مخالطت کے مرتد ہو جائیں اور اسلیے کہ مسلمان مکرم کیا گیا ہے اور ذمی اہانت کیا گیا ہے سو پہلے پہل ذمی سے سلام نکیا جاتے اور تنگ کیا جاوے اوسپر راستہ پس اگر نہوتے نشان تمیز دینے والے ذمی کو مسلمان سے تو شاید معاملہ کیا جاتا ذمی سے مانند معاملہ مسلمانوں کے اور معاملہ کرنا ذمی سے مسلمانوں کے مانند جائز نہیں ہے اور اشباہ والنظائر میں مسطور ہے ولا یبدء الذمی بالسلام الا لحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک وتکرہ مصافحتہ وتحرم تعظیمہ اور نہ ابتدا کیا جاوے ذمی ساتھ سلام کے مگر حاجت کے لیے اور نہ زیادہ کیا جاوے ذمی جواب سلام میں زیادہ علیک پر اور مکروہ ہے مصافحہ کرنا ذمی سے اور حرام ہے تعظیم اوسکی اور در مختار میں مذکور ہے ویحرم تعظیمہ وتکرہ مصافحتہ ولا یبدء بالسلام الا لحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک اور حرام ہے تعظیم ذمی کی اور مکروہ ہے مصافحہ اوس سے اور نہ پہلے پہل سلام کیا جاوے اوس سے مگر حاجت کے لیے اور نہ زیادہ کیا جاوے اوسکے سلام کے جواب میں وعلیک پر اور فتاویٰ غرائب میں ہے تکرہ المصافحۃ مع الذمی وان صافحہ فلیغسل یدہ ان کان متوضیا یعنی مکروہ ہے مصافحہ ساتھ ذمی کے اور اگر مصافحہ کیا ہووے ذمی سے تو دھووے اپنے ہاتھ کو اگر ہو متوضی اور بحر الرائق میں مرقوم ہے

واذا وجب علیہم اظہار الذل والصغار مع المسلمین وجب علی المسلمین عدم تعظیمہم یعنی جب واجب ہوا اونپر ظاہر کرنا ذلت اور خواری کا ہمراہ مسلمانوں کے تو واجب ہے مسلمانوں پر اونکی تعظیم نکرنا اور حموی نے حاشیہ اشباہ میں لکہا ہے قال بعض الفضلاء ہل یشمت الذمی اقول الظاہر انہ لا یشمت لان فیہ اکرام لہم وتعظیما وہم مامورون بالاہانۃ وفی شرح الجامع الصغیر عن عمر النہی عن السلام علی الذمی لما فیہ من التعظیم یعنی کہا بعض فضلا نے کہ کیا ذمی کے چہینک کا جواب دیا جاوے کہتا ہوں میں کہ ظاہر یہ ہے کہ ذمی کے چہینک کا جواب نہ دیا جاوے اسلئے کہ چہینک کا جواب دینے میں اکرام اور تعظیم ہے ذمیونکی اور ہم حکم کیے گئے ہین ساتہ اونکی اہانت کے اور شرح جامع صغیر مین مروی ہے حضرت عمر سے نہی سلام کرنے کی ذمی پر اسلیے کہ سلام کرنے مین تعظیم ہے اور نیز حموی نے کراہت مصافحہ کی وجہ مین لکہا ہے لما فیہ من التعظیم کما فی التمرتاشی یعنی اسلیے کہ مصافحہ کرنے مین تعظیم ہے جیسا کہ کتاب تمرتاشی مین ہے اور شامی نے رد المحتار مین وجہ کراہت مصافحہ مین لکہا ہے لان فیہ نوع تعظیم وود ظاہر اطلاقہ انہا کراہۃ تحریم یعنی اسلیے کہ مصافحہ کرنے مین ایک قسم کی تعظیم ہے اور دوستی اور ظاہر اطلاق مصنف کا یہ ہے کہ یہ کراہت کراہت تحریمی ہے ابو نعیم نے اپنے حلیہ مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان تصافح المشرکون یعنی تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ مصافحہ کیے جاوین مشرک لوگ اور بخاری نے ادب مفرد مین عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ کہا عبد الرحمن نے کہ مر ابن عمر بنصرانی فسلم علیہ فرد علیہ فاخبر انہ نصرانی فلما علم رجع الیہ فقال رد علی سلامی یعنی گذری عبد اللہ بن عمر ایک نصرانی پر سو سلام کیا اوسنے تو جواب اوسکے سلام کا دیا عبد اللہ بن عمر نے پہر خبر کیا عبد اللہ بن عمر کو کہ وہ نصرانی ہے سو جب جانا عبد اللہ بن عمر نے کہ وہ نصرانی ہے لوٹ آئے اوسکی طرف پہر کہا اوس سے کہ پہیر دے مجکو میرا سلام اب اس سے جو اوپر مذکور ہوا بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۹۹ مین تہذیب سے نقل کیا ہے کہ ان کل فعل فیہ توقیر الذمی فہو حرام کالتسلیم والسلام والمصافحۃ والمعانقۃ لان التحریم یتعلق بالاہانۃ وبالسلام توقیر سو موافق سب تمام کتب اسلامیہ کے اور جو صفحہ ۷۸ سے آخر تک وجوہ نظر لکہی ہین شبہ اور تحریف دین اسلام پر مین پہلی وجہ مین جوابات لکہین کوئی اون آیات مین سے توقیر اور تعظیم ذمی پر

دلالت نہین کرتی ہے چنانچہ ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ہی احسن الآیہ مین بیان ہی نیکی کرنیکا
بدلے بدی کے اور ذکر ہے اوسکے فائدہ کا کہ بسبب اسکے دشمن دوست بن جاتا ہے اور آیت کریمہ و
عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما مین بیان ہے اسکا کہ بندگان خدا
زمین پر چلتے ہین ساتھ اخلاق اور وقار اور نرمی کے چلنے مین نہ پاؤن مارکے اور جوتیان پٹخاتا ہے کے مانند اہل تکبر
اور تکبر کرنیوالون کے اور جب کہ بے ادب لوگ اونسے خطاب کرتے ہین تو کہتے ہین سلام ہی کو لیکن
اونسے الگ ہو جاتے ہین پس سلام اس آیت مین سلام تحیۃ مؤمنین نہین ہے بلکہ سلام متارکت ہی ایسا ہی
مرقوم ہے بیضاوی اور کشاف وغیرہا تفاسیر مین اور بدی کے بدلہ نیکی کرنے اور تکبر اور غرور نہ
کرنے اور حقیر نفس سے درگذرنے اور ایذا پر صبر کرنے کے سننے شبہہ مسلمانونکے دین مین تاکید ہے
انکو توقیر اور تعظیم کافر سے کہ محل بحث ہے کچھ تعلق نہین اور مدار دوسری وجہ کا تفرقہ ہے درمیان ذمی
اور غیر ذمی کے سو فرق درمیان ذمی اور کافر غیر ذمی کے ان امور مین نہین ہے جیسا تعظیم اور توقیر
ذمی کی کہ بسبب داخل ہونے کے عہد اور ذمہ اہل اسلام مین مستحق زیادہ تر رعایت کا ہے اور سلام اور
مصافحہ کرنا اوسکے جائز نہوا تو کفار اہل حرب کے تعظیم اور توقیر اور اونسے سلام اور مصافحہ کرنا کیونکر جایز
ہو سکتا ہے اسلیے کہ باعث عدم تعظیم اور توقیر کفر ہے سو وہ اونمین بشدت سے بہ نسبت ذمیون کے
موجود ہے چنانچہ اوپر عبارت شرح جامع ترمذی مع مؤید اسکی گذر چکی ہے اور فتح الباری شرح
صحیح البخاری مین مرقوم ہے الہجران علی مرتبتین الہجران بالقلب والہجران باللسان فہجران الکافر
بالقلب وترک التودد والتعاون والتناصر لاسیما اذا کان حربیا یعنی جدا ہونا دو طرح پر ہے ایک جدا ہونا دل سے
اور ایک جدا ہونا زبان سے ساتھ ترک کلام کے اور جدا ہونا کافر سے ساتھ دل کے اور اوسکے دوستی
اور مدد اور نصرت چھوڑنے سے ہے بالخصوص جبکہ ہو وہ کافر حربی اور شروط اوس سلطان کے جسکی
اطاعت واجب ہے اسلام سے ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۹ مین لکھا ہے
فی التاتارخانیہ الاسلام لیس بشرط فی السلطان الذی یقلد انتہی سو حاصل کلام تاتارخانیہ کا یہ ہے کہ
قضا لینا طرف سے ہر سلطان کے اگرچہ کافر ہو درست ہے یعنی اگر کفار کا اہل اسلام پر تسلط ہو جاوے
اور حاکم کافر کسی مسلمان کو قاضی مسلمانون کیواسطے تنفیذ احکام اسلام کے مقرر کرے تو ایسی صورت
مین اوس حاکم کافر سے عہدہ قضا کا لینا درست ہے اور تاتارخانیہ والیکا یہ مقصود نہین ہے کہ سلطان

واجب الاطاعت کے شرط اسلام نہین ہے اور یہ فتح القدیر مین مخالف تاتارخانیہ کے ہے
نہر الفائق مین وہی لائق اعتماد کہا گیا ہے اور شامی نے رد المحتار مین تصحیح اوسیکو ثابت رکہا ہے عبارت
رد المحتار کے یہ ہے وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين
غلب عليهم الكفار كقرطبة الآن يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم يجعلونه واليا فيولي قاضيا ويكون
هو الذي يقضي بينهم وكذا ينصبوا اماما يصلي بهم الجمعة اه وهذا هو الذي تطمئن النفس اليه فليعتمد نهر والاشارة
بقوله وهذا الى ما افاده كلام الفتح من عدم صحة تقلد القضاء من كافر على خلاف ما مر عن التتارخانية ولكن
اذا ولي الكافر عليهم قاضيا ورضيه المسلمون صحت توليته بلا شبهة انتهى اور فتح القدیر مین ہے
اور جب کہ نہو سلطان اور نہ وہ شخص کہ جائز ہو لینا قضا کا اوس سے جیسا کہ مسلمانون کے بعض شہرون مین
کہ غالب ہوگئے ہین کافر مانند قرطبہ کے اسوقت مین ہے تو واجب ہی مسلمانون پر کہ اتفاق کرین ایک
مسلمان پر اپنے آپ مین سے کہ ٹہراوین اوسکو والی سو مقرر کرے وہ والی ایک قاضی کو اور ہو وہی
قاضی کہ فیصل خصومات کرے درمیان مسلمانون کے اور اسیطرح ٹہراوین مسلمان ایک امام کو کہ پڑہا دے
اونکو نماز جمعہ کی اور یہ وہ ہے کہ اطمینان ہی نفس کو طرف اوسکے پس چاہئے کہ اعتماد کیا جاوے اوسپر یہ
نہر الفائق مین ہے اور اشارہ صاحب نہر الفائق کا ساتھ اپنے قول وہذا کے اوسکی طرف ہے
کہ افادہ دیا ہے اوسکا کلام فتح القدیر نے اور وہ نہ صحیح ہونا تقلید قضا کا ہے کافر سے برخلاف
اوسکے جو گذرا تتارخانیہ سے ولیکن جب مقرر کرے کافر مسلمانون پر کسی قاضی مسلمان کو اور راضی ہوجاوین
اوس سے مسلمان صحیح ہوجاویگا مقرر کرنا اوس کافر کا بلاشبہ اور جو تقلید قضا کافر سے جائز رکہتے ہین
اونکے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ کافر مانع قضا بالحق سے نہو ورنہ تقلید قضا کافر سے بلکہ مسلمان جابر سے
بہی حرام ہے در مختار مین ہے الا اذا كان يمنعه عن القضاء بالحق فيحرم یعنی تقلد قضا سلطان جابر
اگرچہ کافر ہو جائز ہے مگر جب کہ ہو وہ سلطان کہ منع کرتا ہو قاضی کو قضاء بالحق سے تو حرام ہے اور
فتاوی عالمگیریہ مین ہے انما يجوز تقلد القضاء من السلطان الجائر اذا كان يمكنه من القضاء بحق
ولا يتعرض في قضاياه بشيء ولا يمنعه من تنفيذ بعض الاحكام كما ينبغي اما اذا لم يمكنه من القضاء بحق ويتعرض
في القضايا بشيء ولا يمكنه من تنفيذ بعض الاحكام كما ينبغي لا يتقلد منه یعنی سوا اسکے نہین کہ جائز ہے
لینا عہدہ قضا کا سلطان جابر سے جب کہ ہو وہ سلطان کہ اختیار دے اس قاضی کو حکم کرنیکا

ساتھ حق کے اور نہ دخل دے آپ قاضی کے مقدمون مین ساتھ شر کے اور نہ منع کرے قاضی کو جاری
کرنے بعض حکمون سے جیسا کہ چاہے بیٹے اور اوپر جبکہ نہ اختیار دی سلطان کافر قاضی کو حکم کرنیکا ساتھ حق کے
اور دخل دے آپ اوسکے مقدمات مین ساتھ شر کے اور نہ اختیار دی اوسکو بعض احکام کے جاری کرنیکا
جیسا کہ چاہی تو قضا کا عہدہ اوس سلطان جائر سے لینا جائز ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے
اسی صفحہ ۱۴۴ مین جو لکہا ہے وفی الدر المختار ان غلبوا علی اموالنا ولو عبدا مومنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا فیقترض
علینا اتباعہم انتہی سو اسمین اہل اسلام حنفی مذہب کو نزاع نہین ہے کہ جب کافر مسلمانون کے مال پر غالب
اجاتے ہیں اور اوس مال کو اپنے ملک مین لیجاتے ہیں تو وہ مالک اوس مال کے ہوجاتے ہین نزاع اونکی مفترض ہونے
مین اور مطاع ہوجانے مین ہے کیا استیلاسے مالک ہوجانا اموال کا کچہ اونکے مطاع ہونے سے نہین ہے
بلکہ اوسکا سبب مال کا غیر معصوم ہوجانا مال کا ہے اونکے حق مین یا استیلا مباح پر اگر پوری عبارت درمختار کی
بیچ مین سے حذف کرکے جناب سید احمد خان صاحب نقل نہ فرماتے تو یہ بات خود درمختار کی عبارت سے
ظاہر ہے بدون حذف و تصرف کے عبارت درمختار کی یہ ہے وان غلبوا علی اموالنا ولو عبدا مومنا و
احرزوہا بدارہم ملکوہا لا بالاستیلا نزعلی مباح لان الصحیح من مذہب اہل السنۃ ان الاصل فی الاشیاء التوقف والاباحۃ
رای المعتزلۃ بل لان العصمۃ من جملۃ الاحکام المشروعۃ وہم لم یخاطبوا بہا فبقی فی حقہم مالا غیر معصوم فیملکونہ کما حققہ
صاحب المجمع فی شرحہ ویفترض علینا اتباعہم یعنی اور اگر غالب ہوجائین کافر ہمارے مالون پر اگرچہ مال ہمارا
بردہ مسلمان ہو اور لیجاتین اون مالون کو اپنی ملک یعنی دار الحرب مین مالک ہوجائینگے وہ کافر اون مالونکے
نہ بسبب استیلا اور کمال قدرت پانی کے مباح پر اسلیئے کہ مذہب صحیح اہل سنت کا یہ ہے کہ اصل اشیا مین توقف
ہے اور اباحت رای معتزلہ کی ہے بلکہ اسلیئے مالک ہوجاینگے کہ عصمت جملہ احکام مشروعہ سے ہے اور
کفار مخاطب نہین ہین ساتھ احکام شرعیہ کے تو رہیگا وہ مال کافرونکے حق مین مال غیر معصوم والا پس
مالک ہوجاینگے وہ کافر اوس مال کے جیسا کہ تحقیق کیا ہے اسکو صاحب مجمع البحرین نے
شرح مجمع البحرین مین اور فرض ہے ہمپر پیچہے رہنا اون کافرونکے واسطے چہوڑ دینے اپنے
مالونکے اب یہان یہ بات کہل گئی کہ اتباع کی معنی قول درمختار مین ویفترض علینا اتباعہم مین اطاعت
کی نہین ہین جیسی کہ جناب سید احمد خان صاحب سمجہے ہین اور ترجمہ اوسکا اطاعت کیا ہے
بلکہ اتباع کے معنی یہان پیچہے جانے کے ہین جیسے اتباع الجنائز بولتے ہین اور حدیث مین آیا ہے

اتبعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد خرج لحاجتہ کرمانی سے اُسکی شرح مین لکھا ہے ای تبعت وراءہ یعنی
چلا مین پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حال مین کہ آپ نکلے تھے اپنے حاجت کے لیے اور خود صاحب
درمختار نے در المنتقی شرح ملتقی مین لکھا ہے ویفترض علینا اتباعہم ما داموا بدارنا فان دخلوا
دارہم لم یفترض بل یندب الا للذراری فیفترض اتباعہم مطلقا یعنی اور فرض ہے ہمپر پیچھے جانا اونکے
جب تک کہ رہین وہ ہمارے ملک مین پہر اگر داخل ہو جاتین ساتھ ہمارے مالونکے اپنے ملک مین تو
نہین فرض ہے بلکہ مندوب ہے مگر واسطے چہڑانے بال بچونکے پس فرض ہے پیچھے جانا اونکے مطلقا
اگرچہ وہ ہمارے بال بچون کو لیکر اپنے ملک مین داخل ہو جاتین طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین
لکھا ہے قال فی شرح الملتقی ویفترض علینا اتباعہم ما داموا بدارنا ای لاستنقاذ الاموال فان دخلوا بہا دارہم
لم یفترض علینا بل یندب الا للذراری فیفترض اتباعہم مطلقا اہ بزیادۃ من الحلبی یعنی کہا صاحب درمختار نے
شرح ملتقی مین اور فرض ہے ہمپر پیچھے جانا اونکے جب تک کہ رہین ہمارے ملک دار الاسلام مین یعنی واسطے
چہڑانے مالونکے پہر اگر داخل ہو جاوین ساتھ مالونکے اپنے ملک دار الحرب مین تو نہین فرض ہے ہمپر پیچھے
جانا اونکے بلکہ مندوب ہے مگر واسطے چہڑانے بال بچونکے پس فرض ہے پیچھے جانا اونکے مطلقا اگر
وہ داخل ہو جاوین دار الحرب مین آخر ہوا قول مصنف کا شرح ملتقی مین ساتھ کچھ زیادت کے حلبی سے
اور شامی نے رد المحتار مین لکھا ہے وقولہ ویفترض علینا اتباعہم ای لاستنقاذ اموالنا ما داموا فی دار الاسلام
فان دخلوا دار الحرب لا یفترض الاتباع بخلاف الذراری یفترض اتباعہم مطلقا بحر عن المحیط وقولہ
مطلقا ای وان دخلوا دار الحرب لکن ما لم یبلغوا حصونہم کما قدمناہ فی اول الجہاد عن الذخیرۃ یعنی فرض ہے
ہمپر پیچھے جانا اونکے یعنی واسطے چہڑانے اپنے مالون کے جب تک کہ رہین وہ دار الاسلام مین پہر اگر
داخل ہو جاتین دار الحرب مین ہمارے مال لیکر تو نہین فرض ہے اور اولی اس صورت مین بہی پیچھے جانا ہے
برخلاف بال بچونکے کہ اگر وہ پکڑے گئے ہون تو اونکے چہڑانے کے لیے پیچھے جانا اونکے مطلقا فرض
ہے نقل کیا ہے اسکو بحر الرائق مین محیط سے اور مراد مطلقا سے یہ ہے کہ اگرچہ داخل ہو گئے
ہون دار الحرب مین لیکن جب تک کہ نہ پہنچے ہون اپنے قلعون مین جیسے کہ پہلے ذکر کر چکے ہین ہم
اول جہاد مین ذخیرہ سے اور اس قول درمختار مین کہ کفار نے غلبہ پایا ساتھ احکام شرک کے
نہین ہوئی تشویش نے کلام کیا ہے طحطاوی نے لکھا ہے حیث قال قولہ غیر الاصح ولا منہا لما

نیا او الی و اجتماعا و لما تقدم یعنی علامی صاحب در مختار اس قول مین خیر الصحیح بر او اصح یہ ہے کہ کفار مخاطب ہین
ساتھ احکام شرعیہ کے اور اگر ہے اور اعتقاد کہتے ہین اور شامی نے کئی وجہ سے بیان نظر وارد کی ہے
چنانچہ دوسری وجہ کے بیان مین لکھا ہے الثانی ان الکفار مخاطبون بالایمان وبالعقوبات سوی حد الشرب
وبالمعاملات وانما الخلاف فی العبادات کما قدمناہ یعنی دوسرے وجہ نظر کی یہ ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتھ
ایمان کے اور ساتھ عقوبات کے سواے حد شراب خوری کے اور ساتھ معاملات کے اور سوا اسکے
نہین کہ خلاف نسبت عبادات مین جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین اوسکو اور اس ملک کے مسلمانون کی
مثال ساتھ بنی اسرائیل کی ان فرعون کے دینا محض بیجا ہے در قیاس غیر مکرہ کا مکرہ پر اسلیے کہ
نصاری حکام اس ملک کے اہل اسلام پر اکراہ اور جبر کسی بات مین نہین کرتے ہین اور مسلمانون کے دین
سے کچھ تعرض نہین رکھتے ہین برخلاف فرعون کے کہ بنی اسرائیل پر جبر و تعدی ہر بات مین کرتا تھا اور انکے
دین سے بھی تعرض رکھتا تھا تو ناچار بنی اسرائیل اکراہ سے ناسزا باتین قبول کر لیتے تھے اور ہجرت سے
پہلے مسلمانون نے اگر کوئی کام خلاف طریقہ اسلامی کی مشرکین کے ساتھ برتا ہے تو وہ بھی بسبب اکراہ
کے تھا نہ رضا اور رغبت سے اور ملک حبشہ کو جو مسلمانون نے ہجرت کی تو بادشاہ وہان کا گو پہلے
نصرانی تھا لیکن رغبت اہل اسلام کی طرف رکھتا تھا اور نہایت تواضع اور تکریم سے ساتھ مسلمانون کے پیش آتا تھا
اور کوئی کام ناسزا اونسے نہین لیتا تھا چنانچہ آخر کو مسلمان وہ ہوا اور خود سرور عالم صلعم نے اوسکے جنازہ
کی نماز پڑھی اور وجہ **ششم** یہ ہے کہ کھانا پینا ساتھ اہل کتاب کے اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو جانا اونکا
آثار موالات سے ہے اور نشان کے ہے اونکے ساتھ دوستی رکھنے کا اور موالاہ ساتھ کافرون کے اگرچہ اہل
کتاب ہوں ممنوع ہے امام مالک نے **موطا** مین ثور بن زید الدیلی سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت
کرتے ہین عبد اللہ بن عباس سے کہ انہ سئل عن ذبائح نصاری العرب فقال لا باس بہا و تلا ہذہ الآیۃ
ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنی عبد اللہ بن عباس سوال کئے گئے ذبیحہ نصاری عرب سے سو فرمایا عبد اللہ
بن عباس نے کہ نہین ڈر ہے ساتھ کھانے کے اونکے ذبیحہ کے اور تلاوت فرمائی یہ آیت کہ جسکا ترجمہ یہ ہے
اور جو شخص کہ دوستی رکھے ساتھ یہود اور نصاری کے سو وہ اونہین مین سے ہے **مجلی شرح موطا**
مین مرقوم ہے یعنی بتحریم وان حلت لکن لا تجوز موالاتہم و اختلاطہم یعنی مراد ابن عباس کی تلاوت فرمانی
اس آیت سے اس مقام پر یہ ہے کہ ذبیحہ اونکا اگرچہ حلال ہے لیکن نہین جائز ہے موالاۃ اور دوستی

رکھنی اوسنے اور خلط ملط ہو جانا اونکے اور طبرانی نے **معجم اوسط** مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نفس تحشر علی ہواہا فمن ہوی الکفرۃ فہو مع الکفرۃ
ولا ینفعہ عملہ شیا یعنی کہا حضرت جابر نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نفس حشر کیا جائیگا اپنی
دوستی پر اور جو شخص دوست رکھتا ہے کافرون کو پس وہ ساتھ کافرون کے ہے اور نفع نہ دیگا اوسکو عمل
اوسکا کچھ اور دیلمی نے **فردوس** مین عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان قوما احبوا قوما حتی ہلکوا فی حبہم فلا تکونوا مثلہم یعنی تحقیق ایک قوم نے دوست رکھا ایک
قوم کو یہان تک کہ ہلاک ہو گئے اونکی دوستی مین پس نہو تم مانند اونکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف
مین اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے اپنی اپنی تفسیر مین اسق رومی سے
روایت کیا ہے کہ قال کنت مملوکا لعمر بن الخطاب وکان یقول لی اسلم فانک لو اسلمت استعنت بک علی امانۃ
المسلمین فانی لا استعین علی امانتہم من لیس منہم فابیت علیہ فقال لا اکراہ فی الدین یعنی کہا اسق رومی نے کہ
تہا مین ملک مین عمر بن الخطاب کے اور تہے عمر بن الخطاب فرماتے مجہسے کہ اسلام لا تو پس تحقیق تو
اگر اسلام لائیگا تو مدد چاہونگا مین ساتہ تیری مسلمانون کے امانت پر اسلئے کہ مین نہین مدد چاہتا ہون
مسلمانونکی امانت پر ساتہ اوسکے کہ نہین ہے مسلمانون مین سے تو انکار کیا مین نے اسلام لانے سے
تو کہا حضرت عمر نے مجہسے کہ نہین ہے زبردستی دین مین اور ابن سعد نے **طبقات** مین بہی اسق
رومی سے باین الفاظ روایت کیا ہے کہ قال کنت مملوکا لعمر بن الخطاب وانا نصرانی فکان یعرض علی الاسلام
ویقول انک ان اسلمت استعنت بک علی اماناتی فانہ لا یحل لی ان استعین بک علی امانۃ المسلمین ولست علی دینہم
فابیت علیہ فقال لا اکراہ فی الدین فلما حضرہ الوفاۃ اعتقنی وانا نصرانی وقال اذہب حیث شئت
یعنی کہا اسق رومی نے کہ تہا مین ملک مین عمر بن الخطاب کے اوس حال مین کہ مین نصرانی تہا سو تہے
عمر بن الخطاب عرض کرتے مجہپر اسلام کو اور فرماتے تحقیق تو اگر اسلام لائیگا مدد چاہونگا مین ساتہ تیرے
اپنی امانت پر اسلئے کہ نہین حلال ہے مجکو کہ مدد چاہون مین ساتہ تیرے مسلمانون کی امانت پر اوس
حال مین کہ نہین ہے تو اونکے دین مین تو انکار کیا مین نے اوسنے اسلام لانے سے تو فرمایا نہین ہے
زبردستی دین مین پہر جب حاضر ہوے اونکے وفات آزاد کر دیا مجکو اوس حال مین کہ مین نصرانی تہا
اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین اور بیہقی نے **شعب الایمان** مین عیاض اشعری سے روایت

کیا ہے کہ ان عمر امر ابا موسی الاشعری ان یرفع الیہ ما اخذ وما اعطی فی ادیم واحد وکان لہ کاتب نصرانی فرفع
الیہ ذلک فعجب عمر وقال ان ہذا لحفیظ ہل ہو قاری لنا کتابا فی المسجد جاء من الشام فقال انہ لا یستطیع ان
یدخل المسجد فقال عمر اجنب ہو قال لا بل ہو نصرانی فانتہرنی وضرب فخذی ثم اخرجہ ثم قرأ لا تتخذوا الیہود
والنصاری اولیاء۔ یعنی بتحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ابا موسی اشعری بصرہ کے حاکم کو کہ پیش
کریں سامنے میرے اونکے وہ جو لیا ہے اور دیا ہے ایک چمڑے میں کہ بطور کاغذ کے اوسوقت مروج تھا اور تھا
ابو موسی اشعری کا ایک منشی نصرانی سو پیش کیا اوس منشی نصرانی نے سامنے حضرت عمرؓ کے اوسکو لکھکر تو
خوش ہوے حضرت عمرؓ اور کہا تحقیق یہ البتہ سیانا دانا ہے کیا یہ پڑھیگا ہمارا ایک خط مسجد میں کہ آیا ہے شام
سے تو کہا ابو موسی اشعری نے کہ یہ نہیں استطاعت رکھتا ہے اسکی کہ داخل ہو مسجد میں فرمایا حضرت عمرؓ نے
کیوں کیا یہ حاجت غسل میں ہے کہا ابو موسی اشعری نے نہیں بلکہ یہ نصرانی ہے کہا ابو موسی اشعری نے
تو للکارا مجکو حضرت عمر نے جھکو اور مارا میری ران کو واسطے تنبیہ کے اور آگاہ کرنے کے پھر نکال دیا اوس
منشی نصرانی کو پھر پڑھی یہ آیت کہ ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ نہ بناؤ تم یہود اور نصاری کو دوست بعض اونکے
بعض کے دوست ہیں اور جو شخص کہ دوستی رکھے اونکے ساتھ وہ اونھیں میں سے ہے اور شیخ الاسلام
احمد بن عبد الحلیم نے اپنے کتاب منع مشابہت کفار میں لکھا ہے المولاۃ والمودۃ وان کانت متعلقۃ بالقلب
لکن المخالفۃ فی الظاہر اعون علی مقاطعۃ الکافرین ومباینتہم ومشارکتہم فی الظاہر ان لم تکن ذریعۃ او سببا قریبا
او بعیدا الی نوع ما من الموالاۃ والموادۃ فلیس فیہا مصلحۃ المقاطعۃ والمباینۃ مع انہا تدعو الی نوع ما من المواصلۃ کما توجبہ
الطبیعۃ وتدل علیہ العادۃ ولہذا کان السلف یستدلون بہذہ الآیات علی ترک الاستعانۃ بہم فی الولایات روی الامام
احمد باسناد صحیح عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال قلت لعمر رضی اللہ عنہ ان لی کاتبا نصرانیا قال ما لک
قاتلک اللہ اما سمعت اللہ یقول یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض الا اتخذت
حنیفا قال قلت یا امیر المومنین لی کتابتہ ولہ دینہ قال لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذ
اقصاہم اللہ یعنی موالاۃ اور مودت اگرچہ ہے متعلق ساتھ دل کے لیکن مخالفت ظاہر میں مددگار تر ہے
قطع کرنے پر کافروں سے اور الگ ہو جانے پر اونسے اور مشارکت اونکی ظاہر میں اگرچہ نہیں ہے
ذریعہ یا سبب قریب یا بعید طرف کسی قسم کے موالات اور موادت کے لیکن نہیں ہے اونکی مشارکت
میں مصلحت مقاطعت اور مباینت کی اونسے باوجودیکہ مشارکت ساتھ اونکے داعی ہے طرف ایک قسم

سب طالب ہے کہ جیسا کہ موجب ہے اوسکو طبیعت اور دلالت کرتی ہے اوسپر عادت اور واسطے اسیکے
ہے تو سلف دلیل لاتے ساتھ ان آیات کے کہ جنمین منع وارد ہے موالات کفار سے ترک استعانت پر
ساتھ کافرون کے حکومت اور ریاست کے کامون مین روایت کیا ہے امام احمد نے باسناد صحیح ابوموسی
اشعری سے کہا ابوموسی نے کہ کہا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میرا ایک کاتب یعنی منشی نصرانی
ہے فرمایا حضرت عمر نے ابوموسی اشعری سے کیا ہے تجکو کارزار کرے تجسے اللہ تعالی یعنی تعجب ہے تجسے
کیا نہین سنا تو نے اللہ کو کہ فرمایا ہے اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاری کو دوست بعض اونکے
دوست ہین بعض کے کیون نہ لیا تو نے کاتب موحد یعنی مسلمان کہا ابوموسی نے کہ کہا مین نے اے
امیر المومنین میرے لئے لکہنا اوسکا ہے اور اوسکے لئے دین اوسکا ہے یعنی مجہے اوسکی کتابت سے
کام ہے اوسکے دین سے کیا کام ہے فرمایا حضرت عمر نے ابوموسی سے نہ اکرام کر یہود اور نصاری کا جبکہ
اہانت کی ہے اونکی اللہ نے اور نہ عزیز سمجہ اونکو جبکہ ذلت دی ہے اونکو اللہ نے اور نہ مقرب بنا اونکو
جبکہ دور ڈالا ہے اونکو اللہ نے اب بیان سے ظاہر ہے کہ جناب سید محمد خان صاحب نے
جو صفحہ ۱۸ اور صفحہ ۲۰ مین لکہا ہے کہ تفسیر نیشاپوری مین ابوموسی سے روایت ہے

قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا اما سمعت ہذہ الایۃ
لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم
اذ ابعدہم اللہ یہ حدیث کا کہین حدیث کی کتابون مین پتا نہین ہے اس قسم کی حدیثین لا نعبأ بہ مین
داخل ہین سراسر نہایت درجہ کی جرات اور بیباکی ہے کہ اپنی لاعلمی سے اس حدیث کو کہ مسند امام احمد مین
باسناد صحیح موجود ہے اور روایت ابن ابی حاتم سے بہی اوسکی شاہد اور علاوہ تفاسیر مانند تفسیر نیشاپوری
اور کشاف اور کبیر وغیرہ مین منقول ایسا بے تمیز بنایا اور حکم کردیا کہ اس حدیث کا کہین حدیث کی کتابون
مین پتا نہین ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ آل عمران مین لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من
دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منہم تقاۃ یعنی نہ بناوین مسلمان کافرونکو دوست مسلمانونکو
چہوڑکر اور جو کوئی یہ کام کرے نہین ہے اللہ کا کوئی مگر یہ کہ بچاؤ کرو تم بچاؤ تفسیر کشاف مین مرقوم ہے
نہوا ان یوالوا الکافرین لقرابۃ بینہم او صداقۃ قبل الاسلام او غیر ذلک من الاسباب التی یتصادق بہا [illegible]
وقد کرر ذلک فی القرآن ومن یتولہم منکم فانہ منہم لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء لا تجد قوما یومنون باللہ [illegible]

والمحبة فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم واصل من اصول الدین یعنی منع کیے گئے مسلمان اس سے کہ دوستی
رکھین کافرون سے بسبب قرابت کے کہ درمیان اونکے تھی یا دوستی کے کہ اسلام سے پہلے تھی یا بسبب
اور اسباب کے کہ سبب دوستی اور معاشرت کی ہوتی ہین اور مکرر لائی گئی ہے یہ نہی قرآن مین آیات ومن یتولہم منکم فانہ
منہم و لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء و لاتجد قوما یومنون باللہ الایہ مین اور محبت بسبب اللہ کے اور بغض بسبب
اللہ کے بڑا باب ہے اور اصل ہے اصول دین مین سے اور فرمایا اللہ صاحب نے بیچ سورہ آل عمران مین
یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم لایالونکم خبالا یعنی اے ایمان والو نہ ٹھیراؤ بھیدی یار اپنے غیر کو وہ نہین کمی
کرتے ہین وہ تمہاری خرابی مین معالم التنزیل مین ہر قوم سے قال ابن عباس کان رجال من المسلمین یواصلون
الیہود لما بینہم من القرابة والصداقة والحلف والرضاع فانزل اللہ تعالی ہذہ الایة فنہاہم عن مباطنتہم خوف الفتنة علیہم و
قال مجاہد نزلت فی قوم مومنین کانوا یصادقون المنافقین فنہاہم اللہ عن ذلک وقال یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا
بطانة من دونکم ای اولیاء واصفیاء من غیر اہل ملتکم فرمایا ابن عباس نے کہ تھے مرد مسلمان کہ ملاپ رکھتے تھے یہود
سے بسبب اس کے کہ تھی آپس مین اونکی قرابت اور دوستی اور ہم سوگندی اور ناتا دودھ کا تو اوتارے اللہ تعالی نے
یہ آیت پس منع فرمایا اللہ تعالی نے مسلمانون کو اونکے بھیدی یار بنانے سے بسبب ڈر فتنہ کے اون پر اور
مجاہد نے کہا اوتری ہے یہ آیت درباب ایک قوم مسلمان کے کہ تھے دوستی رکھتے منافقون سے سو منع فرمایا
اونکو اللہ صاحب نے اس سے اور فرمایا اے ایمان والو نہ بناؤ تم بھیدی یار اپنے غیر کو یعنی نہ بناؤ دوست اور
خالص یار اپنے غیر دین والے کو اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نسا مین یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء
من دون المومنین یعنی اے ایمان والو نہ بناؤ کافرون کو دوست مسلمانون کو چھوڑ کر تفسیر کبیر مین مسطور ہے
والسبب فیہ ان الانصار بالمدینة کان لہم فی بنی قریظة رضاع وحلف ومودة فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من نتولی فقال المہاجرین فنزلت ہذہ الآیة والوجہ الثانی ما قالہ القفال وہو ان ہذا نہی للمومنین عن موالاة المنافقین
یقول قد ثبت لکم اخلاق ہولاء المنافقین ودیانتہم فلا تتخذوہم اولیاء اور سبب اسمین یہ ہے کہ انصار مدینہ مین تھے
اونکے بنی قریظہ یہود مدینہ مین قرابت واری دودھ کی اور ہم سوگندی اور دوستی سو کہا انصار نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کسکو دوست بناوین ہم سو فرمایا آپ نے کہ دوست بناو مہاجرین کو تو اوتری یہ آیت اور وجہ
دوسرے اسکے سبب نزول مین وہ ہے جو کہے ہے قفال نے اور وہ یہ ہے کہ یہ منع کرنا ہے مسلمانون کو
موالاة اور دوستی منافقون سے کہ فرماتے ہین اللہ صاحب کہ ثابت ہو چکے تمکو اخلاق ان منافقون کے اور

دشمنی مذہب تو نہ پاؤ تم اُنکو ان سانپوں کو دوست اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو حلف کہ عرب میں ہو
الحلف کے واسطے یا اعانت انصار کی اسکے لیے آئی تھی جو حلیف یعنی رشتہ بھائی چارگی کی ترتیب کرتے تھے جب رسول سے
پوچھا کہ آیا ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا
الذین آمنوا کہ محبت کہ من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہے اور اسی آیت میں کہی ہے جو کلام پر اول کی آیت ابتدا
کی ہے کہ مسلمانوں ... الیہود والنصاریٰ اولیاء دوسرے حلیف کے معنی رشتہ بھائی کے غلط میں اسلیے کہ
حلیف کے معنی لغت میں ہم سوگند کے ہیں چنانچہ منتہی الارب میں مرقوم ہے حلیف کا ہم سوگند ہم
استیما عوف میں حلیف مذکر کے ہے عہد باندھنے والے کو کہتے ہیں زمانہ جاہلیت تھا اعرب یہ جو عادت بعض
سکے دیتے کہ ہر قبیلہ قبائل ... میں ہوا ہے حلیف کے کہتا جامع الاصول میں حلیف کی تفسیر یہ
ہے جو ... یحالف ... الحلیف التناصر یعنی حلیف وہ شخص کہ عہد باندھے واسطے مدد دینے اور عہد باندھ
ہو اور مدد کے لیے باہم مذکور کرنے پر اور مجمع البحار میں مرقوم ہے وفیہ لا حلف فی الاسلام اصل الحلف المعاقدة
والمعاہدة علی التعاضد والتساعد والاتفاق فما کان منہ فی الجاہلیة علی الفتن والقتال بین القبائل والغارات فذلک الذی نہی عنہ
بالحدیث وما کان منہ فی الجاہلیة علی نصر المظلوم وصلة الارحام کحلف المطیبین ونحوہ فذلک وایما حلف کان فی الجاہلیة لم یزدہ الاسلام
الا شدة یعنی اس حدیث میں ہے کہ نہیں ہے حلف اسلام میں اصل حلف کے عقد باندھنا اور عہد کرنا ہے قوت
دینے اور مدد کرنے پر سو جو ہے اس سے حلف جاہلیت میں فتن اور قتال پر درمیان قبیلوں کے اور غارتگری
پر قبیلوں سے منع کیا ہے اس حدیث میں اور جو تھے حلف جاہلیت میں مدد کرنے مظلوم اور احسان کرنے
ناتے داروں پر مانند حلف مطیبین کے اور مانند اسکے تو وارد ہوا ہے اسکے حق میں اور جو نسبت حلف کے
تھی جاہلیت میں سو نہیں زیادہ کیا ہے اسکو اسلام نے مگر قوت کو اور مطیبین نام ہے چند قبائل کا انتہیٰ ملخصاً
ونیز یہ کہ تیسری اس آیت میں منع ہے مطلق دوستی کرنا کافروں سے قید من حیث الدین کے
لفظ آیت سے اور شان نزول سے پائی نہیں جاتی ہے بلکہ ظاہر عموم ہے اسلیے کہ اس آیت میں
منع کیا ہے صحابہ کرام کو کہ مسلمان کامل تھے کافروں کی دوستی رکھنے سے اور اسلیے اس سے
وہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے تو اسکے کاملین کے طرف کافروں سے دوستی من حیث الدین
رکھنے کا گمان کیونکر ہو سکتا ہے ہر حال صاف ظاہر ہوا اسکا کہ جو محبت من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہے
کہ وہی جناب سید احمد خان صاحب کا ہے صریح البطلان ہے اور جناب سید احمد خان صاحب

نے جو صفحہ ۱۲ اور صفحہ ۷ مین لکہا ہے اور دوسرے روایت اس آیت کی شان نزول مین لکہا
ہے کہ یہ آیت منافقون سے موالات کرنے کے امتناع مین ہے یعنی بعضے مسلمان منافقونکو بہی اچہا
مسلمان سمجہتے تہے مسلمانون کے سے محبت اونکے ساتہہ رکہتے تہے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافق
سچے مسلمان نہین ہین اونکے ساتہہ سچے مسلمانون کی سی محبت نکرو انتہی سو بموجب دوسری روایت کی
یہ مطلب نہین ہے کہ سچے مسلمان مسلمانونکی سی اونکے ساتہہ محبت رکہتے تہے سو حکم ہوا کہ منافق
سچے مسلمان نہین ہین اونکے ساتہہ سچے مسلمانون کی سے محبت نکرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان منافقون کو
مسلمان سمجہکر اونسے دوستی رکہتے تہے تو حکم ہوا مسلمانون کو کہ جب منافقون کا حال معلوم ہوگیا کہ
مسلمان نہین ہین تو اونکے ساتہہ دوستی مت رکہو کہ دوستی رکہنا مسلمانون سے چاہیے نہ کافرون
سے اور ذیل اس آیت کے **تفسیر معالم التنزیل** مین مرقوم ہے نہی اللہ المومنین عن موالاۃ الکافرین
یعنی منع فرمایا ہے اللہ نے مسلمانون کو کافرون کی موالاۃ سے اور **تفسیر مظہری** مین مسطور
ہے فان موالاتہم اہلکت المنافقین وصیرہم الی النفاق فاحذروہم یعنی کافرونکو اسلیئے دوست مت پکڑو کہ
اونکی دوستی نے ہلاکت مین ڈالدیا ہے منافقون کو اور پہیردیا ہے اونکو طرف نفاق کے تو بچو تم اونکے
دوست پکڑنے سے اور **انوار التنزیل** مین مذکور ہے فانہ صنیع المنافقین ودیدنہم فلا تتشبہوا بہم یعنی دوست
نبناؤ کافرون کو اسلیئے کہ یہ طریقہ منافقونکا اور عادت اونکی ہے تو مشابہت نکرو تم ساتہہ منافقون کے اور
تفسیر کشاف مین ہے لا تتشبہوا بالمنافقین فی اتخاذہم الیہود وغیرہم من اعداء الاسلام اولیاء یعنی ای ایمان
والو نہ مشابہت کرو ساتہہ منافقون کے بیچ اونکے دوست بنانے مین یہود وغیرہم اعداء اسلام کو اور جناب
سید احمد خان صاحب نے حاصل مطلب اس عبارت **کشاف** کا جو صفحہ ۷ مین لکہا ہے
کہ منافقین ظاہر مین مسلمانون سے ملے ہوئے تہے اور باطن مین دلی محبت من حیث الدین کافرون
سے رکہتے تہے پس اسطرح کی محبت کافرون کے ساتہہ رکہنے مین ممانعت فرمائی انتہی سو
یہ حاصل اس عبارت **کشاف** کا نہین ہے بلکہ حاصل اسکا یہ ہے کہ کافرونسے محبت رکہنے مین مشابہت
ہے ساتہہ منافقون کے اسلیئے کہ یہ طریقہ اونکا ہے تو تم کافرون کی محبت رکہکر مشابہت منافقون کی نکرو
اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ ۷ اور صفحہ ۸ مین عبارت بنا کر لکہا ہے
وقد کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام الخ یعنی تہے یہ احکام یعنی منع موالاۃ کفار وغیرہ ابتدای اسلام مین ابتدا

احکام شرعیہ میں اور موالات کفار اب درست ہے سو ابطال عموم آیات بدون دلیل کے ہوائی نفس سے ہے
اور اہل اسلام اسکو الحاد اور زندقہ کہتے ہیں اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ مائدہ میں یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا
الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنی اے ایمان والو نہ بناؤ یہود و نصاری کو دوست بعضے
انمیں کے دوست ہیں بعض کے اور جو دوست بناوے انکو تم میں سے تو وہ انہیں میں سے ہے جیسا ہے تفسیر
کشاف میں ہے وہذا تغلیظ من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تتراءی نارا ہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسی فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تأمنوہم
اذ اخونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ یعنی ومن یتولہم منکم فانہ منہم درشتی کرنا ہے اللہ کی طرف سے اور سختی کرنا
واجب ہونے کنارہ کشی میں دین کے مخالف سے اور یکسو ہو جانے میں اس سے جیسی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دیکھنے جاویں آگ مسلمان اور کافر کی یعنی اسقدر دور رہیں اور اسی قسم سے ہے قول
حضرت عمر کا ابوموسی اشعری سے انکے کاتب نصرانی کے حق میں کہ نہ اکرام کرو تم کافروں کا جبکہ اہانت
کی ہے انکی اللہ نے اور نہ امین کرو تم انکو جبکہ خائن ٹھیرایا ہے انکو اللہ نے اور نہ پاس بٹھاؤ تم انکو
جبکہ دور کیا ہے انکو اللہ نے اور تفسیر الکشاف میں مرقوم ہے فی الفائق ان قوما من اہل مکۃ اسلموا
وکانوا مقیمین بہا قبل الفتح فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا بریء من کل مسلم مع مشرک قیل لم یا رسول اللہ
قال لا تتراءی نارا ہما ای یجب ان یتباعد بحیث اذا اوقدت ناران لم تلح احدہما للاخری یعنی فائق میں مذکور
ہے کہ ایک قوم اہل مکہ میں سے مسلمان ہوئے اور تھے وہ اقامت رکھنے والے مکہ میں قبل فتح
کے سو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بیزار ہوں اور الگ ہوں ہر مسلمان سے جو رہتا ہے
ساتھ مشرک کے سو کہا گیا کیوں یا رسول اللہ فرمایا آپ نے نہ دکھی جاتیں آگیں مسلمان اور مشرک کی یعنی
واجب ہے کہ باہم مسلمان اور مشرک دور رہیں اسطرح کہ جب سلگائی جاویں آگیں دونوں کی تو نہ ظاہر ہو ایک
آگ دوسری آگ کو اور تفسیر کبیر میں مذکور ہے قال ابن عباس یرید کانہم وہذا التغلیظ من اللہ وتشدید
فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین ونظیرہ قولہ ومن لم یطعمہ فانہ منی ثم قال ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین
وروی عن ابی موسی الاشعری انہ قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت
حنیفا اما سمعت قول اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال
لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذ ابعدہم اللہ قلت لا یتم امر البصرۃ الا بہ فقال مات النصرانی

السلام یعنی ہے اثبت قد مات فما تقدم بعده فما تعلمه بعد موته فاعلمه الان واشعر عنه لعمره یعنی کہا ابن عباس نے کہ
مراد منہم سے کافر ہو جانا مانند او نکے ہے اور یہ درشتی کرنا اللہ کی طرف سے اور سختی کرنا واجب ہونے
ساز وکشی ہے یعنی مخالف سے دین میں اور نظیر اسکا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو بنا طاعت کرنے
کافر کی تیغ دو مجھسے ہے پھر فرمایا اللہ صاحب نے کہ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ہے قوم ظالم کو اور روایت کیا گیا
ہے ابو موسی اشعری سے کہ اونہون نے روایت کیا ہے کہ کہا مین نے عمر بن الخطاب سے کہ میرے
پاس ایک کاتب نصرانی ہے سو فرمایا حضرت عمر نے کیا ہی تجکو لڑی قاتلک اللہ یعنی تعجب ہے تجھسے
کیون نہین لیا تونے کاتب موحد کو کیا نہین سنا تونے فرمانے اللہ تعالے کو کہ جسکا ترجمہ یہ ہے اے
ایمان والو نہ پکڑو تم یہود اور نصاری کو دوست کہا ابو موسی نے کہ کہا مین نے حضرت عمر سے کہ اوسکے
لیے اوسکا دین ہے اور میرے لیے اوسکی کتابت ہے تو کہا حضرت عمر نے کہ نہ اکرام کر تو کافر و نکا
جب کہ اہانت کی ہے اونکی اللہ نے اور نہ اعزاز کر تو اونکا جب کہ ذلیل کیا ہے اونکو اللہ نے اور نہ
پاس بٹھا اونکو جب کہ دور کیا ہے اونکو اللہ نے کہا ابو موسی نے نہین تمام ہوگا کام
بصرہ کا مگر ساتھ اوسکے تو کہا حضرت عمر نے کہ مر گیا نصرانی اور سلام ہے یعنی تسلیم کیا ہے کہ
مرد نصرانی مر گیا پھر کیا کروگے تم اسکے بعد سو جو کچھ کروگے تم اسکے بعد مرنے کے سو کرو تم
اوسکو اب اور دور کرو اوس سے ساتھ کام لینے کے اوسکے غیر سے اور فرمایا اللہ صاحب
نے سورہ توبہ مین یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن
یتولہم منکم فاولئک ہم الظالمون یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو تم اپنے باپون کو اور اپنے بھائیون کو دوست اگر دوست
رکہین وہ کفر کو ایمان پر اور جو دوست پکڑیگا اونکو تم مین سے سو وہی لوگ ظالم ہین
تفسیر کبیر مین مرقوم ہے اعلم ان المقصود من ذکر ہذہ الایۃ ان یکون جوابا عن شبہۃ اخری ذکروہا
فی ان البراءۃ من الکفار غیر ممکنۃ وذلک شبہتہم انہ قالوا ان الرجل المسلم قد یکون ابوہ کافرا والرجل الکافر
قد یکون ابنہ واخوہ مسلما وحصول المقاطعۃ التامۃ بین الرجل وابیہ وابنہ واخیہ کالمتعذر الممتنع واذا کان الامر
کذلک کانت تلک البراءۃ التی امر اللہ تعالی بہا کالشاق الممتنع فذکر اللہ تعالی ہذہ الایۃ لتزول ہذہ
الشبہۃ ونقل الواحدی عن ابن عباس ان اللہ تعالی لما امر المؤمنین بالہجرۃ قبل فتح مکۃ فمن لم یہاجر لم یقبل
اللہ ایمانہ حتی یجانب الاباء والاقرباء ان کانوا کفارا اقول ہذا مشکل لان الصحیح ان ہذہ السورۃ انما نزلت

لہذا بعد فتح مکہ فکیف یمکن حمل ہذہ الآیۃ علی ما ذکرہ والاقرب عندی ان تکون محمولۃ علی ما ذکرتہ وہو انہ تعالی لما امر
بالبراءۃ عن المشرکین وبالغ فی ایجابہ قالوا کیف تکون ہذہ المقاطعۃ للمحبۃ ثم قال ان استحبوا الکفر لیتالی استحب
بکذا یعنی احبہ کانہ طلب محبتہ ثم انہ بعد ان نہی عن مخالطتہم وکان لفظ النہی یحتمل ان یکون نہی تنزیہ او یکون
نہی تحریم ذکر ما یزیل الشبہۃ فقال ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظالمون قال ابن عباس یرید مشرکا مثلہم لانہ
رضی بشرکہم والرضا بالکفر کفر کما ان الرضا بالفسق فسق یعنی جانتو کہ مقصود اس آیت کے ذکر کرنے
سے یہ ہے کہ ہوجاوے جواب ایک اور شبہہ کا کہ ذکر کیا تہا مفسرین نے اوسکو یعنی کہ برارت کا ذکر
سے غیر ممکن ہے اور وہ شبہہ یہ تہا کہ کہا اونہون نے کہ مرد مسلمان کبہی ہوتا ہے باپ اوسکا غیر اور
مرد کا ذکر کبہی ہوتا ہے بیٹا اوسکا اور بہائی اوسکا مسلمان اور جاننا مقاطعہ تامہ اور پوری علاحدہ ہونے
کا مانند متعذر یمتنع کے ہے اور جب کہ ہے حال ایسا تو ہوگی یہ برارت کہ جسکا حکم فرمایا ہے اللہ
نے مانند متعذر ممتنع کے پس ذکر فرمایا اللہ تعالے نے اس آیت کو تاکہ دور ہوجاوے یہ شبہہ
اور نقل کیا ہے واحدی نے ابن عباس سے اسکی شان نزول مین کہ اللہ تعالے نے جب کہ حکم کیا
مسلمانونکو ساتہ ہجرت کے پہلے فتح مکہ کے سو جسنے کہ نہ ہجرت کی نہ قبول کیا اللہ نے اوسکے
ایمان کو یہان تک کہ کنارہ کش ہوجاوے وہ باپ اور اقربا سے اگر ہون کافر اور کہتا ہون مین کہ
یہ مشکل ہے اسلیے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ سورہ سوا اسکے نہین کہ اوتری ہے بعد فتح مکہ کے سو
کیونکر ممکن ہوگا حمل اس آیت کا اوسپر جو ذکر کیا ہے واحدی نے ابن عباس سے اور قریب تر طرف
صواب کے نزدیک میرے یہ ہے کہ ہو یہ آیت محمول اوسپر جو ذکر کیا ہے مین نے اور وہ یہ ہے
کہ جب کہ حکم کیا اللہ نے مسلمانون کو ساتہ برارت کے مشرکون سے اور مبالغہ فرمایا اللہ تعالے نے
اسکے واجب کرنے مین کہا مسلمانون نے کیونکر ہوگا یہ قطع کرنا محبت کا پہر فرمایا اللہ صاحب نے
ان استحبوا الکفر کہا جاتا ہے استحب کذا جبکہ دوست رکہے کسی چیز کو گویا کہ دوست رکہنے والا
طلب کرتا ہے اوسکی محبت کو پہر تحقیق اللہ تعالے نے بعد اسکے کہ نہی فرمائی مخالطت سے باپون
اور بہائیون کے اگر کافر ہون اور تہا لفظ نہی کا محتمل اسکا کہ ہو نہی تنزیہی اور اسکا کہ ہو نہی تحریمی ذکر
فرمایا اوسکو جو دور کرے اس شبہہ کو تو فرمایا ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظالمون اور جو دوست
رکہے اونکو تم مین سے تو وہ ظالم ہے بسبب رکہنے موالاۃ اور دوستی کے اوسکے غیر محل مین کہا

ابن عباس نے ارادہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے مشرک کو مانند اوسکے یعنی یہ بہی مشرک ہو جاتا ہے مانند مشرک کے
اسلیئے کہ راضی ہوا اوسکے شرک سے اور راضی ہونا ساتھ کفر کے کفر ہے جیسا کہ راضی ہونا ساتھ فسق کے
فسق ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ مجادلہ مین لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون
من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ ویدخلہم
جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون
نہ پائیگا تو کوئی لوگ کہ ایمان رکھتے ہون ساتھ اللہ کے اور ساتھ پچہلے دن کے کہ دوستی کرین ایسون سے
جو مخالف ہوے اللہ کے اور اوسکے رسول کے اگرچہ ہون وہ باپ اونکے یا بیٹے اونکے یا بہائی اونکے یا کنبے
والے اونکے یہی لوگ ہین کہ لکہدیا ہے اللہ نے اونکے دلون مین ایمان اور مدد کی ہے انکی اپنے
غیب کے فیض سے اور داخل کریگا انکو جنتون مین کہ بہتے ہونگی اونکے نیچے نہرین سدا رہنے والے
ہونگے اونمین راضی ہے اللہ اونسے اور راضی ہین یہ اللہ سے یہ جتہا ہین اللہ کا آگاہ ہو کہ جتہا اللہ کا وہی
مراد کو پہونچنے والے ہین تفسیر مدارک مین مرقوم ہے ای من الممتنع ان تجد قوما مؤمنین یوادون المشرکین
والمراد انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی الزجر عنہ ومجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاعتراز
عن مخالطتہم ومعاشرتہم یعنی ممتنع ہے کہ پاے تو ایسے لوگ مسلمان کہ دوستی کرتے ہون مشرکون سے
اور مراد یہ ہے کہ نہین لائق ہے کہ ہو مسلمانون سے دوستی کرنا مشرکون سے اور حق اسکا یہ ہے کہ ممتنع ہو اور
نہ پایا جائے کسی حال مین واسطے مبالغہ کے منع کرنے مین دوستی سے اور کنارہ کشی مین خدا کے دشمنون
سے اور دوری اختیار کرنے مین اونسے اور بچنے مین اونکے مخالطت اور اونکے معاشرت سے اور
ذیل اسی آیت کے بہی تفسیر مدارک مین سہل تستری سے منقول ہے کہ کہا سہل نے من صحح ایمانہ
واخلص توحیدہ فانہ لا یانس بمبتدع ولا یجالسہ ویظہر لہ من نفسہ العداوۃ یعنی جسنے صحیح کیا ہے اپنے ایمان
کو اور خالص کیا ہے اپنی توحید کو وہ نہین انس کرتا ہے ساتھ مبتدع کے اور نہین بیٹہتا ہے اوسکے پاس اور
اور ظاہر کرتا ہے اوس سے اپنی جانب سے عداوت اور تفسیر کشاف مین مسطور ہے والغرض منہ
ان لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب
فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہین لائق ہے
یہ کہ ہووے یہ امر اور حق اسکا یہ ہے کہ ممتنع ہو اور نہ پایا جاوے ساتھ کسی حال کے واسطے مبالغہ کے منع کرنے مین دوستی

تھا نہیں ہے اور جبر کے ہیں ایسے لوگوں سے اور صحبت کرنے میں ساتھ اشتراک ہے کچھ کاروں کو
دوست رکھے خدا کے دشمنوں سے اور دنیا میں انکی مخالطت اور معاشرت سے اور تفسیر کبیر
میں مرقوم ہے المعنی انہما لا یجتمع الایمان مع ودادۃ اعداء اللہ وذلک لان من احب احدا امتنع ان یحب مع ذلک عدوہ وہذا
علی وجہین احدہما انہما لا یجتمعان فی القلب فاذا حصل فی القلب وداد اعداء اللہ لم یحصل فیہ الایمان ویکون صاحبہ منافقا
والثانی انہما یجتمعان ولکنہ معصیۃ وکبیرۃ وعلی ہذا الوجہ لا یکون کافرا بسبب ہذا الوداد بل کان عاصیا فی اللہ یعنی
یہ ہیں کہ نہیں جمع ہوتا ہے ایمان ساتھ دوستی دشمنان خدا کے اور یہ اسلیے کہ جو دوست رکھتا ہے کسی کو نہیں
ہے یہ کہ دوست رکھے ساتھ اسکے اپنے دشمن کو اور یہ دو وجہوں پر ہے ایک ان دونوں وجہوں میں سے یہ ہے
کہ دوستی خدا کے دشمنوں کی اور ایمان نہیں جمع ہوتے ہیں دل میں سو جب حاصل ہو دوستی خدا کے
دشمنوں کی نہ حاصل ہوگا دل میں ایمان اور صاحب اوسکا یعنی دوستی رکھنے والا خدا کے دشمنوں سے منافق ہوگا
اور دوسری وجہ ان دو وجہوں میں سے یہ ہے کہ دوستی خدا کے دشمنوں کی اور ایمان دونوں جمع ہوتے ہیں
لیکن دوستی دشمنان خدا کی گناہ کبیرہ ہے اور بڑا گناہ دوستی رکھنے والے پر اگر دوستی رکھنے والا اس
صورت میں نہیں ہوتا ہے کافر بسبب اسی دوستی کے بلکہ ہوتا ہے عاصی اور نافرمان اللہ کا اور جناب
سید احمد خان صاحب نے بعد ذکر نصوص منع موالات کے جو صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ ان
سب آیات کے ثبت اور جو انکی مثل ہیں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموما ممنوع
شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالات من
حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے
بہت اچھا ہے دوست کہیں اور صرف دوستی اس قسم کے موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی اسلیے سو تقیید
اطلاق نصوص ہے بدون دلیل صالح للتقیید کے اور دوسرے حقوق ابن حقیق اور روادار ہمدردی و معاشرت میں اور
معاملات بیع و شرا اور لین دین کرنا اور اچھا خلق رکھنا اور صلہ رحم کرنا اور حقوق نفس سے درگذر کرنا اور
ایذا کا متحمل ہو جانا اور اسی قسم کے کہ جنکا برتاو کرنا کافر اور مسلم دونوں سے اہل اسلام کے دین میں
جائز اور محمود ہے داخل موالات نہیں ہے اور موالات میں داخل کرنا اوسکا مجاز ہے اسی سلیے کافروں
کے ساتھ موالاۃ کی اجازت اور خصت کہیں قرآن اور حدیث میں وارد نہیں ہے موالاۃ اونکے ساتھ مطلقا
دنیا کی راہ سے ہو یا دین کی راہ سے ممنوع ہے قرآن میں جابجا مسلمانوں کو کافروں کے موالات سے منع کیا

بسبب اسکے کہ وہ موالات کافروں سے کی ساتھ ... تھا اور پھر کوئی ... یہ بات یقینی ہے کہ سبب مسلمان کا فروں
کافروں کو بہت اچھا سمجھکر اونکو دوست رکھتے ہیں اگر ... کے دین کو بہت اچھا سمجھتے تو مسلمان ہونا اونکا کیونکر
متصور تھا اور خود نواب سید احمد خان صاحب نے ... عبارت تفسیر کبیر کا جو صفحہ ۹ میں نقل کی ہے
اوسمیں بھی اسکے خلاف ہے کہ اوسمیں موالات کو سیاسی اسی بات سے کہ کافر کا دین بہت اچھا سمجھکر اونکو دوست
رکھنے ممنوع کہا ہے چنانچہ اوس عبارت میں مرقوم ہے کہ والقسم الثالث وهو المتوسط بين القسمين الاولين هو ان الموالاة
بمعنى الركون اليهم والمعونة والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاد ان دينه باطل فهذا لا يوجب
الكفر الا انه منهي عنه لان الموالاة بهذا المعنى قد تجر الى استحسان طريقته والرضى بدينه وذلك يخرجه عن الاسلام فلا جرم هدد
الله تعالى فيه فقال ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء یعنی اور تیسری قسم اور وہ متوسط ہے درمیان اون دونوں
قسموں پہلے کے موالاۃ کافروں کی ہے بمعنی میل ہونے کے اونکی طرف اور مددگاری اور پشت پناہی اور یاری کرنی
اونکے خواہ بسبب ناتے داری کے ہو یا بسبب محبت کے ساتھ اس اعتقاد کے کہ دین اونکا باطل ہے اور یہ موالاۃ
نہیں سبب ہے کفر کے مگر منع کیا گیا ہے اس موالات سے بھی اس لیے کہ موالاۃ ساتھ اس معنے کے کبھی
کھینچ جاتی ہے طرف اچھا جاننے کافر کے طریقہ کے اور راضی ہونے کے اسکے دین سے اور استحسان کافر کے
طریقہ کا اور راضی ہونا اوسکے دین سے نکالدیتا ہے مسلمان کو اسلام سے پس ناچار تہدید فرمائی اللہ تعالی
نے اسمیں سو فرمایا کہ جو کرے یہ تو نہیں ہے وہ اللہ کا کوئی اور اس عبارت تفسیر کبیر میں قسم ثانی یعنی جو
معاشرت جمیلہ کا دنیا میں بحسب ظاہر کے کافروں کے ساتھ غیر ممنوع ہونا لکھا ہے تو اوس سے مراد معاشرت اچھی
ساتھ بیع و شرا اور اور قسم کے لین دین کرنے اور ادا کرنے حقوق اور وفاء عہود اور صلہ رحم اور حسن خلق کی نیت سے
اور اخلاص رکھنا اور برتنا اوسکے کرنا دیکھو اوسی تفسیر کبیر میں مرقوم ہے المودة المحظورة هي ارادة منافعهم
دنيا ودينا مع كونه كافرا یعنی دوستی ممنوع چاہنا ہے کافروں کے منافع کا دین میں یا دنیا میں باوجود اوسکے کافر ہونے
کے اور اسکے موافق تفسیر خازن میں ہے فالموادة المحظورة هي مناصحتهم وارادة الخير لهم دنيا ودينا مع
كفرهم یعنی دوستی ممنوعہ ساتھ کافروں کے خیر خواہی اونکی اور چاہنا بھلائی کا ہے اونکے لیے دین میں یا دنیا
میں باوجود اونکے کافر ہونے کے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ ممتحنہ میں یا ایها الذین امنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو تم میرے
دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست کہ پیغام بھیجو اونکی طرف ساتھ دوستی کے اوس حال میں کہ کافر ہو چکے ہیں وہ

ساتھ اوس سابق کے کہا یا ہے تمہارے پاس ساتھ حق اور صدق کے تفسیر کبیر میں ذیل اس آیت کے بسلسلہ
او بیان میں مرقوم ہے قال رسول اللہ صلعم المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لابی ذر یا اباذر ای عری الایمان اوثق قال اللہ ورسولہ اعلم قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے سو چاہیے کہ نظر کرے ایک
تمہارا اوسکو کہ دوستی کرے اوس سے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر سے کہ ای اباذر کونسا عقد
عقود ایمان میں سے مضبوط تر ہے عرض کیا ابوذر نے کہ اللہ اور رسول اوسکا دانا تر ہیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ استوار تر - عقود ایمان کا موالات ہے بسبب اللہ کے اور حب ہے بسبب اللہ کے
اور بغض ہے بسبب اللہ کے ابو الطیب شارح جامع ترمذی نے شرح میں فلینظر احدکم من یخالل
کے لکھا ہے ای انہ صالح او غیر صالح فان کان صالحا یخالطہ والا کان غیرہ یجتنب عنہ قال تعالی یا ایہا الذین
امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی دیکھے اوسکو کہ صالح ہے یا غیر صالح سو اگر جو صالح ہے تو دوستی کرے او
سے اور اگر ہو غیر صالح تو کنارہ کشی کرے اوس سے فرمایا اللہ تعالی نے ای ایمان والو ڈرو اللہ سے اور رہو
ساتھ سچے لوگوں کی اور فرمایا اللہ صاحب نے بیچ سورۃ ممتحنہ میں یا ایہا الذین امنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ
علیہم یعنی ای ایمان والو نہ دوستی کرو اون لوگوں سے کہ غصہ کیا ہے اللہ نے اون پر بیضاوی نے
اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی عامۃ الکفار او الیہود اذ روی انما نزلت فی بعض فقراء المسلمین کانوا
یواصلون الیہود لیصیبوا من ثمارہم یعنی مراد اوس قوم سے کہ جن پر غصہ کیا ہے اللہ نے سارے کفار ہیں
یا خاص یہود ہیں اسواسطے کہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں بعضے مسلمان فقیروں
کے کہ ساتھ یہود کے ملتے تھے اسلیے کہ پاویں اونکے پھل اور ہووے ہیر موالات من حیث الدین کے
خاص معنی ہیں قرار دینا کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھکر اوسکو دوست
رکھیں جیسا کہ جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۹۰ میں عرض کیا ہے یہی محل بحث ہے
اسلیے کہ کسی دین والے کے کسی خصلت کو اپنے دین والوں کے خصلت پر ترجیح دینا اور اوسکو پسند کرنا
اور اپنے دین والوں کے خصلت کو مکروہ رکھنا بھی موالات من حیث الدین ہی ہے پس چھوڑی اور کانٹے
سے میز پر بیٹھکر کھانا کہ طریقہ نصاری کا ہے اور دسترخوان پر بیٹھکر ہاتھ سے کھانا طریقہ اہل اسلام کا
تو طریقہ نصاری کو پسند کرنا اور طریقہ اہل اسلام کو مکروہ جاننا بھی ایک قسم موالات من حیث الدین کا ہے

اور جیسے کہ بموجب ارشاد جناب سید احمد خان صاحب کے موالاۃ اور محبت من حیث الدین کے یہ معنی
ہیں کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھکر دوست رکھنا اور موافق اوسکے برتاؤ
اور بغض من حیث الدین کے یہ معنی ہونگے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت برا سمجھکر دشمن
رکھنا اور جیسے موالاۃ من حیث الدین کافرونکے ساتھ واجب ہے ویسے ہی عداوت اور بغض من حیث الدین کفار
سے واجب ہے کہ دونون ایک مرتبہ مین ہین جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اسی حدیث سے کہ افضل الاعمال الحب فی اللہ
والبغض فی اللہ کہ جو سنن ابی داؤد مین ہے یہی ظاہر ہے تو جو انکو دشمن جانتا ہو اور کہتا ہو دوست اون کو
کیونکر کہہ سکتا ہے اور جان سکتا ہے اور موالاۃ ساتھ غیر دین والون کے اور قاتل سے قصاص لینا اور چور کو سزا
دینا حدود و تعزیرات جاری کرنا باغی اور رہزن سے متعرض ہونا اور اس قسم کے لوگونکا [illegible] اور زانی سے
دوستی اور مواخات ترک کرنا کسی مذہب اور ملت مین مقتضای رحمت اور شفقت نہین ہے ہان مظلومون کی
دادرسی کرنا بھوکونکو کھانا کھلانا ناحق کسی کے جان و مال سے تعرض نکرنا کسیکو ایذا نہ پہونچانا قصور لوگونکے
درگذر کرنا بدی کے عوض نیکی کرنا عہد کا وفا کرنا حق والونکے حقوق ادا کرنا دغا اور مکر نکرنا کسی کو فریب نہ دینا
شیرین کلامی سے بات کرنا ناتے دارون کے ساتھ احسان کرنا ماں باپ کی خدمتگذاری مین رہنا مقتضای رحمت
اور شفقت محمدیہ ہے سو دین محمدی مین بہت بڑی اسکی تاکید ہے اور کافر اور مسلمان سب اسمین برابر ہین
اور حدود اور قصاص اور تعزیرات اور قتال اور منع موالات ساتھ کفار کے جو دین محمدی مین ہے بنا اسکی بھی
رحمت اور شفقت عامہ پر ہے جیسا کہ بجای خود اسکے اسرار مین مذکور ہے اور مقتضای رحمت اور شفقت سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو لڑائیون مین بہت تاکید اسکی فرمائی ہے کہ ناتوان بڈہون اور چھوٹے
بچون اور عورتون کو ہرگز ہرگز لڑائی مین نہ مارین چنانچہ ابوداؤد نے اپنے سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امرأۃ یعنی نہ مارو شیخ
فانی کو اور نہ چھوٹے لڑکے کو اور نہ عورت کو اسی واسطے تمام مسلمانون کو کہ جنہون نے کفار ہنود کے مشارکت
سے ایام غدر مین غدر کیا اور بدون وجود شروط قتال کے لڑے اور آپکو اور اور لوگون کو ہلاکت مین ڈالا
اور بڈہے ناتوانون اور چھوٹے بچون اور عورتون کے مار ڈالنے سے کچھ خوف خدا نکیا اور لوٹ اور غصب
اموال کو اپنا پیشہ ٹھیرایا اور شروط امن و امان کا کہ وقت ابتدای نصاری سے سب مسلمان [illegible] کے اس حکم مین [illegible]
کچھ لحاظ نکیا ہے مسلمان ثابت رکہا سکتے ہین لہذا اوس وقت مین جس جس بدکار مسلمان کا قابو پہونچا اوسنے نصاری کو

اون تمام تبت اندیشون سکے ظلم سے بچایا اور پناہ دی اور اپنے عہد کو اونکے ساتھ وفا کیا اور کسی طرح کی بدسلوکی
ساتھ دشمنون کی اور یہ پہلا مسلمان اون نام کے مسلمانون کو کہ جنہون نے مکر و حیلہ ایسا کیا اور اپنے بھائیون کو
قتال کی اشتعالک دی اور او نصرانی نصارے جسے سلے تب بہی مانند اونکے بھائیون کے شفقت بین دین
اسلام مین کرا اور دعا سیلن سے صاف صاف رہنا چاہیے اگر او سوقت مین انصاری کے ساتھ دغا سے
عہد کرنے پر اور اونکے امن دینے پر نام کے مسلمانون نے طعنہ زنی کی تو کچہ ایمان دار لوگون کو اسکے
پرنا منین ہے اسکے طعنہ کے ڈر سے آخرت کا وبال اپنے سر پر لینا کب مقتضائے ایمان ہے بالجملہ حسن
خلق ساتھ مسلمان اور کافر دونون کے محمود ہے اور مراہن دین مین دنیا اور آخرت مین نا مسعود ہے حسن خلق
حقوق نفس سے درگذر کرنا اور عیب پوشی اور احسان بدست و زبان سے ہے اور مداہنت عبارت ہے مسامحت سی
الہامی حقوق دین مین باوجود اقتدار کے بسبب استحیات کے یا قلت مبالاۃ کے دین کی ناموس کی رعایت نکرنے کسی نا
سے کے مثلا اہل کفر کے کفر کو اور اہل معاصی کے معصیت کو اور اہل بدعت کے بدعت کو دیکہنا اور اونکو اوس
سے منع نکرنا یا در صورت عدم اقتدار منع کے اوسے کراہت نکرنا بلکہ بعوض اوسکے اونکی چاپلوسی
اور خاطر داری بلا ضرورت اختیار کرنا اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ اونکا ہو جانا داخل مداہنت ہے شاہ عبدالعزیز دہلوی
تفسیر فتح العزیز مین بذیل آیہ کریمہ ودو لو تدہن فیدہنون ۔ لکہتے ہین بہر حال موافقت با منکرین لو انکار
باشد بہ طبیعت تامہ کہ طبیعہ خلل می اندازد و در استحکام امر غیر ممنون قدح میکند چنانچہ در حدیث شریف وارد است
لم ذاقیت الفاجر فالقہ بوجہ خشن .. در حقائق التنزیل مذکور است کہ سہل بن عبداللہ تستری میفرمودند
کہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یؤاکلہ ولا یشاربہ ولا یظہر من نفسہ العداوۃ و
من داہن مبتدعا سلبہ اللہ تعالے حلاوۃ الایمان ومن تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبہ یعنی ہر
کہ صحیح الایمان باشد باید کہ با مبتدعان انس نگیرد و ہم مجلس و ہم کاسہ و ہم نوالہ نشود و ہر کہ با مبتدعان دوستی پیدا کند
نور ایمان و حلاوت آن از وی برگیرند ہست اور جناب سید احمد خان صاحب نے جلد ششم ۹۲
مین عبارت عربی مین نسبت اولیائے امت کے لکہا ہے کہ وہ مجالات اور مودت ساتہ منکرین اور
مابین اقتنام کے رکہتے تھے سو محض افترا ہے اور آیت کریمہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ
القلب لانفضوا من حولک سے محمود ہونا حسن خلقی اور لینت اور نرمی کا اور قبیح ہونا خشونت اور بد خلقی کا
معلوم ہوتا ہے نہ درست ہونا موالاۃ اور مودت کا کفار سے بیرون اس آیت مین بیان آن حضرت کے لینت

علم حقوق کی نسبت مسلمانوں کی وجہ بسبب کفار کی گرانی سے تشریح صحیح البخاری میں لکھا ہے بہا بنت المسلمین
ذو غلب فی الکفار لقوله واغلظ علیهم سے حق میں مسلمانوں کے سبب اوغلظ کیا گیا ہے جو ہیں کفار سے کے اور سختی کر
اونپر تفسیر کشاف میں ذیل واغلظ علیهم کے مرقوم ہے وکل من وقفت منه علی فساد فی العقیدة
فهذا الحکم ثابت فیه تجاهد بالحجة وتستعمل معه الغلظة ما امکن منها عن ابن مسعود وان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فلیکفهر
فی وجهه فان لم یستطع فبقلبه یرید الکراهة والبغضاء والتبرم منه اور کل وہ شخص کہ واقف ہو تو اوس سے فساد عقیدہ
میں تو یہ حکم ثابت ہے اوسکے حق میں مقابلہ کرے تو اوس سے ساتھ حجت اور دلیل کے اور کام میں لاوے
تو اوسکے ساتھ درشتی کو جسقدر کہ ممکن ہو روایت ہے ابن مسعود سے اور اگر نہ طاقت رکھنے بات سے تو کروہ
رکھے بند لقمہ اپنے ہاتھ سے کے اور اگر نہ طاقت رکھے ساتھ زبان کے تو ترشی ظاہر کرے اپنے چہرہ میں سو اگر
نہ استطاعت رکھے جو ترشی ظاہر کرنی کے چہرہ میں تو مکروہ رکھے ساتھ دل کے مراد کراہت اور بغض اور الگ
ہو جانا ہے اوس سے دیکھو معترض صحابہ کرام میں وارد ہے محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار
رحماء بینهم یعنی محمد رسول الله کے ہیں اور وہ جو ساتھ ہیں اوسکے سخت ہیں کافروں پر مہربان ہیں آپسمیں اور ایک
آیت میں ارشاد ہے فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین سو قریب ہے
کہ لائیگا الله اون لوگونکو کہ دوست رکھیں گے مسلمانونکو اور دوست رکھیں گے مسلمان اونکو نرم دل اور
مہربان ہونگے مسلمانوں پر سخت اور درشت ہونگے وہ کافروں پر اور ایک اور آیت میں ارشاد ہے مسلمانوں
کو ولا تهنوا فی ابتغاء القوم اور سست نہ ہو جاؤ بلکہ سخت بنے رہو قوم کفار کے ڈھونڈنے میں اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اون عورتوں سے جو
کافر اہل کتاب ہیں نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہیں اور ہم اپنے مذہب پر
اسمیں سو نکاح میں ساتھ کتابیہ کے بہت اختلاف ہے بعضونکے نزدیک نکاح ساتھ کتابیہ کے مطلقا حرام
ہو یا لونڈی ذمیہ ہو یا حربیہ ہرگز جائز نہیں ہے چنانچہ یہی مذہب ہے عبد الله بن عمر کا اور بعضوں کے نزدیک اگر حرہ
ہو تو درست ہے اور لونڈی ہو تو درست نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے امام مالک وامام شافعی کا اور بعضوں کے نزدیک
ذمیہ ہو تو درست ہے اور حربیہ ہو تو درست نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے ابن عباس کا اور بعضونکے نزدیک مطلقا جائز ہے
لیکن ساتھ کراہت کے چنانچہ یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا پھر جو لوگ کہ قائل ہیں جواز نکاح کے ساتھ کتابیہ کے
اونمیں اختلاف ہے بہت فقہا قائل اسکے ہیں کہ نکاح اوس کتابیہ سے حلال ہے جسکا دین تورات وانجیل

انجیل قبل نزول قرآن کے تہا اور دیکھا بین موافق توریت یا انجیل کے بعد نزول قرآن کے وا ایسا ہی دیکھ ساتہ
توریت نہین سب ادیشر (خاص) ہے سے ہین کر کہ انکی قید نہین ہے مطلق کتابیہ سے نکاح جائز ہے تفسیر کبیر
مرقوم ہے المسئلة الثالثة ذهب اکثر الفقهاء انه یحل التزوج بالذمیة من الیهود والنصاری ویشکو الیه بعید الاولی
وکان ابن عمر لا یری ذلک ویحتج بقوله تعالی ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ویقول لا اعلم شرکا اعظم من قولها ان ربها عیسی
ومن قال بهذا القول اجابوا عن التمسک بقوله تعالی والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب بوجوه الاول ان المراد
اسلموا منهم فانه کان یحصل ان یخطر ببال بعضهم ان الیهودیة اذا آمنت فهل یجوز للمسلم التزوج بها ام لا فبین تعالی بهذه الآیة
جواز ذلک والثانی روی عن عطاء انه قال انما رخص الله تعالی التزوج بالکتابیة فی ذلک الوقت لانه کان فی المسلمات
قلة واما الآن ففیهن الکثرة العظیمة فزالت الحاجة فلا جرم زالت الرخصة والثالث الآیات الدالة علی وجوب المباعدة
عن الکفار کقوله تعالی لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وقوله تعالی لا تتخذوا بطانة من دونکم ولان عند حصول الزوجیة ربما
قویت المحبة ویصیر ذلک سببا لمیل الزوج الی دینها وعند حدوث الولد فربما مال الولد الی دینها وکل ذلک القاء للنفس
فی الضرر من غیر حاجة الرابع قوله تعالی فی خاتمة هذه الآیة ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الآخرة من الخاسرین وهذا من
اعظم المنفرات عن التزوج بالکافرة فلو کان المراد بقوله تعالی والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اباحة التزوج بهن
لکان ذکر هذه الآیة عقیبها کالتناقض وهو غیر جائز یعنی مسئلہ اولی شامل آیۂ کریمہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
مین یہ ہے کہ گئے ہین اکثر فقہا اسطرف کہ حلال ہے نکاح کرنا ساتہ ذمیہ کے یہودیون سے ہو یا نصاری مین
سے اور تمسک کیا ہے انکے حلال ہونے مین ساتہ اس آیت کے اور تہی عبد اللہ بن عمر کہ نہین اعتقاد رکہتے تہے
انکے حلال ہونیکا اور حجت پکڑتے تہے ساتہ قول اللہ تعالے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن کے یعنی اور نکاح
نکرو مشرک عورتون سے جب تک کہ ایمان لاوین اور فرماتے تہے ابن عمر کہ نہین جانتا ہون مین کسی شرک کو بڑا
اس قول کا بیہ سے کہ رب اوسکا عیسی ہے اور جو لوگ کہ قائل ہوے ہین ساتہ قول ابن عمر کے جواب دیتے ہین
تمسک سے ساتہ قول اللہ تعالی والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب کے ساتہ چند وجہونکے پہلی وجہ یہ ہے
کہ مراد الذین اوتوا الکتاب من قبلکم سے وہ اہل کتاب ہین کہ ایمان لائے ہین سو تحقیق شان یہ ہے کہ محتمل تہا کہ
گذر کرتے دلہین بعض آدمیون کے کہ یہودیہ جبکہ ایمان لائے تو آیا جائز ہے مسلمان کو نکاح کرنا ساتہ اوسکے
یا نہین سو بیان فرمایا اللہ تعالے نے ساتہ اس آیت کے جائز ہونا اوسکے نکاح کا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ
روایت کیا گیا ہے عطا سے کہ کہا عطا نے کہ سوا اسکے کہ رخصت نہین دی تہی اللہ تعالی نے نکاح کرنے

ہاتھ اونکے ہیں اور وقت میں دوستی کرتے ہیں تو مومنین کی اوس سے پرہیز کرو یہ سب مسلمان عورتوں سے کثرت سے ہو
تو جواب یہ ہے کہ حاجت ہونا یہ ہے کہ جانیں یہی خدمت اور تسیری وجہ آیت میں دلالت کرتا ہے الدین یا ایہا الذین
پر کافر ہیں جیسا کہ قول اللہ تعالی لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اور قول اللہ تعالی لا تتخذوا بطانۃ من دونکم
اور یہ کہ وقت حاصل ہو جاتی ہے زوجیت کے سبب الفت قوی ہو جاتی ہے محبت اور مہربانی سبب ہے میلان کی
سے محبت دینی زوج ہے اور وقت پیدا ہونے لڑکے کے سبب الفت کامل ہو جاتا ہے لڑکا طرف اوسکے
دین کے اور سبب یہ کہ نفس کا ہے ضرر میں دین حاجت کے چوتھی وجہ قول اللہ تعالی کا ما تمام آیت میں
ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین ہے یعنی اور جو منکر ہوا ساتھ ایمان کے تو ضائع ہوا
عمل اوسکا اور وہ آخرت میں نقصان والوں سے ہے اور یہ قول اللہ صاحب کا بہت بڑے نفرت دلانے
والا ہے نکاح زن کتابیہ کے تو اگر ہوتی مراد قول اللہ تعالی والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
سے اباحت نکاح کرنے زن کے ساتھ کتابیہ کے تو ہوتا ذکر اس آیت کا پیچھے اس قول کے مانند مناقض کے
اور مناقض غیر جائز ہے اور یہی تفسیر کبیر میں مسئلہ ثالثہ میں مرقوم ہے قال سعید بن المسیب والحسن المحصنات
من الذین اوتوا الکتاب تدخل فیہا الذمیات والحربیات فیجوز التزوج بکلہن واکثر الفقہاء علی ان ذالک مخصوص بالذمیۃ فقط
وہذا قول ابن عباس یعنی کہا سعید بن المسیب اور حسن بصری نے اور المحصنات من الذین اوتوا الکتاب میں داخل ہیں
ذمیات اور حربیات دونوں سو جائز ہے نکاح کرنا ساتھ ہر ایک کے انمیں سے اور اکثر فقہا اسپر ہیں کہ یہ مخصوص
ہے ساتھ فقط ذمیہ کے اور یہ قول ابن عباس کا ہے اور مسئلہ خامسہ میں مسطور ہے قال الکثیر من الفقہاء
انما یحل نکاح الکتابیۃ التی دانت بالتوریۃ والانجیل قبل نزول القرآن والدلیل علیہ قولہ تعالی والمحصنات من الذین
اوتوا الکتاب من قبلکم فقولہ من قبلکم یدل علی ان من دان بالکتاب بعد نزول الفرقان خرج عن حکم اہل الکتاب یعنی
کہا بہت فقہا نے سوا اسکے نہیں کہ حلال ہے نکاح اوس کتابیہ کا کہ فرمانبردار ہوئے ساتھ توریت اور انجیل کے
پہلے قرآن کے اوترنے سے اور دلیل اسپر قول اللہ تعالی کا ہے والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
سو قول اللہ تعالی کا من قبلکم دلالت کرتا ہے اسپر کہ جو فرمان بردار ہوا ہے ساتھ کتاب کے بعد اوترنے
فرقان کے وہ خارج ہے حکم اہل کتاب سے اور یہی تفسیر میں ذیل من فتیاتکم المومنات مرقوم ہے
المسئلۃ الثالثۃ قولہ من فتیاتکم المومنات یدل علی تقیید نکاح الاماء بان کانت مومنۃ فلا یجوز التزوج بالامۃ الکتابیۃ
سواء کان المتزوج حرا او عبدا وہذا قول مجاہد وسعید وحسن وہو قول الشافعی ومالک رحمہم اللہ وقال ابو حنیفۃ یجوز تزوج

الامۃ الکتابیۃ یعنی مسئلہ تیسرا یہ ہے کہ قول اللہ تعالے کا من فتیاتکم المؤمنات دلالت کرتا ہے لتقیید نکاح لونڈی
پر ساتھ مومنہ ہونے اوسکے کے نہین جائز ہے نکاح کرنا لونڈی کتابیہ سے برابر ہے کہ نکاح کرنیوالا حر ہووے یا
یہ قول مجاہد اور سعید بن المسیب اور حسن بصری اور شافعی اور مالک رحمہم اللہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ جائز ہے
نکاح کرنا لونڈی کتابیہ سے اور **تفسیر مظہری** مین مسطور ہے لکنہ یکرہ نکاح الکتابیۃ مطلقا اجماعا لان
النکاح مصاحبۃ الکافرۃ وموالاتہا وتعریض الولد علی التخلق باخلاق الکفار لاجل مصاحبۃ الام وموالاتہا لیکن مکروہ ہے
نکاح کرنا کتابیہ سے مطلقاً عورت لونڈی ہو یا حرہ اجماعاً بسبب اسکے کہ نکاح مستلزم ہے ہمصحبتی کافرہ اور
اوسکی موالات کو اور پیش کرنے ولد کو خوگر ہونے پر ساتھ اخلاق کافرون کے بسبب مصاحبت اور موانست ماں کے
اور **رد المحتار حاشیہ در مختار** مین مرقوم ہے کہ ان اطلاقہم الکراہۃ فی الحربیۃ یفید انہا تحریمیۃ یعنی مطلق
چھوڑنا فقہا کا کراہت کو کتابیہ حربیہ مین مفید اسکا ہے کہ یہ کراہت تحریمیہ ہے اور ترمذی نے **مفید العلوم**
مین لکھا ہے قال مالک یکرہ نکاحہن یعنی کہا مالک نے کہ مکروہ ہے نکاح کتابیات کا اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو **صفحہ ۶۳** مین لکھا ہے کہ خود خدا تعالے نے مسلمانون مین اور اہل کتاب مین بالتخصیص نصاریٰ کے
ساتھ دوستی ہونا بتایا انتہی سو اول خدا تعالے نے آیت کریمہ لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین
اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ مین یہود اور مشرکوں کو مسلمانون کی عداوت مین سخت
اور نصاریٰ کو مسلمانون کی دوستی مین قریب تر بتایا ہے نہ مسلمانون کو اونکی دوستی کرنے کے لیے فرمایا ہے
دوسرے اہل تفسیر کا اسپر اتفاق نہین ہے کہ اس آیت مین نصاریٰ سے کل نصاریٰ مراد ہین **تفسیر معالم التنزیل**
مین مذکور ہے لم یرد بہ جمیع النصاریٰ لانہم فی عداوتہم المسلمین کالیہود فی قتلہم المسلمین واسرہم وتخریب بلادہم وہدم
مساجدہم واحراق مصاحفہم فلا کرامۃ لہم بل الآیۃ فیمن اسلم منہم مثل النجاشی واصحابہ یعنی نہین مراد لیے ہیں اللہ تعالیٰ
نے اس آیت مین نصاریٰ سے ساری نصاریٰ اسلیے کہ نصاریٰ دشمنی رکھنے مین مسلمانون کے ساتھ مانند
یہود کے ہین مار ڈالنے مین مسلمانون کے اور اونکے اسیر کرنے اور اونکے شہرونکے خراب کرنے اور اونکے
مسجدون کے ڈھانے اور اونکے قرآنونکے جلانے مین پس نہین ہے بزرگی اونکے لیے بلکہ یہ آیت نازل
ہوئی ہے اونکے حق مین جو اسلام لائے تھے نصاریٰ مین سے مانند نجاشی بادشاہ حبشہ اور اوسکے ساتھ
والونکے اور **تفسیر کبیر** مین مسطور ہے قال ابن عباس وسعید بن جبیر وعطاء والسدی المراد بہ النجاشی وقومہ
الذین قدموا من الحبشۃ علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وآمنوا بہ ولم یرد جمیع النصاریٰ مع ظہور عداوتہم یعنی کہا ابن

ابن عباس اور سعید بن جبیر اور عطا اور سدی سے کہ مراد اس آیت میں نصاریٰ سے نجاشی اور اوسکے لوگ ہیں جو آئے
تھے حبشہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان لائے تھے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہیں
مراد اوسکے سے کہتے ہیں سارے نصاریٰ باوجود ظاہر ہونے اونکے عداوت کے اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۱۴۴ میں لکھا ہے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے ایک رسالہ میں جو تحفہ اثنا عشریہ
کے لکھنے کے بعد مسئلہ تفضیل میں لکھا ہے اوسکے مقدمہ چہارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی آنست
کہ مبنی باشد بر محبت للہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل و آنچنین در غیر اہل فضل ہرگز در شرع وارد نشدہ انتہی
پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو انتہی سو اول اس قول شاہ
عبد العزیز قدس سرہ العزیز سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جو تعظیم مبنی محبت للہ و فی اللہ و ولایت و دوستی
از دل پر ہو وہ تعظیم شرعی ہے نہ یہ عدم جواز اسی تعظیم کا واسطے غیر اہل دین کے اور جائز ہونا اور قسم کی تعظیم کا واسطے
غیر اہل دین کے دوسرے یہ مراد تعظیم شرعی سے اس قول میں تعظیم مشروع اور مامور بہ واسطے اہل فضل کے ہے نہ
وہ کہ جسپر شرع میں اطلاق تعظیم کا آتا ہے تو اس قول سے صرف اسقدر معلوم ہوگا کہ جو تعظیم محبت للہ و فی اللہ
اور ولایت اور دوستی از دل پر مبنی ہو وہ اوس تعظیم سے نہیں ہے کہ جسکا امر ہے واسطے اہل فضل کے لیکن جائز نہ ہونا
اسکا واسطے غیر اہل دین کی اور ناجائز ہونا اوسی تعظیم کا کہ جسکا امر واسطے اہل فضل کی ہے غیر اہل دین کی لیے اس قول سے نہیں نکلتا ہے
بالجملہ اگر قیاس محبت اور مودت کا تعظیم پر صحیح ہو جب بھی اس قول سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے
جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو انتہی اور چونکہ سید احمد خان صاحب اس مقام میں مولانا شاہ عبد العزیز کے قول سے
سند لائے تھے لہذا ہم بھی عبارت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی فتوی کی جو بادم اساس حصر موالات غیر مشروع
موالات من حیث الدین میں سے ہے نقل کرتے ہیں تاکہ اون پر حجت ہو وہ عبارت یہ ہے در باب موالات کفار
آنچہ فقہا نوشتہ اند طول طویلے و تفصیلے میخواہد در شرح عین العلوم و احیاء العلوم مطالعہ فرمودہ باشند حاصلش
آنکہ موالاۃ بمعنی دوستی اگر من جہۃ الدین بانہا متحقق شود بالاجماع کفر است و باعتبار دنیا اگر اختیاری این شخص است
پس حرام است یعنی ان تعاطی اسبابہا حرام والا فالمحبۃ امر لا یدخل تحت الاختیار و اگر طبعی محض است مثل محبت ابن
کافر و زوجہ کافرہ پس حرام نیست مگر آنکہ در تقلیل آن حتی الامکان باید کوشید و در تطبیق آیات و احادیث واردہ
در این باب بہ این تفصیل مذکور چندان تکلفی نیست مثل قولہ تعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون
من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا اباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان و ایدہم بروح منہ

ونعلم جنات تجری من تحتها الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون

ومثل قولہ تعالی لا تجدوا امومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومثل قولہ تعالی ومن یتولہم منکم فانہ منہم الی غیر ذلک

تو اما محبت و موالاۃ بمعنی معاونت و مناصرت پس نہی است بر معنی مقرر و معاون الاعانۃ علی الکفر والمعصیۃ معصیۃ اتفاقاً

بقولہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان انتہی اور جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۴۶ اور صفحہ ۴۷

مین لکھا ہے کہ پہلی آیت منافقین کے حق مین اور خصوصاً عبد اللہ بن مالک بن ابی سلول کے معاملہ مین وارد ہوئی

جو ظاہر مین ایمان لایا تھا اور در حقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیون کے ساتھ رکھتا تھا انتہی سو مراد

اس سے یہ ہے کہ یہ آیت منافقون کے حق مین وارد ہی کیا ہے یا اس آیت مین اہل کتاب کے موالات سے مطلقاً

منع کیا ہے مسلمانونکو یا سبب اسکی نزول کا دوستی رکھنا منافقونکا ساتھ اہل کتاب کے ہے اگر مراد شق اول ہے

تو صریح البطلان ہے کہ اس آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء مین مخاطب مسلمان ہین

نہ منافق اور اگر مراد شق ثانی ہے تو کچھ ضرر نہین ہے کہ جس قسم کے موالات اور مودت منافقین اہل کتاب سے

رکھتے ہون اوسی قسم کے موالات اور مودت سے نہی ہو نظر بطرف لفظ نہی کے جاہئے اگر اوسمین اطلاق ہے

تو تقیید اوس اطلاق کی بدون دلیل تقیید کے نصاً یا دلالۃً نہین ہو سکتی ہے اسلئے کہ خصوص سبب اور مورد

کا قادح عموم لفظ نہین ہے بسا اوقات سبب خاص موجب صدور حکم عام ہوتا ہے علاوہ برین محبت مسلمانونکو

ساتھ اہل کتاب کے بدین اندیشہ کہ یہی شاید غالب ہو جاوین تو در صورت ترک محبت نصرت اور اعانت

ہماری جو دنیا کے کام مین کرتے ہین پھر کیون کرین گے من حیث الدین نہی بلکہ دنیا سے

کی لئی تھی تفسیر معالم التنزیل مین مذکور ہے اختلفوا فی نزول ہذہ الایۃ وان کان حکمہا عاماً لجمیع المومنین

فقال قوم نزلت فی عبادۃ بن الصامت وعبد اللہ بن ابی سلول وذلک انہما اختصما فقال عبادۃ ان لی اولیاء من الیہود کثیر عددہم

شدید شوکتہم وانی ابرأ الی اللہ ورسولہ من ولایتہم ولا مولی لی الا اللہ ورسولہ فقال عبد اللہ لکنی لا ابرأ من

ولایۃ الیہود لانی اخاف الدوائر ولا بد لی منہم یعنی مختلف ہین مفسرین اس آیت کی شان نزول مین اگرچہ حکم

اسکا عام ہے سارے مسلمانون کے لیے سو کہا ایک قوم نے کہ نازل ہوئی ہی یہ آیت حق مین عبادہ بن

الصامت اور عبد اللہ بن سلول منافق کے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جھگڑی عبادہ اور عبد اللہ دونون سو کہا عبادہ

نے کہ میری دوست ہین یہود مین سے کہ بہت ہی شمار اونکا اور قوی ہے شوکت اونکی اور مین الگ ہون

طرف اللہ اور محمد اسکے رسول کے اونکی دوستی سے اور نہین ہے دوست میرا مگر اللہ اور اسکا رسول پھر کہا

عبداللہ نے لیکن مین نہین الگ ہوتا ہون یہود کی دوستی سے اسلیئے کہ مین ڈرتا ہون گردشون سے اور بسبب
ضرورت مجکو اونکی دوستی ہے اور موید ہمارے قول کی ہے وہ عبارت جو جناب سید احمد خان صاحب
نے نقل عبارت معالم مین کہ بعد قولہ فی معاشرتھم و موالاتھم کے تہی چہوڑ دی تہی اور وہ یہ ہے یقولون نخشی ان
تصیبنا دائرۃ دولۃ یعنی ان یدور الدہر دولۃ فنحتاج الی نصرھم ایانا یعنی کہتے ہین منافق کہ ڈرتے ہین ہم اس سے
کہ پہونچے ہمکو گردش یعنی شاید پہر جائے زمانہ گردش سے تو محتاج ہون ہم طرف اہل کتاب کے مدد کرنے کی
تفسیر کشاف مین یسارعون فیھم کے مسطور ہے ای یسارعون فی مودۃ الیہود و لنصاری نصاری نجران
لانھم کانوا اہل ثروۃ وکانوا یعینونھم علی مہماتھم ویقرضونھم یعنی جلدی کرتے تہے منافق یہود و نصاری نجران کی دوستی
مین اسلیئے کہ وہ تہے مالدار اور تہے وہ اعانت کرتے منافقون کی انکے کامون مین اور قرض دیتے تہے
انکو اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۷ مین لکہا ہے کہ اس ایت کی تفسیر ایک اور
دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالی بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون
الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا انتہی سو بر تقدیر اسکے کہ تفسیر
ہونا اس آیت کا واسطے اوس آیت کے تسلیم کیا جاوے کہا جاتا ہے کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ دوستی
منافقین کے ساتہ کافرون کے دنیا کی عزت حاصل کرنے کے لیئے تہی نہ من حیث الدین تہی اور نیشاپوری
سے جو تفسیر اسکی نقل کی وہ بہی موید اسی قول کی ہے اور کشاف کی عبارت سے کہ اوسمین اونکی دوستی
اعتقاد عدم تمامی امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر متفرع ہے بہی یہی ظاہر ہے کہ دوستی اونکی من حیث الدنیا تہی
نہ من حیث الدین اور تفسیر زاہدی مین تخصیص وعید منہم کے ساتہ دوستی عقیدت اور دیانت کی ہے
اور اسمین نزاع نہین ہے کہ کفر وہی دوستی ہے جو عقیدت اور دیانت کے راہ سے ہو ہان حصر دوستی
عقیدت اور دیانت کا اون معنی مین جو جناب سید احمد خان صاحب نے تحریر فرمائے ہین بہی
محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان نے جو صفحہ ۵۷ مین تفسیر کشاف سے قول صعصعہ
بن صوحان کا نقل کیا ہے کہ خلوص مومن سے رکہ اور خلق کافر و فاجر سے سو اوسکا یہ منشا نہین ہے کہ
محبت من حیث الدنیا کافر سے درست ہے حسن خلقی اور چیز ہے اور محبت اور چیز اور خلوص کے معنی محبت
من حیث الدین کہنا صرف ایجاد اور اختراع جناب سید احمد خان صاحب کا ہے پس آیت دوم
یعنی آیت کریمہ یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین مین اولیاء سے محبت من حیث الدین

مراد لینا تقیید اطلاق بدون دلیل تقیید بقتضائی ہوای نفسانی سے ہے اور تفسیر قرآن کی ساتھہ رای کے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۴ مین لکہا ہے آیت سوم بہی منافقین کے حق مین نازل ہوئی
تہی سو اسکا جواب وہی ہے جو بیان آیت اول مین لکہا گیا اور جناب سید احمد خان صاحب نے
جو صفحہ ۶۰ اور صفحہ ۶۵ مین لکہا ہے کہ چوتہی آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ مین وارد ہوئی ہے
یہہ صحابی ہین اور جنگ بدر مین بہی موجود تہی اور اعرابی ہین مگر ایام جاہلیت مین قریش کے ساتہہ حلیف یعنی
دینی بہائی تہے اس سبب سے اونہون نے اہل مکہ کو کچہہ حال آنحضرت کا لکہہ بہیجا تہا کہ اونکا مال و اسباب و اہل
و بچہ سب مکہ مین تہے وہ خط پکڑا گیا اونسے جب حضرت نے پوچہا تو اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ جلدی نہ کیجئے میں ہو ایک مخلوط شخص قریش مین اور تہا اونکا دینی بہائی اور نہ تہا مین اونکے قوم مین سے اور
جتنے لوگ آپ کے ساتہہ مہاجرین مین ان سب کی قرابت ہے حمایت کرتے وہ اونکی اہل اور اولاد اور
مال کی تو پسند کیا مین نے کہ جب کہ فوت ہے مجہہ مین نسب اونسے تو کرون مین اونکے ساتہہ ایک احسان
کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کی سو نہین کیا مین نے دین سے مرتد ہونے کے لئے اور کفر کے ساتہہ خوش ہونے کے
لیے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اس نے سچ کہا تم سے پہر کہا حضرت عمر نے مجکو اجازت دیجئے
کہ ماردون مین گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہہ بیشک بدر مین موجود تہا اور کیا معلوم ہے تجکو شاید
مطلع ہوا اللہ تعالے اون پر جو بدر مین تہی سو کہا اللہ تعالے نے تم جو چاہو کرو مین نے بخشدیا تمکو پس
نازل ہوئی یہہ سورہ یایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ انتہی سو یہہ صریح مخالف
ہے مزعوم جناب سید احمد خان صاحب کے کہ موالات ممنوعہ کو صفحہ ۶۰ مین حصر کیا ہے
موالاۃ من حیث الدین انہی تقریر مین اور ظاہر ہے کہ موالاۃ حاطب بن ابی بلتعہ کی اس ارادے سے نہ تہی کہ پیغمبر
کے دین کو وہ بہت اچہا جانتے ہون سو اس موالات سے بہی اللہ صاحب نے اس آیت مین منع فرمایا تہا
معلوم ہوگیا کہ موالاۃ ممنوعہ منحصر موالات من حیث الدین مین نہین ہے اور لطف یہ ہے کہ جناب سید احمد
خان صاحب نے اپنی کلام سابق کو بہولکر بیان صفحہ ۶۶ مین اعتراف بطلان اوس حصر کا دیا ہے
لکہا اب غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہہ مودت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین تہی منع ہوئی مگر چونکہ یہہ مودت من
حیث الدین نہ تہی تو من تولہم منکم فانہ منہم مین داخل نہین ہوے انتہی اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۶۶ مین لکہا ہے اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اسکے بعد کی آیت سے ہوتا ہے

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے لما نزلت ہذہ الآیۃ ای الآیۃ المذکورۃ فی حق حاطب ابن ابی بلتعۃ تشدد المؤمنون
فی عداوۃ اقاربہم وعشائرہم فنزل آیۃ لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا
علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی
ممنوع وہی ہے جو من حیث الدین ہو انتہی سو اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہے کہ موالات ممنوعہ
وہی ہے جو من حیث الدین ہو ہاں بموجب اس شان نزول کے اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اقارب
اور عشائر کے ساتھ کہ اونہوں نے مقابلہ نہیں کیا اور تمکو تمہارے ملک سے نہیں نکالا نیکی اور احسان اور انصاف
کرنا ممنوع نہیں ہے اور جنہوں نے کہ مقابلہ کیا ہے اور تمکو تمہارے ملک سے نکالدیا ہے یا تمہارے
نکالنے پر اونہوں نے مدد کی ہے اونکے ساتھ دوستی رکھنا ممنوع اور ظلم ہے تو نیکی اور احسان اور انصاف کرنا
اگر موالات ہے تو یہ موالات من حیث الدنیا ہے اور اس آیت سے اسکا غیر منہی عنہ ہونا واسطے اون کافروں
کے کہ مقاتل اور مخرج نہیں ہیں اور منہی عنہ ہونا واسطے اونکے جو مقاتل اور مخرج اور مددگار اخراج پر ہیں ثابت
ہے نہ موالات من حیث الدین کا اس آیت میں نہی موالات مخصوص ہے ساتھ اون کافروں کے کہ
جنہوں نے مقابلہ کیا ہے اور تمکو تمہارے ملک سے نکالدیا ہے اور تمہارے نکالنے پر مدد کی ہے تو موالاۃ
سے اسمیں موالاۃ من حیث الدین کیونکر مراد ہو سکتی ہے اسلئے کہ موالاۃ من حیث الدین بالخصوص یعنی اختراعی جناب سید احمد
خان صاحب کا ممنوع ہونا بہ نسبت ایک قوم کفار کے نہ بہ نسبت دوسری قوم کفار کے کوئی مسلمان
بلکہ عاقل ذی شعور تجویز نہیں کرسکتا ہے موالاۃ من حیث الدین ہر زمان میں ہر کافر سے رکھنا ممنوع ہے
پس معلوم ہوا کہ منشاء اس آیت اس شان نزول پر یہی موالاۃ من حیث الدنیا کفار اہل حرب سے ممنوع ہے
اور تفسیر کبیر میں مسطور ہے اختلفوا فی المراد من الذین لم یقاتلوکم والاکثرون علی انہم اہل العہد الذین عاہدوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ترک القتال والمظاہرۃ فی العداوۃ وہم خزاعۃ کانوا عاہدوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی ان لا یقاتلوہم ولا یخرجوہم وامر الرسول علیہ السلام بالبر والوفاء الی مدۃ اجلہم وہذا قول ابن عباس
ومقاتل والکلبی وقال مجاہد الذین آمنوا بمکۃ ولم یہاجروا وقیل ہم النساء والصبیان وعن عبد اللہ بن الزبیر نزلت
فی اسماء بنت ابی بکر قدمت قتیلۃ علیہا مشرکۃ بہدایا فلم تقبلہا ولم تأذن لہا بالدخول فامرہا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان تدخلہا وتقبل منہا وتکرمہا وتحسن الیہا وعن ابن عباس انہم قوم من بنی ہاشم منہم العباس اخرجوا یوم بدر

عن الحسن ان المسلمين استامروا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اقربائهم من المشرکین ان یصلوهم فانزل الله الایه

وقیل الایه فی المشرکین یعنی اختلاف ہے مفسرین کا مراد میں الذین لم یقاتلوکم سے سو اکثر مفسرین اسپر ہیں کہ مراد اس سے وہ لوگ ہین کہ عہد کیا تھا اونہون نے رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے ترک قتال اور مدد کرنے پر دشمنی مین اور انہین مین سے خزاعہ تہی کہ عہد کیا تہا اونہون نے رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اسکا کہ نہ قتال کرینگے ہم مسلمانونکو اور نہ نکالینگے ہم اونکو اور حکم کیا تہا رسول صلی الله علیه وسلم نے اونکے ساتھ نیکی کرنے اور وفای عہد کا اونکے مدت عہد تک اور یہ قول ابن عباس اور مقاتل بن سلیمان اور کلبی کا ہے اور کہا مجاہد نے کہ مراد اس سے وہ ہین جو ایمان لائے مکہ مین اور ہجرت نہین کی اور کہا گیا ہے کہ مراد اس سے عورتین اور لڑکے ہین اور عبد الله بن زبیر سے روایت ہے کہ نازل ہوئی ہے یہ آیت حق مین اسما بنت ابی بکر کے کہ آئی تہی قتیلہ بنت عبد العزی اونکی ماں اونکے پاس اس حال مین کہ مشرکہ تہی ساتھ ہدیون اور تحفوں کے سو نہ قبول کیا اسما نے اوسکے تحفون کو اور نہ اذن دیا اسکو اپنے پاس آنے کا تو حکم کیا اسما کو نبی صلی الله علیه وسلم نے کہ آنے دین قتیلہ کو اور قبول کرین اوسکے تحفوں کو اور اکرام کرین اسکا اور احسان کرین اوس سے اور روایت ہے ابن عباس سے کہ وہ ایک قوم بنی ہاشم مین سے کہ اونہین مین سے حضرت عباس ہین اور نکالا نہ تہا اونکو اس قوم نے دن بدر کے اور روایت ہے حسن بصری سے کہ مسلمانون نے مشورہ کیا اور حکم چاہا رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے حق مین اپنے ناتے دارون مشرک کے سو اوتاری الله تعالی نے یہ آیت اور کہا گیا ہے کہ اوتاری گئی تہی یہ آیت حق مین مشرکون کے کہ اونسے دوستی نرکہو اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۹۶ مین لکہا ہے اوسمین کچہ شک نہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر بالضرور بعد آیات قتال و سیف کے ہوے تہے تو نازل ہونا اس آیت کا بہی بعد آیت سیف ثابت و محقق ہوتا ہے انتہی سو جنگ بدر کا بعد آیت قتال و سیف کے ہونا محض غلط ہے اسلئے کہ واقعہ جنگ بدر سال دوم ہجری مین ہے جیسا کہ کتب حدیث اور سیر سے معلوم ہے اور آیت قتال کہ وقاتلوا المشرکین کافہ ہے اور آیت سیف کہ فاذا انسلخ الاشہر فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم ہے دونون سورہ توبہ مین ہین اور نزول سورہ توبہ کا سال نہم مین بعد فتح مکہ کے ہے صحیحین مین براء بن عازب سے مروی ہے کہ آخر سورۃ نزلت براءۃ یعنی آخر سورہ کہ اوتری ہے سورہ توبہ ہے تفسیر کبیر مین مرقوم ہے مروی ان فتح مکۃ فی سنۃ ثمان وکان الامیر فیہا عتاب بن اسید ونزول ہذہ السورۃ کان فی

فی سنۃ تسع یعنی روایت کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کی سنہ اٹھ ہجری میں تہی اور تہی امیر مکہ میں عتاب بن اسید اور نزول اس
کا ہوئی کا یعنی سورہ توبہ کا سنہ نو میں ہے تفسیر بغوی نازل ہوئی اس آیت کے بعد آیت سیف سے کے نیار الفاسد
علی الفاسد ہے تفسیر کشاف اور تفسیر کبیر میں قتادہ سے مروی ہے کہ کہا قتادہ نے
نسختہا آیۃ القتال یعنی منسوخ کر دیا ہے اس آیت کو آیت قتال نے اور ابن العربی مالکی جناب سید احمد خان
صاحب کی مستند نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین لکہا ہے کل ما فی القرآن من الصفح عن الکفار
والتولی والاعراض والکف عنہم فہو منسوخ بآیۃ السیف وہی فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین الایۃ انتہی
یعنی کل جو قرآن مین پہلو تہی کرنا کافرون سے اور تولی اونسے اور روگردانی کرنا اور رکے رہنا اونسے ہے سو
وہ منسوخ ہے ساتہ آیت سیف کے اور آیت سیف فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین آخر آیت تک
ہے اور ایسا ہی مذکور ہے تفسیر اتقان مین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۹
مین لکہا ہے کہ لیکن یہ آیت یعنی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ایسی مجلسون کے نسبت ہے
جس مین دین کے اوپر استہزا ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت نعوذ باللہ سے کچہ برا بہلا
کہا جاوے یہان تک کہ صاحب کشاف نے صاف لکہدیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتین ہون تو اوس وقت
اوس مجلس مین بیٹہنا کچہ مضائقہ نہین ہے انتہی سو اگرچہ سبب نزول اس آیت کا اسی قسم کی مجلسون مین
بیٹہنا تہا لیکن اللہ تعالے نے اس آیت مین عموما قوم ظالمین کے ساتہ بیٹہنے سے منع فرمایا ہے اور
خصوص سبب مانع عموم لفظ کا نہین ہوتا ہے اور تفسیر کشاف مین بذیل حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ
فلا باس ان یجالسہم حینئذ مرقوم ہے بذیل اس آیت کے کہ اوسکے بعد ہے اور تفسیر احمدی مین
اس آیت کی تفسیر مین مذکور ہے وظاہر من کلام الفقہاء ان الایۃ باقیۃ وان القوم الظالمین یعم المبتدع
والفاسق والکافر والقعود مع کلہم ممتنع اور ظاہر کلام فقہا سے یہ ہے کہ یہ آیت باقی ہی غیر منسوخ ہے اور تحقیق
قوم ظالم عام ہے مبتدع اور فاسق اور کافر سے اور بیٹہنا ساتہ ہر ایک کے انمین سے ممتنع ہے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۷ مین لکہا ہے کہ اب ہم یہ بات فرض کرتے ہین کہ
مواکلت کسی قسم کی تو دو کا باعث ہوتی ہے اور یہ بہی فرض کرتے ہین کہ عموما تودد باہمی وجہ کان ہو جب
آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اوسکا جواب یہ دیتے ہین کہ آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و
طعامکم حل لہم مین جو دونو طرف کا کہانا ایک دوسرے کو آپس مین حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب

کا کہانا ہمکو اور ہمارا کہانا اونکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحًا اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس
بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تورد ہوتا ہے تو یہ آیت ان تمام آیات کے لئے مخصص ہوگی اور
مواکلت جائز ہے گی اسبتقہ ہوا اول اس آیت کو اشارۃ النص کہ نفس نظم سے بلا قصد او رسوق کے
ثابت ہوتا ہے جواز مواکلت یہ کہنا صریح غلط ہے ہان اسقدر البتہ اس آیت سے ثابت ہے کہ طعام اہل کتاب
کا کہانا اور اونکو اپنا کہانا کہلانا جائز ہے باقی جواز انکے ساتھ بیٹہہ کے کہانیکا کہ یعنی مواکلت کے ہین یہ
آیت سے ہرگز ثابت نہین ہے دوسرے اگر بالفرض یہ آیت جواز مواکلت پر دلالت کرتے اور مواکلت
مین تورد ممنوع ہوتا تو کیا ضرور تہا کہ یہ آیت مخصص اون آیات کے جو منع تورد پر دال ہین ہو نا یہ
ہو سکتا تہا کہ یہ آیت منسوخ اون آیات سے ہو جاتی جیسا کہ عبد اللہ بن عمر بسبب آیات منع تورد کے
نکاح کتابیہ کا جائز نہین رکہتے ہیں پہر اس آیت یعنی طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم مین کئی طرح سے کلام
ہے اول یہ کہ تفسیر طعام مین مفسرین کے تین قول ہین پہلا یہ کہ طعام سے ذبائح مراد ہین دوسرا
یہ کہ طعام سے روٹی اور میوے وغیرہ جو محتاج ذبح نہین مراد ہین تیسرا یہ کہ طعام سے سب کہانے کے
چیزین مراد ہین ہرچند طعام سے تبادر ذبیحہ اور اوسکا گوشت نہین ہے اسلئے کہ عرف مین اطلاق طعام کا اوپر
نہین آتا ہے لیکن اکثر علما اسی پر ہین کہ مراد اوس سے ذبائح ہین پس خصم کو گنجائش ہے کہ لا تاکیم سے
ہے کہ مخاطب اوسکا مسلمان ہین اس آیت کو قول اکثر علما پر منسوخ کہی اور قول ثالث پر مخصوص دوم اختلاف
فقہا کا اسمین ہے کہ مراد اہل کتاب سے کل اصناف و انواع اہل کتاب کی ہین یا بعض اصناف و انواع سے
بعض نے کہا کہ مراد کل اصناف ہین اور بعض نے کہا کہ مراد اہل کتاب سے وہ اہل کتاب ہین جو الوہیۃ مسیح
یا عزیر کے قائل نہین ہین مستصفی مین مسطور ہے قالوا ہذا یعنی الحل اذا لم یعتقد المسیح الٰہا واما اذا
اعتقدہ فلا انتہی یعنی کہا ہے فقہا نے یہ یعنی حلال ہونا نصرانی کے ذبیحہ کا جب ہے کہ نہ اعتقاد کرتا
نصرانی مسیح کے الہ ہونیکا اور اما جب کہ اعتقاد رکہتا ہو نصرانی مسیح کے الہ ہونے کا تو ذبیحہ اوسکا حلال
نہین ہے اور مبسوط شیخ الاسلام مین مذکور ہے یجب ان لا تاکلوا ذبائح اہل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح الہ
وان عزیر الہ ولا تتزوجوا نساءہم وقیل علیہ الفتوی یعنی واجب ہے کہ نہ کہاؤ اہل کتاب کے ذبح کئے
ہوئے کو جب کہ اعتقاد رکہتے ہون اہل کتاب اسکا کہ مسیح الہ ہے یا عزیر الہ ہے
اور نہ نکاح کرو اونکی عورتون سے کہا گیا ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور تفسیر مظہری مین قوم

الظاہر ان المراد باہل الکتاب فی الآیۃ موحدوہم بدلیل قولہ تعالی ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن والقول بان
حرمۃ نکاح المشرکۃ منسوخۃ فی حق اہل الکتاب خاصۃ بہذہ الآیۃ بعید جدا اذ لا فرق بین مشرک ومشرک وقال تعالی
وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ وقد قیل ان القائل بذلک طائفتین من الیہود و
النصاری لا الکل قال ابن ہمام ویہود دیارنا مصرحون بالتنزیہ عن ذلک والتوحید واما النصاری فلم ار الا من یصرح
بالابنیۃ والاولی من قول علی رضی اللہ عنہ فی منع اکل ذبیحۃ بنی تغلب ومناکحۃ نساءہم تجویزا ملحنا انتہی یعنی ظاہر یہ ہے
کہ مراد اہل کتاب سے آیت والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب میں موحدین اہل کتاب ہیں بدلیل قول خدا تعالی
ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن کے اور قول بایں طور کہ حرمت نکاح کرنے کی ساتھ مشرکہ عورت کے منسوخ ہے
حق میں خاص اہل کتاب کے ساتھ آیت والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب کے بعید ہے یقینا اسلئے کہ نہیں
فرق ہے درمیان مشرک کتابی اور مشرک غیر کتابی کے اور فرمایا خدا تعالی نے اور کہا یہود نے کہ عزیر بیٹا اللہ
کا ہے اور کہا نصاری نے کہ مسیح بیٹا اللہ کا ہے اور تحقیق کہا گیا ہے کہ قائل ساتھ خدا کا بیٹا ہونے مسیح اور عزیر
کے دو گروہ ہیں یہود اور نصاری میں سے نہ سارے یہود اور نصاری سے کہا ابن ہمام نے اور یہود ہمارے ملک کو
تصریح کرنے والے ہیں ساتھ تنزیہ خدا تعالی کے اس سے اور ساتھ توحید کے اور لیکن نصاری سے سو نہ پایا
میں نے انکو مگر اوسکو کہ تصریح کرتا ہے ساتھ ابنیت کے اور جو ذکر کیا گیا ہے قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا منع میں
ذبیح نصاری بنی تغلب کے ذبیحہ کھانے اور اونکی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے تائید کرتا ہے اوسکی
جو کہا میں نے سو ما جاوات نصاری کے سے ذبیح نہیں ہے اور طعام اہل کتاب سے جسکی تفسیر آیت مراد ذبایح
اونکے ہیں وہ طعام نصاری کا جو متعلق بذبیح ہے اور سوا طعام اہل کتاب کے جو حلال ہے نہیں ہے اور
آیت کریمہ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اوسکی حلت پر دلالت نہیں کرتی ہے اور جسکے نزدیک مراد مطلق
طعام ہے اونکے نزدیک یہ آیت مخصوص ہے اس طعام نصاری سے اسلئے کہ حلت گوشت حیوانات
بیان قسم کا وسطہ ہے اور ذکاۃ اختیاری بالاجماع منحصر ہے ذبح اور نحر میں فتح الباری شرح
صحیح البخاری میں مرقوم ہے اما المقدور علیہ فلا یباح الا بالذبح او النحر اجماعا انتہی یعنی جو جانور کہ
قدرت ہے اوسپر نہیں مباح ہے کھانا اوسکا مگر ساتھ ذبح یا نحر کے بالاجماع فتاوی ارل میں مسطور ہے
المجوسی او النصرانی اذا دعا رجلا الی طعام تکرہ الاجابۃ وان قال اشتریت اللحم من السوق لان المجوسی یذبح المنخنقۃ
والموقوذۃ والنصرانی لا ذبیحۃ لہ وانما یاکل ذبیحۃ المسلم او یخنق. یعنی مجوسی یا نصرانی جب بلاوے کسی مرد کو طرف

کہانے کے تو مکروہ ہے قبول کرنا اوسکی دعوت کا اگرچہ کہے وہ مجوسی یا نصرانی کہ خریدا ہے میں نے گوشت کو
بازار سے اسلئے کہ مجوسی درست کہتا ہے گلا گھونٹے ہوے کو اور چوٹ سے مارے ہوے کو اور نصرانی نہیں جانتا
ہے ذبیحہ اوسکے لئے اور سوائے اسکے نہیں ہے کہ کہاتا ہے نصرانی ذبیحہ مسلمان کا یا گلا گھونٹا ہوا اور فتاوی
قاضی خان میں مسطور ہے وقال بعضہم اذا دعا المجوسی او النصرانی الی طعامہ یکرہ للمسلم ان یاکل وان قال
اشتریت اللحم من السوق لان المجوسی یبیع المنخنقۃ والموقوذۃ والنصرانی لا ذبیحۃ لہ وانما یاکل ذبیحۃ المسلم او المخنوق اور کہا
بعض فقہا نے جب بلاوے مرد مسلمان کو مجوسی یا نصرانی طرف اپنے کہانے کے مکروہ ہے مسلمان کے لئے
کہ کہاوے اگرچہ کہے وہ مجوسی یا نصرانی کہ خریدا ہے میں نے گوشت کو بازار سے اسلئے کہ مجوسی مباح جانتا ہے
گلا گھونٹے ہوے اور چوٹ سے مارے ہوے کو اور نصرانی نہیں ہے ذبیحہ اوسکے لئے اور سوا اسکے
نہیں کہ کہاتا ہے نصرانی ذبیحہ مسلمان کا یا گلا گھونٹا ہے چہارم فرضا اگر قصاب نے ذبح بہی کریں تو عادات اونکی
سے ہے ترک تسمیہ کا عمداً اور متروک التسمیہ عمداً نص سے مخصوص ہے طعام اہل کتاب اسلئے کہ نزدیک جمہور
کے متروک التسمیہ عمداً حرام ہے بموجب حکم آیت کریمہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے تفسیر
ابن الکمال میں ذیل اس آیت کے مرقوم ہے والظاہر تحریم اکل ما لم یذکر اسم اللہ علیہ عمدا کان ترک
التسمیہ او نسیانا وبہ قال ابن عیاش وجماعۃ وروی عن ابی الدرداء وعبادۃ بن الصامت وجماعۃ من التابعین
انہا منسوخۃ بقولہ تعالے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم فاجازوا ذبایح اہل الکتاب وان لم یذکر اسم اللہ علیہا
ولا نسمی ذلک نسخا بل ہو تخصیص وروی عن علی وعائشۃ وابن عمر ان الآیۃ محکمۃ ولا یجوز لنا ان ناکل ذبایحہم
الا ما ذکر اسم اللہ علیہ یعنی ظاہر اس آیت سے حرام کردینا ہے اوس جانور کے کہانیکو کہ وقت ذبح کے اوسپر
نام اللہ کا ذکر نکیا گیا ہو عمداً ہو ترک تسمیہ کا یا نسیاناً اور ساتہ اسکے قائل ہوا ہے ابن عیاش اور ایک جماعت
اور روایت کیا گیا ہے ابی الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور ایک جماعت تابعین سے کہ یہ آیت منسوخ
ہے ساتہ قول اللہ تعالے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم کے اور جائز رکہا ہے اس جماعت نے
ذبایح اہل کتاب کو اگرچہ نہ ذکر کیا جاوے نام اللہ کا اوپر اونکے اور نہیں نام رکہتے ہیں ہم اسکو نسخ بلکہ یہ تخصیص
ہے اور روایت کیا گیا ہے حضرت علی اور حضرت عائشہ رض اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے کہ یہ آیت
محکم ہے اور نہیں جائز ہے ہمارے لئے کہ کہائیں ہم ذبایح اہل کتاب کے مگر وہ ذبایح کہ ذکر کیا گیا ہو
نام اللہ کا اوپر اور ہدایہ میں مسطور ہے وان ترک الذابح التسمیۃ عمدا فالذبیحۃ میتۃ لا تؤکل وان ترکہا ناسیا

تؤکل وقال الشافعی اکل فی الوجہین وقال مالک لا تؤکل فی الوجہین والمسلم والکتابی فی ترک التسمیۃ سواء اور
اگر ترک کیا ذبح کرنیوالے نے تسمیہ کو جانبوجھ کر ذبیحہ مذکور حرام ہے نہ کھایا جاوے اور اگر ترک کیا تسمیہ کو بھولکر کھایا جاتا ہے
اور کہا شافعی نے کھالیا جاوے دونون صورتون مین اور کہا مالک نے نہ کھایا جاوے دونون صورتون مین
اور مسلمان اور کتابی دونون ترک تسمیہ مین برابر ہین اور زیلعی نے شرح کنز مین لکھا ہے والمسلم والکتابی
فیہ سواء یعنی مسلمان اور کتابی دونون ترک تسمیہ مین برابر ہین اور رد المحتار حاشیہ در مختار مین مرقوم ہے
ولا یحل ذبیحۃ من تعمد ترک التسمیۃ مسلما او کتابیا لنص القرآن ولانعقاد الاجماع ممن قبل الشافعی علی ذلک وانما الخلاف
فی الناسی ولہذا قالوا لا یسع فیہ الاجتہاد ولو قضی القاضی بجواز بیعہ لا ینفذ اور نہین حلال ہے ذبیحہ اوسکا جسنے عمداً
ترک کیا تسمیہ کو مسلمان ہو یا کتابی بسبب نص قرآن کے اور بسبب انعقاد اجماع کے اوسپر پہلے سے
شافعی سے نہ حلال ہونے ذبیحہ تارک التسمیہ عمداً پر اور سوا اسکے نہین کہ تھا خلاف بھولنے والے مین اور
اسی سبب سے کہا ہے علمانے کہ نہ سمایا جائے اسمین اجتہاد اور اگر حکم دیدے قاضی ساتھ جائز ہونے اسکے
بیع کے تو نافذ ہوگا حکم قاضی کا بخلاف جسکے کہ حلت موقوف ذبح پر ہے وہ چیز نصاری کے میان کی کہ
غالب حال اونکے سے عدم ذبح اور ترک تسمیہ ہے نہ کھانا چاہیئے مگر یہ کہ معلوم ہو جاوے کہ اونہون نے
اوسکو بطور ذکاۃ شرعی بہ تسمیہ ذبح کیا ہے خطابی نے شرح سنن ابی داود مین بذیل حدیث عائشہ
کے کہ دربارہ گوشت نو مسلمونکے آئی ہے لکھا ہے فیہ دلیل علی ان التسمیۃ غیر شرط علی الذبیحۃ لانہا لو کانت
شرطا لم یستبح الذبیحۃ بالامر المشکوک فیہ کما لو عرض الشک فی نفس الذبح فلم یعلم ہل وقعت الذکاۃ المعتبرۃ ام لا
یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ تسمیہ غیر شرط ہے ذبیحہ پر اسلیئے کہ تسمیہ اگر ہوتے شرط نہ مباح ہوتا
ذبیحہ ساتھ امر مشکوک فیہ کے اسلیئے کہ عرض کیا تھا صحابہ نے کہ ہمکو معلوم نہین ہے کہ ذکر کرتے ہین ذبیحہ
پر نام اللہ کا یا نہین باوجود اسکے آپ نے اوسکے کھانیکا حکم فرمایا جیسا کہ پیش آئے شک نفس ذبح
مین پھر نہ جانا جاوے کہ آیا واقع ہوئی ہے ذکاۃ معتبر یا نہین تو مباح نہین ہوتا ہے ذبیحہ اور تفسیر
معالم التنزیل مین مرقوم ہے ولو کانت التسمیۃ شرطا للاباحۃ لکان الشک فی وجودہا مانعا من اکلہا کالشک
فی اصل الذبح اور اگر ہوتی تسمیہ شرط واسطے اباحت کے تو ہوتا شک وجود تسمیہ مین مانع کھانے ذبیحہ سے
مانند شک کے اصل ذبح مین اور موطا مین مسطور ہے سئل ابو مطیع عن نصرانی وعاد جلا اسلے
لطعام قال اشتریت اللحم من السوق انا کلہ قال ابو مطیع سألت ابن ابی عروہ عن ذلک قال کل ذکر لہ

ستوال تعالی عن حبان الا اصحابنا فانہم قالوا لا تاکل حتی تشاء وانہ فتنوی یعنی پوچھے گئے ابو مطیع تھر لکے جسمے
کسی یا پاچھوا دست طرف کہا سنیے اور کہا یہ کہ مول ایا یوں میتا گوشت کو بازار سے کہا کہا تھی ہم اوسکو
کہا ابو مطیع نے کہ پوچھا میں نے ابن ابی عروبہ سے اسکو کہا ابن ابی عروبہ نے کہ کہا اور الیسا ہی کہا مقاتل
بن حبان نے اور ایسا ہی ہمارے اصحاب حنفیہ سوا انھوں نے کہا ہے کہ کہا ہم نہ بیان کریگی لیکن ہم
نصرانی کو کہ او سنے ذبح کیا ہے اور تفسیر مظہری کے بیچ مرقوم ہے الصحیح المختار عندنا ہو القول
الاول لا تحل ذبائح الکتابی تارک التسمیۃ عامدًا او علی غیر اسم اللہ تعالی لا تؤکل ان علم ذلک یقینا او کان غالب حالہم
ذلک وہو محل النہی عن اکل ذبائح نصاری العرب یحمل قول علی رضی اللہ عنہ لا تاکلوا من ذبائح نصاری بنی تغلب
فانہم لم یتمسکوا من النصرانیۃ بشئی الا بشربہم الخمر فلعل علیا رضی اللہ عنہ علم من حالہم انہم لا یسمون اللہ عند الذبح او
یذبحون لا سطے غیر اسم اللہ فکذا الحکم نصاری العجم ان کان عادتہم الذبح علی غیر اسم اللہ تعالی لا تؤکل ذبیحتہم ولا شک
ان النصاری فی ہذا الزمان لا یذبحون بل یقتلون بالوقذ غالبا فلا تحل طعامہم اور صحیح و مختار نزدیک ہمارے وہ قول
اول ہے یعنی ذبح کیا ہوا اوس کتابی کا کہ تارک تسمیہ کا عمدًا ہو یا ذبح کرنے والا غیر اسم خدا پر ہو نہ کھایا جاوے
اگر جانا جاوے یہ یقینا یا ہو غالب حال اونکا یہ اور یہی محل ہے نہی کا کھانے سے ذبائح نصارای عرب کے اور
یہی محل ہے قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہ نکھاؤ تم ذبائح نصاری بنی تغلب کے اسلیے کہ اونھوں نے
تمسک نہیں کیا ہے نصرانیہ میں سے ساتھ کسی چیز کے سوا پینے شراب کے سو شاید حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے جانا ہو نصاری بنی تغلب کے حال کو کہ وہ نہیں نام لیتے ہیں اللہ کا وقت ذبح کے یا ذبح کرتے
ہیں غیر اسم اللہ پر سو ایسا ہی ہے حکم نصاری عجم کا اگر ہو عادت اونکی ذبح غیر اسم اللہ پر نہ کھایا جاوے
اونکا ذبیحہ اور نہیں ہے شک کہ نصاری اس زمانہ میں ذبح نہیں کرتے ہیں بلکہ مار ڈالتے ہیں ساتھ چوٹ مارنے
کے غالبا پس حلال نہیں ہے طعام اونکا اور وہ جو بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ کتابی سے اگر نام مسیح
یا عزیر کا وقت ذبح کے ترک کیا ہو تو ذبیحہ اوسکا حلال ہے محمول اوسکا وہ کتابی ہے کہ عادت اونکی تسمیہ
کی ہو اور شاید کوئی فرقہ یہود اور نصاری میں سے ایسا ہو لہذا عینی نے شرح کنز میں لکھا ہے
لا والکتابی یعنی عند الذبح یعنی تحقیق کتابی نام خدا کا لیتا ہے وقت ذبح کے اور عینی نے صحیح بخاری
کی شرح میں لکھا ہے ثم لا یعتقدون الذبائح لغیر اللہ ولا یذکرون علی ذبائحہم الا اسم اللہ یعنی اہل کتاب
نہیں اعتقاد رکھتے ہیں ذبائح کا واسطے غیر خدا کے اور نہیں ذکر کرتے ہیں ساتھ اپنے ذبیحوں پر مگر نام اللہ کا

دور نمبر جو جناب سید احمد خان صاحب نے اپنے کتاب کے صفحہ ۳۳ مین لکہا ہے تبا ماجرا جیسا
کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ سے نہو مسلمانون کو حلال اور بے شبہ ہے اور اونکا کہانا مباح
اور مباح ہے خواہ ہم اونکا پکایا ہوا اور اونکا پکایا ہوا ہے کہ کہانا جائز و مباح ہے خواہ اونکے
یہان جاکر کہاوین خواہ ہم اپنے یہان کہاوین خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھکر کہاوین اور وہ کہانا قسم لحوم طیبہ
سے ہو یا قسم حبوب و شیرینی وغیرہ انتہے سو اسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہ کہ طعام اہل کتاب بالخصوص
اس ملک اور اس زمانہ کے نصاریٰ کا اگر قسم لحوم سے ہے اور کہانا انواع پختہ یا غیر پختہ سے کہ جنمین خلط احتمال
محرمہ یا اونکا تابع نجاسات ممکن ہے یہ معلوم ہونا کہ محرمات شرعیہ سے نہین ہے دشوار ہے اسلئے کہ غالب حال
اونکا عدم تمیز اور ترک تسمیہ عمدا اور اکل خنزیر اور شرب خمر اور استعمال اور محرمات اور نجاسات کا ہے اور جبکہ حال
اونکا یون ہے اور وہ ان چیزونکو حلال اور پاک سمجھتے ہین تو اونکو اپنے اس قسم کے کہانونکا ان چیزون
کے خلط و تلطیخ سے بچانا کیا ضرور ہے پس بنظر اونکے غالب حال کے اس کہانیکے محرمات شرعیہ سے
محفوظ ہونیکا علم کیونکر ہو سکتا ہے دوسرے بفرض حلت طعام اہل کتاب عموما اونکے یہان جاکر کہانا اگرچہ
دوستی کی راہ سے ہے تو اوسکے اباحت مین کلام ہے کہ حکم اوسکا حکم دوستی رکہنیکا ہے ساتھ اہل
کتاب کے اور علی ہذا القیاس حال ہے اونکے ساتھ بیٹھ کے کہانیکا بالخصوص ہمارے ملک کے نصاریٰ
کے ساتھ کہ دوستی ہی کی راہ سے ہوتا ہے اور یہی محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان صاحب
نے جو صفحہ ۴۴ مین لکہا ہے وفی الترمذی سالت النبی صلعم عن طعام النصاری فقال لا یتخلجن فی صدرک
طعام ضارعت النصرانیۃ انتہے سو اس حدیث سے ترمذی اگرچہ رخصت طعام اہل کتاب کی سمجہا ہے لیکن
ظاہر ہے کہ اس حدیث مین منع ہے کہانے طعام نصاری سے بسبب مشابہت کے ساتھ نصرانیت کی
مین ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہے کہ نہ کہٹکے تیرے دل مین سا مشابہ
نیکے حرمت اوس طعام کے کہ مشابہ ہوتا ہو تو اوسمین نصرانیت کے
سیوطی نے شرح جامع ترمذی مین لکہا ہے قال ابو موسی المدینی انہ منع و ذلک انہ سال
عن طعام النصاری فکانہ اراد ان لا یتحرکن فی قلبک شک ان ما شابہت بہ النصاری حرام او خبیث او مکروہ
یعنی کہا ابوموسی مدینی نے کہ یہ منع ہے نصاری کے طعام سے اور یہ اسلئے کہ پوچہا لوگون نے آنحضرت
سے طعام نصاری کے کہانے سے تو ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت نے ارادہ فرمایا ہے اپنے قول

لا یتحلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیہ سے اوسکے جواب مین کہ متحرک ہو تیرے دل مین شک اوس
سے جو کہانا کہ مشابہ ہووے تو بسبب اوسکے ساتھ نصارے کے حرام ہے یا خبیث ہے یا مکروہ ہے اور
ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی مین لکہا ہے لینفی التردد مین کونہ مباحا او ممنوعا اذا ثبت فیہ المنع او التردد
بعد ذلک من اقسام الممنوع لا نبا فیہ ولقد اخیر بعضہم بان سیاق الحدیث لا یناسب الاذن وانما یناسب المنع
یعنی نفی تردد کی درمیان ہونے طعام نصاری کے مباح یا ممنوع ہونے کے یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہو منع اور تردد
بعد ثابت ہونے منع کے درمیان اقسام ممنوع کے کہ حرام ہے یا مکروہ نہین منافی ہے نفی تردد کے
مباح اور ممنوع ہونے مین اور اسی لئے جزم کیا ہے بعض شارحین نے ساتھ اسکے کہ سیاق حدیث
مناسب نہین ہے اذن کے اور سوا اسکے نہین کہ مناسب ہے منع کے اور مجمع البحار مین مذکور
ہے قال لمن سالہ عن طعام النصاری لا یختلجن فی قلبک شک انہ ما شابہت بہ النصاری
حرام او خبیث او مکروہ وذکرہ الہروی فی الحاء المہملۃ واللام ثم قال یعنی انہ نظیف وسیاق الحدیث لا یناسبہ یعنے
فرمایا آنحضرت نے لا یتحلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیۃ کو اوس وقت کہ پوچہا اوسنے آنحضرت سے
طعام نصاری سے سو گمان میرا یہ ہے کہ مراد لیا آنحضرت نے اس قول سے یہ کہ نہ حرکت کرے تیرے
دل مین شک اسمین کہ وہ کہانا کہ مشابہ ہو تو بسبب اوسکے ساتھ نصاری کے حرام ہے یا خبیث یا مکروہ
اور ذکر کیا ہے اسکو ہروی نے حاء مہملہ اور لام مین پہر کہا اوسے ہروی نے یعنی وہ کہانا نظیف ہے
اور سیاق حدیث کا نہین مناسب ہے نظیف ہونے کے باقی محل اوسکا جو جناب سید احمد خان
صاحب نے اسی صفحہ مین فتاوی عالمگیریہ اور فتح المنان سے نقل کیا ہے
وہ طعام ہے کہ حلال ہونا اور غیر مختلط ہونا اوسکا محرمات اور نجاسات سے متیقن یا مظنون ہو اور کہانا اوسکا
اونکے ساتھ بیٹہ کے اور بطور دوستانہ ہو سو متغیر ہونا خیال کا حرام ہے اور ناپاک کہانا کہ جسے ہمارے
ملک کے نصارے کے کہانے مین بوجوہ سابقہ دشوار ہے اور جناب سید احمد خان صاحب
نے جو صفحہ ۴۷ مین لکہا ہے کہ جو شے کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کے چہونے ہی سے یا کسی کی رکابی
چہو لینے سے حرام یا ناجائز نہین ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود اور نصارے کے یہان کا پکا
ہوا کہانا تناول فرمایا ہے انتہی سو جو شے کہ در اصل حلال ہو بوجہ چہونے والے اور پکانے
والے کی یا رکابی کی بحکم ظن استفادہ غالب ناپاکی سے کیونکر حرام اور ناجائز نہین ہو سکتی ہے کہ ان

مسجد بیت میں اوس شخص کو دی ہونا جو حلال سے مشتبہ اور ملتبس ساتہ حرام اور ناجائز کے ہو جاتا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بکری بہونی ہوئی یہودیہ کی کہائی ہے اوس مین یہ اشتباہ اور التباس نہ تہا اسلیئے کہ آنحضرت کو یہود کا حال معلوم تہا کہ وہ بدون ذبح کے نہین کہاتے ہین اور وقت ذبح کے نام خدا کا لیتے ہین اور وہ صرف کوئلون پہ رکہکر بہونی گئی تہی اور کسی برتن مین ڈالکر پکائی نہین گئی تہی کہ اشتباہ اختلاط محرمات یا نجاسات کا اوس مین ہوتا علاوہ برین یہود خنزیر نہین کہاتے ہین اور شراب کے پینے کو مکروہ سمجہتے ہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵ مین لکہا ہے کہ حلال چیز کو اگر ایک جگہہ بیٹہکر مسلمان اور مشرک بہی چہ جائیکہ اہل کتاب کہائین تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہین ہو جاتی چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کو بہی اپنے ساتہہ بٹہا کر کہلایا ہے انتہے سو حلال چیز اگرچہ اس وجہ سے فی نفسہ حرام نہین ہو جاتی ہے لیکن کہانا اوسکا اس وجہ پر سے شبہہ حرام اور ناجائز ہو عدم جواز اس وجہ سے کے ہو سکتا ہے جیسے بیع بموجب احل اللہ البیع کے حلال ہے لیکن بروز جمعہ بعد ہو جانے اذان جمعہ کے حرام ہے اور ایسی ہی وطی زن منکوحہ سے حلال ہے لیکن وقت حیض اور نفاس کے حرام ہے اور ایسے ہی نماز پنجگانہ فرض ہے لیکن زمین مغصوب مین حرام ہے اور کہانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کافرون کو ساتہہ بٹہا کر کسی روایت صحیح معتبر سے ثابت نہین ہے اور وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ مین مطالب المومنین سے نقل کیا ہے اوس روایت کے ثبوت مین کلام ہے مدعی صحت پر اثبات اوسکا لازم ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۶ مین لکہا ہے حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی مین کہائین یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانیکے وقت اونکا ہاتہہ مونہہ شراب یا اور کوئی حرام چیز مین آلودہ نہو تو بہی اوس چیز کا کہانا حلال و جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانون کے مذہب مین یہ مسئلہ مسلم الثبوت ہے کہ سور الانسان طاہر انتہے سو ایک رکابی مین کہانا کہ مواکلت ہے محل نزاع ہے اور دلائل اوسکے ممنوعیت پر قائم ہین چنانچہ بعض اونمین سے اوپر معلوم ہو چکی ہین اور مسلمان کو کافر کا جہوٹا کہلانے کے لئے ساتہہ سور الانسان طاہر کے دلیل لانا صرف عوام کو دہوکا دینا ہے درمیان طہارت اور جواز اکل کے کیا ملازمت ہے بہت چیزین طاہر ہین اور کہانا اونکا درست نہین ہے دیکہو جملہ جانور غیر ماکول اللحم کا سوای خنزیر اور آدمی کے بعد ذبح کے طاہر ہے اور اسیطرح گوشت جانور غیر ماکول اللحم کا

سوائے اوسکے جو چیز پہنچے کہ قطعاً دست نزدیک ہنود کے ظاہر ہے لیکن کھانا اوس چیز سے کہ ہو اوس کو نجاست کا
کسی کے نزدیک جائز نہیں سب مسلمان اوسکا انکار کرتے ہیں کیونکہ یہ بدعت ہو سکتا ہے کہ فتنہ پیدا ہو اور تحقیر
مسلمانوں کی سبب اور تعظیم اور توقیر کافروں کی اور اہل اسلام مامور ہیں ساتھ ترک کے اوسکے اور تعظیم مسلمانوں کے اور
جناب سید احمد خان صاحب نے نام فتویٰ مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جو صفحہ مشتمل
میں نقل کیا ہے وحکم طعام الکفار من المشرکین والمواکلۃ معہ الاکثر ان علے سفرتہم وفی اوانیہم الکائن بہا
لحوم مشرکو کالخمر والخنزیر والمیتۃ والذبیحۃ والمتنجسۃ بالنجاسات کالشراب والبول وغیرہا فحرمۃ الجوز مسلم
ولکراہیۃ الاوانی التی یاکل فیہا المسلم خالیۃ عن النجاسۃ لان ذلک مشارکۃ معہم فی شعارہم وان خلا عن ذلک فلا
فہو مباح بشرط الطہارۃ انتہی سوال اول اسکے صحت نقل میں کلام ہے اور بر فرض صحت معنے بمعنی خلاف
الی آخرہ کے یہ ہیں کہ اگر خالی ہو طعام کفار کا ان مفاسد سے تو وہ طعام مباح ہے بشرط طہارت کے
اور مواکلت ساتھ اوسکے اور جناب شاہ صاحب مواکلت کو بیان کیونکر مباح لکھ دیتے حالانکہ فتح العزیز
اور تفسیر ابن کثیر میں لو تدہن فیدہنون کے لکھتے ہیں کہ اصل عبارت اوسکی ہم اپنی کتاب کے صفحہ
۳۴۴ میں ہم نقل کر چکے ہیں اور ترجمہ اوسکا یہ ہے بہرحال موافقت مشرکوں کے ساتھ گو ظاہری
ہو بہ روایت عامہ کلیہ میں خلل ڈالتی ہے اور استحقاق اجر غیر ممنون میں قدح کرتی ہے چنانچہ حدیث
شریف میں وارد ہے کہ جب ملاقات کرے تو فاجر سے تو ملاقات کر تو اوس سے ساتھ ترشروئی
کے اور حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری فرماتے تھے کہ جس نے
درست کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا اپنی توحید کو تو وہ نہیں انس کرتا ہے مبتدع سے اور نہیں
بیٹھتا ہے ساتھ مبتدع کے اور نہیں کھاتا ہے ساتھ مبتدع کے اور نہیں پیتا ہے ساتھ مبتدع کے
اور ظاہر کرتا ہے اوس مبتدع سے اپنی طرف سے عداوت اور جو مداہنت کرتا ہے ساتھ مبتدع کے
چھین لیتا ہے اللہ تعالے اوس سے شیرینی ایمان کی اور جو دوستی رکھتا ہے مبتدع سے نکال
لیتا ہے اللہ نور ایمان کا اوسکے دل سے یعنی مرد صحیح الایمان کو چاہئے کہ ساتھ اہل بدعت کے
انس نہ کرے اور ہم نشین اور ہم کاسہ اور ہم نوالہ اونکا نہ ہو اور جو ساتھ اہل بدعت کے دوستی پیدا کرے
نور ایمان کا اور اوسکی شیرینی اوس سے لی لیتی انتہی اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو
صفحہ میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اوس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور

اور اس آیت میں جو لفظ الذین اوتوا الکتاب آیا ہے اوس سے بھی یہود و نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ بیضاوی
میں لکھا ہے وتعم الذین اوتوا الکتاب الیہود والنصاری انتہی سو مقصود مورد شبہ اوسکا یہ نہیں
ہے کہ اطلاق اہل کتاب کا اس زمانہ کے انگریزون پر صحیح نہیں ہے اور اس قسم کے مذہب والے زمان
نزول قرآن میں موجود نہ تھے بلکہ مراد مورد کی یہ ہے کہ الذین اوتوا الکتاب سے جو طعام الذین اوتوا
الکتاب میں ہے نصاریٰ اس مذہب والے خارج ہیں اور مراد اس آیت میں وہ اہل کتاب ہیں کہ
جنکی عادت تسمیہ کے وقت ذبح کی تھی اور وہ موحدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے سو یہود تو
اب سب توحید ہی کے قائل ہیں اور عزیر کی الوہیت سے منکر اور اونکے عقاید میں اور مسلمانوں کے
عقاید میں نسبت حضرت عزیر کے کچھ فرق نہیں ہے اور نصاریٰ کے بھی بعض فرقے موحد ہیں لیکن
اکثر فرقے نصاریٰ کے ابنیت مسیح کے قائل ہیں اور قول بیضاوی کا کچھ منافی کلام مورد کے نہیں ہے کہ
مقصود بیضاوی کے تعمیم اہل کتاب نسبت یہود اور نصاریٰ سے دونو نوع کی ہے نہ بہ نسبت اصناف دونو
نوع کی سو مورد تعمیم اول کا قائل ہے اور تعمیم ثانی سے منکر باقی صفحہ ۱۳ میں جو کشاف سے نقل کیا ہے
وقیل جمیع بطائعهم ویستوی فی ذلک جمیع النصاری انتہی سو وہ مقولہ قائل قیل کا ہے مورد اوسکو
تسلیم نہیں کرتا ہے اگر مورد تقلید علما کا کرتا ہو تو اوسکو یہ بھی گنجایش تھی کہ کہتا الذین اوتوا الکتاب سے
مراد وہ اہل کتاب ہیں کہ جو ایمان لاتے ہیں اور نہیں ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر نے والمحصنات من الذین
اوتوا الکتاب میں فرمایا ہے مسلمان مومنین اہل کتاب کے کھانے میں شبہ کرتے تھے لہذا اللہ تعالے
نے فرمایا کہ اوسکا کھانا تمکو حلال ہے اور تمہارا کھانا اونکو حلال ہے اور غالبا منکر تقلید اسکا جواب وہ نہو سکتا
کہ قصہ زیر بنی یہود یہ سے ہو اور اوسکے جواب میں کہتا کہ یہ قصہ نزول الآن احل لکم سے پہلے کا ہے یا کہتا
کہ اوسنے ذبح مسلمانو کا لیا ہو گا مراد اس سے امر بالذبح ہے اور جس روایت میں کہ نسبت ذبح ہی اوسکی طرف ہو وہان مجاز
ہے اور مراد اوس سے امر بالذبح ہے اور یہی اوسکو گنجایش تھی کہ کہتا آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب الآن احل لکم سے منسوخ ہے اور سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۸ میں لکھا ہے جو لوگ اپنے تئین حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کے امت
میں سمجھتے ہیں یا اونکا تابع جانتے ہیں اور اپنے تئین یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو اوسکے افعال
اور عقاید کیسے ہی ہوں شاید وہ اونہیں میں داخل ہیں جن پر کتابی اور ذمی انتہی سو مورد شبہ
اہل کتاب ہے اول اونکا داخل ہونا یہود اور عیسائیوں میں کچھ میرے قول کے منافی نہیں ہے مراد میری عدم

داخل ہان اگر یہ دیکھا اون اہل کتاب میں جسکا ذکر طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم میں ہے دوسرے توریتا اور انجیل
مین جو احکام منصوص ہین بلا تاویل اونکے ماننے والے کو یہود اور نصرانی کہتے ہین تو صابیون اور مجوسیا کو ہین
داخل کرنا ممنوع ہے جیسے قرآن کے احکام کا ماننے والے اور اوسکے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتاویل
تاویل جاننے والے کو مسلمان اور محمدی ہونا ممنوع ہے دیکھو ایسے شبہ سے ذبائح بنی تغلب کو کہ عرب کے
نصارے میں سے تھے حرام کہا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے لا تاکلوا ذبائح نصاری بنی
تغلب فانہم لم یتمسکوا من النصرانیۃ بشیٔ الا بشرب الخمر یعنی نہ کھاؤ ذبائح نصاری بنی تغلب کے
کہ اونہون نے نہین تمسک کیا ہے نصرانیۃ سے ساتھ کسی چیز کے سوا اسکے پینے شراب کے
اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ ہمارے زمان کے فقہا نے
اونہین نصارے کے ذبیحہ کو حلال بتایا ہے جو تثلیث کے قائل ہین اور صاف اوسکی تصریح کر دی
ہے کہ اگر نصارے وقت ذبح کے تصریح کہین بسم اللہ الذی ثالث ثلثۃ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا
ورنہ حلال ہے سو اول اقوال فقہا کے آپس مین مختلف ہین سب فقہا کا یہ قول نہین ہے کہ قائلین
تثلیث کا ذبیحہ حلال ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا دوسری اس تصریح فقہا سے یہ نہین پایا جاتا ہے کہ
کہ جو نصارے تثلیث کے قائل ہین اونہین کا ذبیحہ حلال ہے جو اوس سے پایا جاتا ہے سو یہ
ہے کہ جو وقت ذبح کے اظہار تثلیث کرے اوسکا ذبیحہ نہ کھانا چاہیئے کہ اوسکا معتقد تثلیث ہونا
معلوم ہو گیا ہے اور جو وقت ذبح کے اظہار تثلیث نہ کرے اوسکو محمول اوپر اعتقاد توحید کے کر کے
اوسکا ذبیحہ حلال سمجھ لینا چاہیے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۴ آ
مین لکھا ہے کہ طعام کے معنی لغت مین گیہون کے اور تمام کہانے کی چیزون کے ہین گوشت ہو یا غلہ
ہو مگر اہل کتاب کے غلہ مین اور لوگوں کے پاس جو گوشت ہو اوسکے حلال ہونے مین تو کچھ شبہ تھا ہی
نہین بلکہ اگر شبہ تھا تو اس بات مین شبہ تھا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اوسکا
گوشت بھی حلال ہے یا نہین اور آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب اوسکی حلت کے لیے نازل ہوئی
ہے اسی لیے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبائح اور تمام کھانے کی چیزین ہین جو انکے
ہو اہین کیسی عجیب کلام ہے اول طعام کے معنی لغت مین گوشت کے کتب لغت سے ہین
معلوم نہین ہوتے ہین اہل لغت مین طعام کے معنے یا گیہون کے ہین یا کل حبوب اور غلہ کے جو ذخیرہ ہوتا

جو خورش مین آتے ہین اور عرف اہل حجاز مین گیہون ہی کے ہین اور بعضون نے کہجور کے کہے ہین

نہایہ جزری مین مرقوم ہے الطعام عام فی کل ما یقتات من الحنطۃ والشعیر والتمر وغیرہا و حلف بہا

علی ما عدا الحنطۃ لاستثناء الا ان العلماء خصوہ بالتمر لانہ الغالب علی طعمہم یعنے طعام عام ہے کل حبوبات اور غلات

کو جو خورش مین آتا ہے گیہون اور جو اور کہجور وغیرہ سے اور اطلاق کیا گیا ہے حدیث صاعا من طعام لا سمراء مین

سوا گیہون کے اور غلون پر بسبب استثنا گیہون کے اس حدیث مین مگر عالمون نے خاص کیا ہے طعام کو ساتہ

کہجور کے اسلئے کہ کہجور غالب ہے اہل حجاز کے کہانے مین اور مجمع البحار مین ہے تخرج صدقۃ الفطر

صاعا من طعام ای بر و قیل تمر و ہو اشبہ لان البر قلیل عندہم و قال الخلیل ان العالی فی کلام العرب ان الطعام ہو البر

یعنے حدیث مین ہے کہ نکالتے تہے ہم صدقہ فطر ایک صاع طعام سے یعنی گیہون سے اور کہا گیا ہے

کہجور سے اور یہی مشابہ تر ہے ساتہ حق کے اسلئے کہ گیہون کم ہے عرب والون کے یہان اور کہا خلیل نے

کہ جیتا ہوا کلام عرب مین یہ ہے کہ طعام گیہون ہی ہے اور منتہی الارب مین مسطور ہے طعام

حبوبات ماکول را طعام گویند و بعضی گندم را خاصہ بدلیل حدیث ابی سعید کنا نخرج صدقۃ الفطر فی عہد رسول

اللہ صاعا من طعام او صاعا من شعیر و نیز طعام آنچہ با آن رمق سد سازند اور نووی نے شرح

صحیح مسلم مین لکہا ہے ان الطعام فی عرف اہل الحجاز اسم للحنطۃ خاصۃ یعنی تحقیق طعام عرف اہل حجاز

مین اسم ہے واسطے خاص گیہون کے دوسرے ہو سکتا ہے کہ شبہ ہو اونکے پاس کے حبوبات اور

غلات اور میوہ جات کے کہانے مین کہ یہ کہانا شاید منجملہ موالات اور موالات اونکی منہی عنہا ہین تو انکی حلت کے

لیے و طعام الذین اوتوا الکتاب نازل ہوئی ہو و ہذا بعضے ائمہ زیدیہ نے طعام کے اس آیت مین یہی تفسیر کی

ہے اور اونکے پاس کے گوشت مین اور اونکے یہان کے پختہ گوشت اور کہانون مین تو بعد نزول

اس آیت کے اوس صورت مین کہ طعام سے مراد ذبیحہ ہے ہوا ہی تک بہت شبہا موجود ہین کہ گوشت معلوم

نہین کہ جانور حلال کا ہے یا حرام کا پہر وہ جانور ذبح کیا ہے یا نہین اور پہر وقت ذکاۃ کے تسمیہ اونپر عمدا

متروک ہی یا مذکور اور اوس گوشت کے ساتہ خون ہی مخلوط کر کہا گیا ہی یا نہین کہ خوان کو نجاست سے کہاتے

ہین اور اونکے کہانون مین کوئی چیز حرام یا نجس مخلوط ہے یا نہین کہ اونکو بہت حرام چیزون اور نجس

چیزون سے اجتناب نہین ہے اور پہر جن برتنون مین وہ کہانا پکایا گیا ہے وہ نجاسات اور محرمات سے

پاک تہے یا نہین تیسرے موافق اس امور کے تفسیر طعام کے ساتہ صرف ذبایح کی چاہیئے نہ ساتہ ذبایح

اور تمام کہانون کی چیزون سے کے جو ستے کذب اس قول کا کہ تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبیحہ
اور تمام کہانے کی چیزین لین ہیں عبارت تفسیر نیشاپوری سے جو خود جناب سید احمد خان
صاحب نے اسی صفحہ مین نقل فرمائی ہے ظاہر ہے کیونکہ طعام سے ذبائح اور تمام کہانے کی چیزین
بعض مفسرین نے مراد لین ہین جیسے کہ جو اور فاکہ وغیرہ بعض ائمہ زیدیہ نے مراد لیا ہے اور اکثر مفسرین
نے صرف ذبائح مراد لئی ہین عبارت تفسیر نیشاپوری کی یہ ہے الاکثرون علی ان المراد بالطعام الذبائح
لان قبل الآیۃ فی بیان الصید والذبائح ولان ما سوی الصید والذبائح محللۃ قبل ان کانت لاہل الکتاب وبعد
ان صارت لہم فلا تبقی لتخصیصہا فائدۃ وعن بعض ائمۃ الزیدیۃ ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ ما لا یحتاج منہ الی الذکاۃ
وقیل انہ جمیع المطعومات یعنی اکثر مفسرین کے نزدیک مراد ساتہ طعام کے ذبائح ہین اسلئے کہ ما قبل آیت صید اور ذبائح
میں ہے اور اسلئے کہ ماسوا صید اور ذبائح کے حلال ہین پہلے اس سے کہ اہل کتاب کے تہے اور بعد
اسکے کہ اہل کتاب کے ہو جائین تو نہین باقی ہے انکے تخصیص کے لئے فائدہ اور منقول ہے
بعض ائمہ زیدیہ سے کہ مراد طعام سے روٹی اور میوا اور جو محتاج نہ ذکاۃ کا نہ ہے اور کہا گیا ہے کہ طعام شامل
مطعومات ہین اور تفسیر کبیر مین مرقوم ہے وفی المراد بالطعام وجوہ ثلثۃ الاول انہ الذبائح یعنی یحل
لنا اکل ذبائح اہل الکتاب فاما المجوس فقد سن بہم سنۃ اہل الکتاب فی اخذ الجزیۃ منہم دون اکل ذبائحہم و
نکاح نسائہم وعن علی رضی اللہ عنہ انہ سئل عن ذبائح نصاری بنی تغلب فقال لا تاکلوا فانہم لیسوا علی
النصرانیۃ ولم یاخذوا منہا الا شرب الخمر وبہ اخذ الشافعی وعن ابن عباس انہ سئل عن ذبائح نصاری العرب
فقال لا باس بہ وبہ اخذ ابو حنیفۃ والوجہ الثانی ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ وما لا یحتاج فیہ الی الذکاۃ وہو منقول
عن بعض ائمۃ الزیدیۃ والثالث ان المراد جمیع المطعومات والاکثرون علی القول الاول ورجحوہ [illegible] وجوہ
اور مراد مین ساتہہ طعام کے تین وجہین ہین وجہ پہلی یہ ہے کہ طعام ذبائح ہین یعنی حلال ہے ہمکو کہانا
ذبائح اہل کتاب کا اور لیکن مجوس سو جاری رکہا گیا ہے ساتہ اونکے طریقہ اہل کتاب کا اخذ جزیہ مین اور نہ
کہانے مین اونکے ذبیحہ کے اور نکاح کرنے مین اونکی عورتون سے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے کہ سوال کئے گئے ذبائح نصاری بنی تغلب سے سو کہا اونہون نے کہ نہ کہاؤ ذبائح انکا کہ
بنی تغلب کے اسلئے کہ نصاری بنی تغلب نہین ہین نصرانیت پر اور نہین لیا ہے اونہون نے
نصرانیت مین سے مگر پینے شراب کو اور ساتہ اسکے اخذ کیا ہے امام شافعی نے اور روایت ہے

ابن عباس سے کہ دو سوال کئے گئے ذبایح نصاریٰ عرب سے سو کہا اونہون نے کہ نہین ڈر ہے
انکے ذبایح کے کہانے مین اور ساتھ اسکے اخذ کیا ہے امام ابو حنیفہ نے اور وجہ ثانی یہ ہے کہ مراد
طعام سے روٹی اور میوہ اور جو چیز کہ نہ احتیاج ہو اوسمین طرف ذکاۃ کے اور منقول ہے بعض ائمہ زیدیہ
سے اور وجہ تیسری یہ ہے کہ مراد طعام سے سارے کہانے کی چیزین ہین اور اکثر مفسرین پہلے قول پر
ہین اور ترجیح دیا ہے علما نے اس قول کو چند وجہون سے اور جناب سید احمد خان صاحب
نے جو صفحہ ۴۶ مین عبارت تفسیر نیشاپوری کو یون نقل کیا ہے وعن بعض ائمۃ السریہ
ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ وما لا یحتاج منہ الذکاۃ انتہی اور پھر ترجمہ اوسکا حاشیہ پر یہ لکہا کہ سر اسمین یہ ہے
کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اونکے ذبح کی نہین ہے انتہی
لطف کی بات ہے کہ ائمہ الزیدیہ کو ائمہ السریہ پڑھ کر ترجمہ اوسکا یہ کر دیا کہ سر اسمین یہ ہے اور کچھ مطلب کو نہ سمجھا
کہ کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۰ مین لکہا ہے کہ وہی قصائی
اور وہی ذابح جو ہمارے کہانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہین وہی انگریزون کے یہان ذبح کیا ہوا گوشت دیتے
ہین انتہی سو ہمارے قصائیون کے گوشت دینے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ یہ گوشت ذبح کیا
ہوا وہی ہمارے قصائیون کا دیا ہوا ہو کیونکہ اونکے یہان کا گوشت مقصور ہمارے قصائیون
کے دیئے ہوئے پر نہین ہے اونکے یہان گوشت سور کا بہی پکتا ہے اور وہ ہمارے قصائیون کا دیا ہوا
یا کسب ہم نہین ہوتا ہے تو جیسے سور کا گوشت اونکے یہان اونکا دیا ہوا پکتا ہے ویسے ہی چوٹ
سے اور گلا گہونٹ کے مارے ہوئے کا اور متروک التسمیہ عامداً کا بہی گوشت اونکے یہان پکتا ہے
پہر جناب سید احمد خان نے جو اسی صفحہ ۵۰ مین لکہا ہے کہ طعام اہل کتاب بنص صریح
خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہین مشتبہ ہی اور اصول
کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہ سے زائل نہین ہوتا ہے انتہی سو جب کہ مراد طعام اہل کتاب
سے ذبیحہ اہل کتاب ہے تو جب تک کہ ذبح ہونا معلوم نہو وہ اوس طعام اہل کتاب سے کہ بنص
صریح خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کیا ہے کیونکر ہو سکتا ہے پس ایسے طعام کی حلت کا قائل ہونا بنا امر
مشکوک پر یقین کر کے اوسکو مورد نص ٹہرا دینا ہے اور اوپر ہم صفحہ ۹۴ مین عبارت معالم
السنن خطابی اور تفسیر معالم التنزیل کی نقل کر چکے ہین اوس سے صاف معلوم ہوتا ہے

کہ جس جانور کا ذبح مشکوک ہو اوس پر حکم حلت کا جاری نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ عادت ان اہل کتاب کی
نہ معلوم ہو کہ ذبح نہیں کرتے ہیں کہ اس صورت مین ظن مستفاد غالب حال سے مرجح جانب نا مذبوح ہونیکا ہوگا
بالجملہ قائل ہونے مین ساتھ عدم حلت اس طعام کے ازالہ کسی یقین کا شبہ سے نہیں ہے تا کہ مخالفت
قاعدہ اصول کی لازم آئے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۵ اور صفحہ
۱۶ مین لکھا ہے اور ابو داؤد مین باب اللحم لا یدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے
یہ حدیث مذکور ہے انہم قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیثو عہد بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہا
ام لم یذکروا انأکل منہا فقال رسول اللہ صلعم سموا اللہ وکلوا اگرچہ یہ حدیث نو مسلموں کے باب مین ہے
لیکن جب اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ایسا ہی درست ہے جیسا کہ مسلمانکا تو اوس وقت اسبات
کے نہ معلوم ہونے سے کہ آیا موجب قاعدہ کے ذبح ہوا ہے یا نہیں اوسکا کھانا ناجائز نہیں ہے
ماننا سو ذبح کیے ۔ ۔ سے اہل کتاب کا حلال ہونا مانند ذبح کئے ہوئے مسلمان کے مسلم ہے لیکن
اسوقت کہ ذبح ہونا اوسکا موافق قاعدہ اہل اسلام کے معلوم ہو اور جب کہ اوسکا ذبح ہونا بقاعدہ اسلام معلوم
نہو تو وہ مانند ذبح کیے ہوئے مسلمان کے کیونکر ہو سکتا ہے مسلمان کا ذبح کیا ہوا تو بہر حال بصورت عدم
علم بنا بر حکم طریقہ اسلامی پر محمول ہوگا کہ مسلمان کے فعل کو حتی الامکان اوپر صحیح پر حمل کرنا چاہیے لہذا ابن عبد البر
نے اس حدیث عائشہ رض کی شرح مین لکھا ہے فیہ ان ما ذبحہ المسلم یوکل ویحمل علی انہ سمی لان المسلم لا یظن بہ
کل شئی الا الخیر حتی یتبین خلاف ذلک ذکرہ ابن حجر فی فتح الباری اس حدیث مین ہے کہ جو جانور جاہل
کہ ذبح کیا ہوا اوس نادان مسلمان نے کھایا جاوے اور حمل کیا جاوے اسپر کہ اوس مسلمان نے نام اللہ کا وقت
ذبح کے ذکر کر لیا ہوگا اسلئے کہ مسلمان کے ساتھ گمان نہ کیا جاوے کسی کام مین مگر نیک تا آنکہ ظاہر ہو
خلاف اوسکا ذکر کیا ہے اسکو ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری مین بعض
علما سے نقل کیا ہے کہ شاید آنحضرت صلعم کو حال اون نو مسلموں کے تسمیہ کا معلوم ہو اگرچہ سائلین کو نہ معلوم
تھا لہذا آنحضرت نے اونکے لائے ہوئے گوشت کی کہانیکا حکم فرما دیا ابن جوزی نے تحقیق مین
لکھا ہے والظاہر انہم کانوا یسمون انتہی اور ظاہر یہ ہے کہ وہ نو مسلم تھے ذکر کرتے نام خدا کا وقت
ذبح کے علاوہ برین اہل کتاب کے پاس کے گوشت مین تو اشتباہ نفس ذبح مین ہے کہ آیا ذبح ہوا ہے
یا نہیں اور اون نو مسلموں کے گوشت لائے ہوئے مین نفس ذبح کا شک نہ تھا بلکہ صرف ذکر نام خدا او

اوسکے شرک کا شبہہ تھا لہذا ساتلین سب نے خدمت مین آنحضرت کے یون عرض کیا کہ لاندری اذکروا اسم اللہ علیہا
ام لم یذکروا اور یہ بعضون کہا کہ لاندری اذبحوا با اسم لم یذبحوا اور متروک التسمیہ مختلف فیہ بخلاف غیر اللہ کی کہ بالاجماع
حرام ہے اور مجمل عبارت عالمگیری جو صفحہ ۱۴ مین منقول ہے وہ جانور ہے کہ مذبوح ہونا اوسکا بقاعدہ
شرعیہ معلوم ہو صرف تسمیہ کا شبہہ ہو اور وہ اہل کتاب ہین کہ جنکی عادت ذبح اور تسمیہ کی ہو نہ یہ نصاری کہ عادت
انکی ذبح اور تسمیہ کی نہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۴۱ اور صفحہ ۱۵ مین
لکہا ہے اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالے نے حلال کیا ہے پس جسطرح کہ اون کے
نزدیک اور اونکے مذہب مین جانور کے ذکات درست ہے وہی اونکا ذبیحہ ہے اور اوسیکا کہانا مسلمانون
مسلمانون کو حلال ہے یہان تک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑکر مار ڈالنا یا سر پہاڑکر مارنا اونکا ذکات
سمجہتے ہون تو ہم مسلمانون کو اوسی کا کہانا درست ہے انتہی سو خدا تعالی نے طعام اہل کتاب کا حلال
کیا ہے اور علما نے اہل سنت نے طعام سے ذبیحہ مراد رکہا ہے اور ذبح کے معنے وہی مراد ہین
جو شرع اسلامی مین ہین نہ کچہ اور معنی اگرچہ نصاری اون معنی کو ذبح کہتے ہون جیسے کہ نکاح عورت کتابیہ
سے اوسی معنی کر حلال ہے کہ جو معنی شرع اسلامی مین نکاح کے ہین نہ کسی اور معنی کر اگرچہ نصاری اوسکو نکاح
سمجہتے ہون تو مسلمین چاہیئے نکاح مسلمان کا کتابیہ سے بدون ارکان اور شروط نکاح اسلامی کے جائز نہین ہے
ویسے ہی مسلمان کو کہانا ذبیحہ اہل کتاب کا بدون شروط اور ارکان ذبح اسلامی کے جائز نہین ہے اور جیسے خدا تعالی
نے ذبیحہ اہل کتاب اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم سے حلال کیا ہے ایسی ہی
خدا تعالی نے جو ساتھ نام غیر خدا کے ذبح کیا جاے یا گردن توڑکر چوٹ سے سر توڑکر مارا جائے اوسکو
اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ
سے حرام فرمایا ہے یعنے حرام کیا گیا ہے تمپر مردہ جانور اور خون اور گوشت سور کا اور جو ساتھ نام غیر خدا
کے ذبح کیا گیا اور گلا گہونٹکر مارا گیا اور چوٹ سے مارا گیا شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم حنبلی نے کہا ہے
شرح مشابہت کفار مین لکہا ہے فلما تعارض العموم الحاظر وہو قولہ تعالے وما اہل لغیر اللہ بہ والعموم المبیح وہو
قولہ تعالی طعام الذین اوتوا الکتاب اختلف العلما فی ذلک والاشبہ بالکتاب والسنۃ ما دل علیہ اکثر کلام
احمد من الحظر وان کان من متاخری اصحابنا من لم یذکر ہذہ الروایۃ بحال وذلک لان عموم قولہ تعالے وما اہل لغیر اللہ
بہ وما ذبح علی النصب عموم محفوظ لم تخص منہ صورۃ بخلاف عموم طعام الذین اوتوا الکتاب فانہ یشترط لہ

ذبیحة الزكاة المبیحة فلو ذكی الكتابی فی غیر المحل المشروع لم تبح ذكاته ولان غایة الكتابی ان تكون ذكاته كالمسلم
المسلم لو ذبح باسم غیر الله لم تبح وان كان یكفر بذلك فكذلك الذمی لان قوله وطعام الذین اوتوا الكتاب حل لكم
وطعامكم حل لهم سواء وهم ان كانوا یستحلون هذا ونحن لا نستحله فلیس كل ما استحلوه یحل لنا ولانه قد تعارض دلیلان حاظر
ومبیح فالحاظر اولى ولان الذبح لغیر الله وباسم غیره قد علمنا یقینا انه لیس من دین الانبیاء علیهم السلام فهو من الشرك
الذی احدثوه فالمعنى الذی لاجله حلت ذبائحهم منتف فی هذا انتهی سو جبكہ متعارض تھا عموم حاظر اور وہ قول الله تعالیٰ
كا وما اهل لغیر الله بہ ہے اور عموم مبیح اور وہ قول الله تعالیٰ كا طعام الذین اوتوا الكتاب ہے مختلف ہوئے
اہل علم بیچ اوسكے ساتھ كتاب اور سنت كے وہ یہ ہے كہ دلالت كرتا ہے اوسپر اكثر كلام امام احمد كا حرمت پر
اگرچہ متاخرین اصحاب ہمارے سے وہ ہے كہ نہیں ذكر كیا ہے اونہے اس روایت كو بیچ ما اهل لغیر الله بہ
حرمت كا اسلئے ہے كہ عموم قول الله تعالیٰ وما اهل لغیر الله بہ اور وما ذبح على النصب كے عموم محفوظ ہے نہیں تمام
مخصص كیے گئے ہیں كوئی صورت بخلاف عموم طعام الذین اوتوا الكتاب كے پس تحقیق طعام اہل كتاب
كا شرط ہے اوسمین ذكاة مبیحہ سو اگر ذبح كیا كتابی نے غیر محل مشروع میں تو مباح نہ ہوگی ذكاة اوسكی اور گوشت
كے كہانیكو اور اسلئے كہ نہایت درجہ كتابی كا یہ ہے كہ ہو ذكاة اوسكے مانند ذكاة مسلمان كے اور مسلمان اگر
ذبح كرے واسطے غیر خدا كے اور ذبح كرے ساتھ نام غیر خدا كے تو نہ مباح ہوگا ذبیحہ اوسكا اگرچہ كافر نہ ہوجائیگا
مسلمان ساتھ اسكے سو اسیطرح ذمی ہے كہ نہ مباح ہوگا ذبیحہ اوسكا اگر ذبح كرے واسطے غیر خدا كے یا ساتھ نام
خدا كے اسلئے كہ قول الله تعالیٰ كا وطعام الذین اوتوا الكتاب حل لكم اور وطعامكم حل لهم برابر ہیں اور وہ اگرچہ حلال
جانتے ہیں اسكو اور ہم نہیں حلال جانتے ہیں اسكو نہیں ہے كہ جو حلال جانیں وہ اوسكو وہ حلال ہو ہمارے واسطے اور اسلئے
كہ تحقیق متعارض ہوئے ہیں دو دلیلیں حاظر اور مبیح پس حاظر اولے ہے اور اسلئے كہ ذبح واسطے غیر
خدا كے اور ساتھ نام غیر خدا كے تحقیق جان چكے ہیں ہم یقیناً كہ وہ نہیں ہے انبیاء كے دین سے علیہم السلام بلكہ وہ
شرك میں سے ہے كہ احداث كیا ہے اوسكو اونہوں نے پس وہ معنی كہ جسكے سبب سے حلال ہوتے ہیں
اونكی ذبیحے منتفی ہیں یہاں میں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۱ میں لكھا ہے
كہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال فكلوا مما ذكر اسم الله علیه ولا تاكلوا مما لم یذكر اسم الله علیه فنسخ
واستثنی من ذلك فقال طعام الذین اوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے
كہ اہل كتاب كی ذبح میں موافقت ہماری قواعد ذبح كے شرط نہیں ہے انتہی سو اس قول ابن عباس سے

یعنی کتابی یا اہل کتاب کی ذبح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کی شرط نہیں ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم
جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً عمداً ہو یا سہواً اونکے نزدیک حلال ہے سو یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے
سوا اسکے دو قول اور ہیں اونمیں قول محمد ابن سیرین اور نافع اور شعبی وغیرہم کا یہ ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً سہواً
ہو یا عمداً حرام ہے اور قول متوسط بین القولین یہ ہے کہ متروک التسمیہ عمداً حرام ہے اور متروک التسمیہ سہواً
حلال ہے عینی نے **صحیح البخاری** کے شرح میں لکھا ہے ذہب مالک والثوری وابو
حنیفہ واصحابہم الی ان ترکہا ان کان عامدا لم یحل وان کان ترکہا ساہیا اکلت قال ابن المنذر وہو قول ابن
عباس وابی ہریرۃ وابن المسیب والحسن بن صالح وطاؤس والحسن بن ابی الحسن وعبد الرحمن بن ابی لیلی وجعفر
بن محمد والحکم وربیعۃ واحمد واسحق گئے ہیں مالک اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ اور اصحاب اونکے اس طرف کہ ترک
تسمیہ کا اگر ہو عامداً نہ کہایا جاوے اور اگر ہو ترک اوسکا ساہیاً کہایا جاوے کہا ابن المنذر نے اور یہی قول ہے
ابن عباس اور ابی ہریرہ اور ابن المسیب اور حسن بن صالح اور طاؤس اور حسن بن ابی الحسن اور عبد الرحمن بن ابی
لیلی اور جعفر بیٹا محمد اور حکم اور ربیعہ اور احمد اور اسحق کا لہذا امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** میں
لکہا ہے وقال قوم لا یحل الا ان یسموا اللہ تعالی یعنی اور کہا ایک قوم نے کہ نہیں حلال ہیں ذبائح اہل کتاب کی
مگر یہ کہ ذکر کریں اہل کتاب وقت ذبح کے نام خدا کا اور مروی ہے حضرت علی اور حضرت عایشہ اور عبد اللہ بن عمر
سے جیسا کہ ذکر اوسکا آچکا ہے تفسیر **ابن الکمال** سے اور بہی ہدایہ اور **شرح کنز** زیلعی اور
رد المحتار سے مذکور ہو گیا ہے کہ ترک تسمیہ میں مسلمان اور کتابی دونوں برابر ہیں متروک التسمیہ عمداً جیسے مسلمان
کا حلال نہیں ہے ویسے ہی کتابی کا حلال نہیں ہے علاوہ بریں اس قول ابن عباس میں سوا تسمیہ کے
اور قواعد ذبح سے کچہہ تعرض نہیں ہے پس اگر فرض کیا جائے کہ ابن عباس کے نزدیک موافقت اہل
کتاب کی ساتہہ ہمارے تسمیہ میں نہیں ہے جب بہی ابن عباس کی حدیث میں یہ نہیں ثابت ہوتا ہے
کہ اہل کتاب کے ذبح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کی سوا تسمیہ کے شرط نہیں ہے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو **صفحہ ۱۷** اور **صفحہ ۱۸** میں لکھا ہے کہ جو
احکام حلال یا حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اونکے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف
ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالی نے ہمکو حلال کر دیا ہے تو ہماری
یہ شرط کسی طرح لگ نہیں سکتی کہ جسطرح ذبح کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اوسیطرح وہ بہی ذبح کیا کریں

اسکے سوا ملی اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ جو احکام حلال او حرام کے ہمارے دین میں ہیں مذہب مسیح او نیز اور کفار
نہیں ہوسکتے مخالف ہیں دوسرے اگر فرض کیا جاوے کہ کفار سوا ایمان رکھتے او ... سب کے
یکسان ہیں تو اہل اسلام تو مکلف اپنے دین کے احکام کی ہیں منخنقہ اور موقوذہ اور ما اہل لغیر اللہ بہ اہل بلاد
پر حرام ہے اور بموجب حکم الا ما ذکیتم حلال منحصر مذکی بذکاۃ شرعی میں اور اوسکے سوا ہی او طعام اہل کتاب جو حلال
ہے اپنے عموم اور اطلاق پر نہیں ہے بلکہ مراد اوس سے ذبائح مذبوح شرعی ہیں اور غیر مذبوح ذبح شرعی کا جو
حرام ہے ذبائح کتابی ہو یا مسلمان اگر اختلاف ہے تو متروک التسمیہ میں ہے نہ غیر مذبوح میں اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو **صفحہ ۸** میں لکھا ہے کہ بعضے روایتوں میں آیا ہے
کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کریں تو بھی اوسکا کھانا درست ہے اسکے یہ روایت مطرود ہے
بہت ما اہل لغیر اللہ بہ ہے لہذا جمہور اس روایت کے مخالف ہیں نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا
ہے فاما اذا ذبحوا علی اسم المسیح او کنیسہ او نحوہا فلا تحل تلک الذبیحۃ عندنا وبہ قال جماہیر العلماء اور رائی یہ ہے کہ جب ذبح
کریں اہل کتاب مسیح کے نام پر یا گرجا یا اوسکے مانند پر تو نہیں حلال ہے یہ ذبیحہ اور ساتھ اسکے قائل ہیں جمہور
علما اور **فتاوی قاضی خان** میں مرقوم ہے ذبیحۃ الیہودی والنصرانی حلال وان کان حربیا الا
ان یسمی علیہ بالمسیح فاذا سمع منہ ذلک لا تحل فانہ اہل بہ لغیر اللہ یعنی ذبیحہ یہودی اور نصرانی کا حلال ہے اگرچہ
ہو حربی مگر یہ کہ نام لے وقت ذبح کے اوپر مسیح کا پس جب سنا جاوے اوس سے یہ نہیں حلال ہے
اسلیے کہ یہ داخل ہے ما اہل لغیر اللہ بہ میں اور جناب **سید احمد خان صاحب** نے جو **صفحہ**
۱۹ سے **صفحہ ۲۳** تک **تفسیر ابن العربی اور معیار** سے نقل کیا ہے کہ محصل اوسکا یہ ہے
کہ ذکاۃ اسلامی ذبیحہ اہل کتاب کے حلت کے لئے شرط نہیں ہے سو وہ قابل التفات اور لائق اعتبار کے
نہیں ہے دو وجہ سے اول یہ قول صرف **ابن العربی مالکی** اور اسکے اتباع کا ہے اور صرف قول
اوسکا لائق اعتماد کے نہیں ہے کہ اکثر اقوال میں ابن العربی منفرد ہے اور مخالف اجماع کے چنانچہ اوسکی
شذوذات میں سے ہے وہ جو ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ میں ذکر کیا ہے کابن العربی المالکی فانہ نقل عنہ
ما یقشعر منہ الجسد انہ قال لم یقتل یزید الحسین الا بسیف جدہ ای لانہ الخلیفۃ والحسین باغ علیہ والبیعۃ سبقت
لیزید ویکفی فیہا بعض اہل الحل والعقد وبیعتہ کذلک اور مانند ابن عربی مالکی کے اسلیے کہ نقل کیا گیا ہے
اوس سے وہ جس سے بال کھڑے ہوتے ہیں کہ کہا اوسنے نہیں قتل کیا یزید نے حسین کو مگر ساتھ

تلوار کے اونکے نانا کے یعنی اسلیئے کہ یزید خلیفہ تہا اور حسین بغاوت کرنیوالے تہے یزید پر اور بیعت پہلی ہوچکی تہی یزید کے لیئے اور کافی ہین بیعت خلافت مین بعض اہل حل وعقد اور بیعت یزید کی ایسی ہی تہی یا دوسرا یہ قول ابن العربی کا بہی مخالف اجماع کے ہے اسلیئے کہ ذکاۃ اختیاری بالاجماع ذبح اور نحر مین منحصر ہے جیسا کہ فتح الباری سے مذکور ہوگیا ہے اور مروڑ کے یا چوٹ سے مار ڈالنے کو لغت یا عرف یا شرع مین ذبح یا نحر نہین کہتے ہین بلکہ پہلے کو خنق کہتے ہین اور دوسرے کو وقذ اور منخنقہ اور موقوذہ دونون بہ نص قطعی حرام ہین اور حلال منحصر ہے ذکاۃ اسلامی مین بدلیل الا ما ذکیتم کے ہدایہ مین ہے الذکاۃ شرط حل الذبیحۃ لقولہ تعالی الا ما ذکیتم یعنی ذکاۃ شرط ہے حلال ہونے ذبیحہ کے لیئے بسبب قول اللہ تعالی الا ما ذکیتم کے ابن مالکی نے اپنے امام کی بہی پیروی کو چہوڑ دیا ہے میزان شعرانی مین مرقوم ہے قول الکہ بانہ لو ذبح بعیرا او نحر شاۃ من غیر ضرورۃ لم یوکل یعنی قول امام مالک کا یہ ہے کہ اگر ذبح کیا ہو اونٹ کو یا نحر کیا ہو بکری کو بدون ضرورت کے تو نہ کہایا جاے پہر اسکے وجہ اوسی میزان مین یون مرقوم ہے ووجہ التحریم انہ ذبح غیر مشروع وکل عمل لم یوافق الشریعۃ فہو غیر صحیح فلا تحل اور وجہ حرام کرنے کی یہ ہے کہ یہ ذبح غیر مشروع ہے اور جو عمل نہ موافق ہو شریعت کے تو وہ غیر صحیح ہے پس نہ حلال ہوگا اور بہی میزان شعرانی مین مسطور ہے قول مالک یجب قطع ہذہ الاربعۃ وہی الحلقوم والمری والودجان یعنے قول مالک ہے کہ واجب ہے ذکاۃ مین کاٹنا ان چار رگونکا اور وہ رگین ایک حلقوم ہے کہ جس مین سانس چلتی ہے اور ایک مری ہے کہ جس مین کہانا اور پانی جاتا ہے اور دو شہ رگ ہین کہ جنمین خون بہتا ہی اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۳ مین لکہا ہے اور یہ بات منقح ہوچکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ مین سے کسی ایک خاص مسئلہ مین کسی دوسرے امام کی تقلید کرلے تو کچہ نقصان نہین ہے خصوصا ایسی صورت مین کہ اوسکے نص صریح اوسکے مذہب مین موجود نہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے مقلد عمل کرسکتے ہین انتہے سو تقلید کرنے مقلد ایک امام مین دوسرے امام کے کسی ایک خاص مسئلہ مین تفصیل ہے اور کلام طویل ہے بجاے خود مذکور ہے لیکن عموما اوسکا ناجائز ہونا منقح نہین ہے قائل ہونا حلت لینے جانور کا کہ گردن مروڑ کر یا چوٹ سے اہل کتاب نے مارا ہو کسی دوسرے امام کی تقلید نہین ہے بلکہ سب اماموں کا اور نص قطعی کا خلاف ہے پس ایسی روایت پر مقلد مذاہب اربعہ کیا کوئی مسلمان عمل نہین کرسکتا ہی حرمت منخنقہ اور موقوذہ اور ما اہل بہ لغیر اللہ منصوص قرآن ہے اور بہ نص الا ما ذکیتم اور بالاجماع ذکاۃ شرط ہی

حلت حیوان کی کلہ میں اور ذکاۃ اختیاری بالاجماع منحصر ہے ذبح اور نحر میں بہر حال ذکاۃ اختیاری میں کاٹنا چار رگ
کا شرط ہے نزدیک بعض کے اور دو رگون کا اور نزدیک بعض کے تین کا اور نزدیک بعض کے چار کا اور نووی
نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے قال الشافعی واصحابه وشرط الذکاۃ التی لا تتم الا به قطع الحلقوم و
المری بکمالهما ویستحب قطع الودجین ولا یشترط وهذا اصح الروایتین عن احمد قال ابن المنذر اجمع العلماء علی انه
اذا قطع الحلقوم والمری والودجین واسال الدم حصلت الذکاۃ قال واختلفوا فی قطع بعض هذا فقال الشافعی
یشترط قطع الحلقوم والمری ویستحب الودجان وقال اللیث وابو ثور وداود وابن المنذر یشترط الجمیع وقال ابو حنیفة
اذا قطع ثلثة من هذه الاربعة اجزاه وقال مالک یجب قطع الحلقوم والودجین ولا یشترط المری وهذه روایة عن
اللیث ایضا وعن مالک روایة انه یکفی قطع الودجین وعنه اشتراط قطع الاربعة کما قال اللیث وابو ثور وعن ابی
یوسف ثلث روایات احدها کابی حنیفة والثانیة ان قطع الحلقوم واثنین من الثلثة الباقیة حلت والا فلا والثالثة یشترط
قطع الحلقوم والمری واحد الودجین وقال محمد بن الحسن ان قطع من کل واحد من الاربعة اکثره حل والا فلا کہا شافعی
اور ان کے اصحاب اور ان کی موافقت کرنیوالوں نے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے ذکاۃ مگر ساتھ کاٹنے حلقوم
یعنی سانس چلنے کی رگ اور مری یعنی کھانا اور پانی جانیکی رگ کے بکمالهما اور مستحب ہے کاٹنا دونوں شہ رگ کا
کہ جن میں خون بہتا ہے اور شرط نہیں ہے اور یہ صحیح تر دو روایتوں کا ہے کہ جو امام احمد سے آئی ہیں کہا
ابن المنذر نے کہ اجماع کیا ہے علما نے اس پر کہ جب کاٹے ذابح حلقوم اور مری اور دونوں شہ رگ کو اور بہا دے
خون کو حاصل ہو جائیگی ذکاۃ کہا ابن المنذر نے اور اختلاف کیا ہے علما نے کاٹنے میں بعض ان رگوں کے
سو کہا شافعی نے کہ شرط کاٹنا حلقوم اور مری کا ہے اور مستحب ہیں دو شہ رگ یعنی کاٹنا ان کا اور کہا لیث اور ابو
ثور اور داود اور ابن المنذر نے کہ شرط ہیں سب یعنی کاٹنا سب چاروں رگوں کا اور کہا ابو حنیفہ نے کہ جب کاٹ دی ذابح
تین کو ان چار رگوں میں سے کافی ہے اوسکو اور کہا مالک نے کہ واجب ہے کاٹنا حلقوم اور دو شہ رگ کا اور
نہیں شرط ہے کاٹنا مری کا اور یہ روایت لیث سے بھی آئی ہے اور مالک سے ایک روایت ہے کہ
کافی ہے کاٹنا دو شہ رگ کا اور انہیں مالک سے روایت ہے شرط ہونا کاٹنے چاروں رگوں کا جیسا کہ کہا
لیث اور ابو ثور نے اور ابو یوسف سے تین روایتیں ہیں ایک ان روایات کے مانند قول ابو حنیفہ کے ہے
اور دوسری روایت یہ ہے کہ اگر کاٹ دیا ہے ذابح نے حلقوم اور دو رگوں اور کو تین باقی رگوں میں سے
حلال ہے ذبیحہ اور جو نہیں تو حلال نہیں ہے ذبیحہ اور تیسری روایت یہ ہے کہ شرط ہے کاٹنا حلقوم الخ

مری اور ایک رگ کا گوشت رگون میں سے اور کہا محمد بن الحسن نے کہ اگر کاٹ دیا ہے ذابح نے اکثر کو چار رگون میں
سے حلال ہے اور جو نہیں تو نہیں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۳ مین
لکھا ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو بنص صریح خدا تعالی نے حلال کر دیا
ہے تو ہمکو اسبات کی تفتیش کی کہ کسنے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہین انتہے سو جب کہ
اس نص مین کہ جس نص سے خدا تعالی نے ہمکو طعام اہل کتاب حلال کیا ہے طعام اہل کتاب سے
مراد ذبائح اہل کتاب ہین اور بسبب احتیاطی اسپنے ملک اور زمانہ کے اہل کتاب نصاری کے سبب معلوم ہے
کہ ذبح نہین کرتے ہین) اور کسی جانور کا گوشت ہو اگر کہ مارا ہوا ہو کھا لیتے ہین تو اہل اسلام کو جب انکے
یہان کا گوشت پکا یا کچا سامنے آوے تفتیش اسکی بہت ضرور ہے کہ گوشت حلال جانور کا ہے
یا حرام کا اور جسکا یہ گوشت ہے وہ ذبح بھی کیا گیا ہے یا نہین اور اگر ذبح کیا گیا ہے تو اوسکو کسنے ذبح
کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ اون
چیزون کا جنمین ذبح ہونا ہے نہین مثلاً مچھلی روٹی انڈا چاول شیرینی وغیرہ انتہے سو ان چیزونکا کھانا بھی
بسبب ظن ناشی غالب حال اختلاط نجاسات اور محرمات کے ناجائز ہوگا اسلئے کہ غالب حال اس ملک کے
اہل کتاب کا [illegible] کی چیزون کا ہے کھانون مین اور نجس ہونا ونکے پانی اور برتنون کا اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۲ مین لکھا ہے پس اگر ہمکو بہت احتیاط ہو
تو یہی طریقہ ہمکو اہل کتاب کے ساتھ برتنا چاہیے انتہے سو اہل کتاب کے قول معتبر ہونے مین کلام
ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۶ مین لکھا ہے بموجب مذہب
اہل السنة والجماعت کے مشرکین مین کوئی نجاست ظاہری نہین انتہے سو اول یہ مخدوش ہے
قول ابن عباس و حسن بصری سے کہ وہ قائل ہین مشرکین کے نجاست کے تو وہ کیا اہل سنت و جماعت
مین سے نہین ہین تفسیر کشاف مین ہے عن ابن عباس رضی الله عنه انهم نجس العین کالکلاب
و عن الحسن من صافح مشرکا توضأ ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرک نجس العین ہین مانند کتون کے
اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جو مصافحہ کرے مشرک سے وضو کرے بعضے ہاتھ دھو ڈالے
دوسرے جمہور قائل اسکے ہین کہ مشرکین عین نجاست ظاہری نہین ہین لہ اسلئے کہ اون مین کوئی
ظاہری نجاست نہین ہوتی ہے یہ تفسیر احمدی مین انما المشرکون نجس کے مرقوم ہے

ابو سعود علی بان المعنی انما المشرکون ذو نجس لان النجس بفتحتین عین النجاسۃ ولانہم لا یتطہرون ولا یغتسلون ولا یجتنبون
النجاسات فہی ملابسۃ لہم یعنی ابو سعود لکہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ سوا اسکے نہین کہ مشرک صاحب نجاست
ہین اسلیئے کہ نجس بفتحتین عین نجاست ہے اور اسلیئے کہ مشرکین نہین پاک رہتے ہین اور نہین غسل کرتے
اور نہین پرہیز رکہتے ہین نجاست سے تو نجاسات سے لگے ہوے ہین انکو اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۲۶ مین لکہا ہے کہ اوس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیون کی مٹہائی اور دودہ دار
ہندون کے پکے ہوئے کہانے مین ہے انتہے تو حلوائیون کی مٹہائی اور دودہ جو اس ملک مین حکم
اباحت بنا بر عموم بلوی اور دفع حرج اور قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات کے جاری ہے چنانچہ جناب حکیم احمد
خان صاحب نے جو فتوی نام سے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۲۷ مین نقل کیا ہے
اوسکا بہی منشا یہی ہے لیکن قیاس اہل کتاب کے کہانیکا اوسپر صحیح نہین ہے اسلیئے کہ کوئی احتیاج
ضرورت کہ جاری ہو اوس سے منع اسمین پائی نہین جاتی ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے
جو صفحہ ۳۱ مین لکہا ہے کہ یہ بات دیکہنی چاہیئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہین آیا تا بنے اور پیتل یا شیشہ
کے ہین کہ جسمین اثر اشیای محرمہ کا اگر اومین کہانے یا پیئے گئے ہون نفوذ نہین کرتا ہے یا ایسی چیز
قسم سے ہین کہ جسمین اثر اونکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم اول کے ہین اور دہوے ہوئے ہین تو اونمین کہانا
کہانے مین خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بہی دہوے ہین اور اونمین محرمات کہاتے جانیکا صرف احتمال
یا ظن غالب ہے مگر یقین نہین اور نہ کوئی ظاہری نجاست اونمین ہے تو بغیر دہوئے اونمین کہانا مکروہ ہے لیکن
بی احتیاطی ہے مگر حرام یا ممنوع شرعی نہین ہے انتہے تو اسمین کئی وجہ سے کلام ہے اول جو احادیث
مین منع کیا گیا ہے اہل کتاب اور مشرکین کے برتنون مین کہانے سے تو کہیں اونمین کسی قسم کے برتنون کی
قید نہین ہے کہ مٹی کے ہون اور تانبے اور شیشہ اور چینی کے نہون اور نہ اسکی قید ہے کہ وہی برتن ہون
کہ جنمین انکا نا جنریر کا اور پینا شراب کا متیقن ہو نہ اور برتن اور حدیث ابی ثعلبہ مین جو آیا ہی کہ انہم یطبخون فی قدورہم الخنزیر ویشربون فی آنیتہم الخمر
بیان انکی عادت کا اور اظہار اونکی حال کا ہے نہ سوال خاص اون برتنون کی کہ جنمین وہ سور پکاتی تہی اور شراب پیتے تہی یعنی انکو خنزیر اور شراب
سے کچہ اجتناب نہین ہے لہذا بعض اور روایات مین بدون ذکر اونکے عادت کے بہی سوال کیا گیا ہے اور
صورت مین بہی آنحضرت صلعم نے اونکے برتنونکے نسبت ایسا ہی حکم دیا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے اپنے
سنن مین ابی ثعلبہ خشنی سے روایت کیا ہے کہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتہ

قلت یا رسول اللہ قدور المشرکین نطبخ فیہا قال لا تطبخوا فیہا قلت فان احتجنا الیہا فلم نجد منہا بدا قال فارضخوہا
رضخا حسنا ثم اطبخوا وکلوا کہا ابو ثعلبہ خشنی نے آیا مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو پوچہا مین نے
آپ سے کہا مین نے یا رسول اللہ ہانڈیان مشرکون کی پکا دین ہم اونمین فرمایا نہ پکاؤ اونمین کہا مین نے
پہر اگر محتاج ہون ہم طرف اونکے ہانڈیون کے اور نہ پائین ہم اونکے سوا چارہ فرمایا دہو ڈالو اونکو خوب دہونا پہر
پکاؤ اور کہاؤ اور ترمذی نے اپنے جامع مین ابی ادریس خولانی سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو ادریس خولانی
نے سمعت ابا ثعلبۃ الخشنی یقول اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انا بارض قوم اہل الکتاب
ناکل فی آنیتہم قال ان وجدتم غیر آنیتہم فلا تاکلوا فیہا فان لم تجدوا فاغسلوہا وکلوا فیہا سنا مین نے ابی ثعلبہ
خشنی سے کہ کہتے تہے آیا مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا مین نے یا رسول اللہ ہم بیچ
زمین ایک قوم اہل کتاب کے ہین کہاتے ہین ہم اونکے برتنون مین فرمایا آپ نے اگر پاؤ تم اونکے
برتنونکے سوا تو نہ کہاؤ اونکے برتنون مین پہر اگر نہ پاؤ تو دہو ڈالو اونکو اور کہاؤ اونمین اور اسیطرح صحیحین مین
بہی مروی ہے ابی ثعلبہ خشنی سے بالجملہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث مین مطلق ظروف
مشرکین اور اہل کتاب مین کہانے سے منع فرمایا ہے ساتھ صیغہ نہی کے اور رخصت کو مقید فرمایا ہے
ساتھ دہونے اور نہ میسر ہونے اور برتنونکے اور اصل نہی مین جمہور کے نزدیک تحریم ہے تو در صورت پائے جانے
اور برتنون کے یا نہ دہونے کے ان احادیث سے تحریم کہانیکے اونکے برتنون مین ثابت ہے ابن حزم نے
محلی مین لکہا ہے لا یجوز استعمال آنیۃ اہل الکتاب الا بشرطین احدہما ان لا یجد غیرہا والثانی غسلہا نہین جائز ہے
استعمال اہل کتاب کے برتنون کا مگر ساتھ دو شرطون کے ایک اون دو شرطون کے یہ ہے کہ نہ پائین ہم سوا
اونکے برتنون کے اور برتن اور دوسری شرط دہونا ہے اون برتنونکا دوسرے تانبے اور چینی اور شیشہ کے برتنون
مین کبہی نقوش ہوتے ہین یا بال پڑ جاتے ہین کہ اونمین نجس اور حرام چیز اسطرح بہر جاتی ہے کہ اوسکا دور ہونا
اور ہونے سے دشوار ہوتا ہے تیسرے آلودہ ہونا برتنون کا نجاست یا محرمات سے کچہ موقوف نقوش پر
نہین ہے کیا تانبے یا چینی یا شیشہ کے برتنون مین جب نجس یا حرام چیز رکہی جائیگی وہ آلودہ نجاست
سے ہونگی بہر حال اہل کتاب کے برتنونکا استعمال بدون دہونے کے اس ظن سے کہ اونکو اجتناب
نجس چیزون سے نہین ہے اگر کل برتن اونکے نجس ہون تو کچہ عجب نہین ہے جائز نہین ہے
شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے شرح عمدہ مین بعد حدیث ابی ثعلبہ الخشنی کے لکہا ہے وفی الحدیث

مسائل الاولی انہ دلیل علی ان استعمال اوانی اہل الکتاب یتوقف علی الغسل وقد اختلف الفقہاء فی ذلک بناء علی تعارض الاصل والغالب والخلاف فیمن یتدینون باستعمال النجاسۃ من المشرکین واہل الکتاب کذلک وان کان قد فرق بعضہم من جہۃ انہم یتدینون باستعمال الخمر ویکثرون الملابسۃ فالنصاری لا یجتنبون النجاسات ومنہم من یتدینون بملابسۃ کالرہبان فلا وجہ لاخراجہم من یتدینون باستعمال النجاسات والحدیث جار علی مقتضی ترجیح غلبۃ الظن المستفاد من الغالب علی الظن المستفاد من الاصل یعنی اس حدیث میں چند مسئلہ ہیں پہلا یہ مسئلہ ہے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر استعمال اہل کتاب کے برتنوں کا موقوف ہے دہونے پر اور مختلف ہوئے ہیں فقہا اسمیں بنابر تعارض اصل اور غالب کے اور خلاف اونمیں ہے جو دین کے راہ سے جائز سمجھتے ہیں استعمال نجاست کا مشرکین میں سے اور اہل کتاب مانند مشرکوں کے ہیں اگرچہ بعض نے فرق کیا ہے درمیان اہل کتاب اور درمیان مشرکوں کے اسلئے کہ اہل کتاب دین کے راہ سے جائز جانتے ہیں استعمال خمر کو اور بہت رکھتے ہیں ملابست خمر کے سو نصاری نہیں اجتناب کرتے ہیں نجاسات سے اور اونمیں نصاری میں وہ ہیں جو متدین ہیں ساتھ ملابست نجاسات کے مانند راہبوں کے تو نہیں وجہ ہے واسطے اخراج اہل کتاب بالخصوص انصاری کے اونسے جو دین کے راہ سے جائز جانتے ہیں استعمال نجاسات کو اور حدیث جاری ہے مقتضی ترجیح غلبہ ظن پر اسلئے کہ ظن مستفاد غالب حال سے راجح ہے ظن مستفاد اصل سے اور فتح الباری شرح صحیح البخاری میں بعد حدیث مذکور کے لکہا ہے فتمسک بہذا الامر من رای ان استعمال آنیۃ اہل الکتاب یتوقف علی الغسل لکثرۃ استعمالہم النجاسۃ ومنہم من یتدین بملابستہا سو تمسک کیا ہے ساتھ اس امر کے یعنی فاغسلوہا کے اوسنے کہ اعتقاد کیا ہے اسکا کہ استعمال اہل کتاب کے برتنوں کا موقوف ہے دہونے پر بسبب استعمال کرنے اونکے کے نجاست کو اور اونمیں اہل کتاب میں سے وہ ہیں جو متدین ہیں یا ملابست نجاست میں اور حوشیہ میں مرقوم ہے والمعنی فی ذلک مراعاۃ الغالب والظاہر من حال او انہم النجاسۃ فانہم یستحلون الخمر والمیتۃ ویشربون ویطبخون فی قدورہم وقصاعہم وکان الظاہر من حال اوانیہم النجاسۃ فکرہ الاکل فیہا قبل الغسل اعتبارا للظاہر کما کرہ التوضی بسور الدجاجۃ اعتبارا للظاہر لانہا لا تتوقی من النجاسۃ فی الغالب والظاہر وکما کرہ الصلوۃ فی سراویل المشرکین اعتبارا للظاہر فانہم لا یستنجون کان الظاہر من حال سراویلہم النجاسۃ اور سبب اسکا یہ ہے کہ غالب اور ظاہر حال مشرکوں کے برتنوں میں نجاست ہے اسلئے کہ وہ حلال جانتے ہیں شراب اور مردار جانور کو اور پیتے اور پکاتے

ہین اپنی ہانڈیون اور پیالون مین اور سب حال ظاہر اونکے برتنون سے نجاست پس مکروہ ہے کہانا اون مین
پینا اونمین سے واسطے اعتبار ظاہر کے جیسیکہ مکروہ ہے وضو کرنا مرغی کے جوٹھے پانی سے
بسبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ مرغی نہین بچتی ہے نجاست سے پس غالب حال اوسکا ظاہر مین جیسی کہ مکروہ
ہے نماز پایجامہ مین مشرکون کے بسبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ وہ استنجا نہین کرتے ہین پس ظاہر
حال اونکے پایجامہ سے نجاست ہے اور جو **صفحہ ۳۴۶** مین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کے
نام سے بحوالہ **وجیزہ** منقول ہے کہ اصل اشیا مین طہارۃ ہے اور شک سے نجاست مین تعدیہ
ثابت ہوگی نجاست ساتھ شک کے سو وہ اس طرح مدفوع ہے کہ اصل اشیا مین طہارت ہونے سے
ظن طہارت ہے طہارت یقینی نہین ہے اور غالب حال اہل کتاب اور مشرکین سے ظن نجاست ہے
تو بوقت تعارض ظنین کے ترجیح ظن غالب کو ہے ظن اصل پر جیساکہ **شرح عمدہ** سے معلوم ہوا
اور **خلاصۃ الفتاوی** مین مرقوم ہے والاکل والشرب فی اوانی المشرکین مکروہ یعنی کہانا اور پینا
مشرکون کے برتنون مین مکروہ ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ**
۳۴۴ مین لکہا ہے یہ حدیث اون برتنون سے متعلق ہے جنمین شراب اور سور کہایا پکایا جاتا ہے
[illegible] مین انگریزون کے بیان جو عام رواج ہے اونمین شراب پینے کے برتن بالکل علاحدہ ہین
اور سور کہانیکے برتن بالکل علاحدہ ہین اور بلکہ ہر ہر قسم کے کہانیکے برتن جدا جدا ہین پس یہ حدیث
اون برتنون سے جو سور اور شراب کے کہانیکے نہین ہین متعلق نہین ہوسکتی ہے انتہی سو اول یہ
لائق تسلیم کے نہین ہے کہ یہ حدیث اونہین برتنون سے متعلق ہے کہ جنمین شراب اور سور کہایا پکایا
جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کے خلاف ہے دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث اونہین برتنون سے
متعلق ہے جنمین شراب اور سور کہایا پکایا جاتا ہے جب بہی اونکے سب برتن استعمالی کہ جن مین کہ
کہانا پکا سکتے ہین مشتبہ اور ملتبس ہین اور علاحدہ ہونا شراب پینے اور سور کہانیکے برتنون کا اگرچہ
جناب **سید احمد خان** صاحب کو معلوم ہو لیکن مسلمانون کو معلوم ہونا اسکا دشوار ہے
اور دراصل حال اسکے تصدیق سے منکر ہین اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو
صفحہ ۳۴ مین لکہا ہے کہ یہ حدیث اون برتنون سے متعلق ہے کہ جنمین اشیا ماکول اور مشروب
کا سرایت کرتا ہے انتہی سو یہ تقیید من غیر دلیل ہے اطلاق حدیث کی حدیث مین کسی قسم کے

برتنون کی قید نہین ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ سطر ۱۲ مین لکہا ہے
کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے یہ بہی احتیاطی ہے اور انگریزون کی برتنون مین دہونے
کے بعد کہانے مین باوجودیکہ اوس برتن سو دہو دہونے کچہ کراہت باقی نہین ہے اسکے دہونے کا احتیاطی
ہونا باعث ہونے اور مراد لینے مطلق برتنون کے بر قول بعض علما کے مسلم ہے کہ اونکے نزدیک
یہ احتیاط اون برتنون مین کہ عادت اونکے استعمال کی نجاسات مین ہے اور وہ برتن مستعمل مین محمول
تحریم پر ہے اور اون برتنون مین کہ عادت اون کی استعمال کی نجاسات مین نہین ہے یا غیر
مستعمل مین محمول صرف تنزیہ اور تورع پر ہے اور مقصود ملا علی قاری کا یہی ہے لیکن تمام علما
کا یہ قول نہین ہے چنانچہ وجہ اوپر نقل ابن حزم سے مذکور ہوا اسکے خلاف ہے کہ اونکا
منتہا یہ ہے کہ درصورت ملنے اور برتنون کے اونکے متعلق برتنون مین دہو کر بہی کہانا درست
نہین ہے اور انگریزونکے اور مشرکون کے برتنون مین کچہ فرق نہین ہے کہ انگریزونکو بہی
شراب و سور اور مردار کہانے سے کچہ اجتناب نہین ہے تو انگریزونکے بہی اون برتنون
مین کہ جنکا استعمال نجاسات یعنی خمر اور خنزیر اور مردار جانور وغیرہا مین ہوتا ہے اور مستعمل مین
بعد دہونے کے بہی کہانا درصورت میسر آنے اور برتنون کے مکروہ ہے اور یہی منشا ہی
کلام نووی کا جسکو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۴۴ مین ذکر کیا

عبارت شرح صحیح مسلم نووی کی یہ ہے وہذا الحدیث یقتضی کراہۃ استعمالہا ان وجد غیرہا و
لا یکفی غسلہا فی نفی الکراہۃ وانما یغسلہا ویستعملہا اذا لم یجد غیرہا یعنی یہ حدیث مقتضی ہے مکروہ
ہونے استعمال ان برتنونکو اگر پاے جائین اور برتن اونہین کافی نہین دہونا اونکا نفی کراہت مین
اونکا ... اسکے نہین کہ دہونے اونکو اور برتے جب کہ نہ پائی اور برتنون کو باقی اختلاف ہے اون
برتنون مین کہ جنکا استعمال نجاسات مین نہین ہوتا ہے بدون دہونے کے درصورت
میسر آنے اور برتنون کے سو نووی نے کراہت اونکے استعمال کے نسبت کی ہے طرف علما
کے اور ابن حجر نے اونکے استعمال کا غیر مکروہ اور ترک ہونا اولی علما سے نقل کرکے ترجیح
مکروہ ہونے کو دیا ہے کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین وانما انفقہا

ثم ان المراد مطلق آنیۃ الکفار التی لیست مستعملۃ فی النجاسات فہذہ یکرہ استعمالہا قبل غسلہا لیکن اگر

فقہا سو مراد اونکے مطلق وہ برتن کافرون کے ہین کہ استعمال اونکا نہین ہے نجاسات مین تو یہ برتن
مکروہ ہے استعمال انکا پہلے انکے دہونے کے اور ابن حجر نے **فتح الباری شرح صحیح**
البخاری مین لکہا ہے وما الفقہاء فمرادہم مطلق آنیۃ الکفار التی لیست مستعملۃ فی النجاسۃ فانہ یکرہ
استعمالہا ولو لم تغسل عندہم والغسل الاولی للخروج عن الخلاف لا لثبوت الکراہۃ فی ذلک ویحتمل ان
یکون استعمالہا بلا غسل مکروہا بناء علی الجواب الاول وہو الظاہر من الحدیث وان استعمالہا مع الغسل
رخصۃ اذا وجد غیرہا فان لم یجد جاز بلا کراہۃ للنہی عن الاکل فیہا مطلقا وتعلیق الاذن علی عدم غیرہا مع غسلہا
وتمسک بہذا البعض المالکیۃ لقولہم انہ یتعین کسر آنیۃ الخمر علی کل حال بناء علی انہا لا تطہر بالغسل واستدل بالتفصیل
المذکور لان الغسل لو کان مطہرا لما کان للتفصیل معنی اور رای پر فقہا سو مراد اونکے مطلق وہ برتن کافرونکے
ہین کہ نہین ہے استعمال اونکا نجاستون مین کہ جائز ہے استعمال اونکا اگرچہ نہ دہوئے جائین نزدیک
فقہا کے اگرچہ ہے اولی دہونا واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ بسبب ثابت ہونے کراہت
کے اس استعمال مین اور محتمل ہے کہ ہو استعمال اونکا بدون دہونے کے مکروہ بنابر جواب اول کے
کہ آپ نے ارشاد فرمایا نہ کہاؤ اونکے برتنون مین اور وہ ظاہر ہے حدیث سے اور
استعمال ان برتنون کا ساتہ دہونے کے رخصت ہے جب پاوی اور برتنون کو سو اگر نپائے جائز
ہے بلا کراہت بسبب نہی کے کہانے سے اون برتنون مین مطلقًا اور بتعلیق اذن کے نہونے اور
برتنون پر ساتہ اونکے دہونے کے اور تمسک کیا ہے ساتہ اسکے بعض مالکیہ نے واسطے
قول مالکیہ کے کہ لائق ہے توڑنا برتنون شراب کا ہر حال پر بنابر اسکے کہ نہین پاک ہوتے ہین ساتہ
دہونے کے اور استدلال لائے ہین بعض مالکیہ ساتہ اوس تفصیل کے کہ مذکور ہے حدیث مین اسلئے
کہ دہونا اگر ہوتا پاک کرنیوالا تو ہوتے تفصیل کے کچہ معنی اور جناب سید احمد خان صاحب نے
جو صفحہ ۳۵ مین لکہا ہے علاوہ اسکے ابو داؤد مین دوسری حدیث جابر سے روایت ہے
اوسمین صاف بلا شرط اور بلا کسی قید مشرکین کے برتنونکا استعمال آیا ہے انتہی سو محمل حدیث
جابر کا دہوکر استعمال کرنا مشرکون کے برتنونکا ہے وقت نہ میسر ہونے اور برتنون کے کیونکہ
اپنی سند مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت آیا ہے کہ کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنصیب من آنیۃ المشرکین فنغسلہا ونأکل فیہا یعنی تہے ہم کہ غزا کرتے تہے ساتہ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے بہر پاتے تھے ہم برتن مشرکون کے تو دہوتے تھے ہم اون برتنون کو اور کہاتے
تھے ہم اونمین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۴۵ مین لکہا ہے قال
العبد ابی شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی انتہے سو تفسیر العبد کی شاہ عبد العزیز کے نام سے ہے کہ قال
العبد عبارت نصاب الاحتساب مین واقع نہے اگر تفسیر اوسکی بابت صاحب نصاب
الاحتساب کی ہوتی تو ہو سکتا تہا اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۴۶
مین لکہا ہے اور اس بات مین کہ وہ پانی جس سے برتن دہوئے گئے پاک تہا یا ناپاک شرعا
کچہ بحث نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ کوئی پاک چیز شبہہ سے ناپاک نہین ہو جاتی انتہے سو اگرچہ
پاک چیز فی نفسہ شبہہ سے ناپاک نہین ہو جاتی ہے لیکن جسکی پاکی ظن مستفاد اصل سے ہو اوسپر
حکم ناپاکی کا ظن مستفاد غالب حال سے شرعا ہو سکتا ہے اور غالب حال اور ظاہر یہ ہے کہ جس پانی
سے ہمارے ملک کے نصارے کے برتنون کو بہنگی دہوتے ہین اوس پانی کی کچہ احتیاط
نہین ہوتی ہے وسے بہنگی اپنے ہاتہونکو ساتہ گوشت سور اور اور جانورون غیر ماکول اور غیر ذبیحہ کے
کے ملوث کر کے اوس پانی مین بے تکلف ڈالدیتے ہین اور سوا اسکے اور چیزون نجس سے بہی
اوس پانی کو نہین بچاتے ہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو اسی صفحہ مین لکہا ہے
وعن ابن عمر قال توضأ عمر رضی اللہ عنہ بالحمیم فی جر نصرانیۃ من تہما انتہے سو یہ روایت رزین کی
ہے قابل اعتماد کے نہین ہے اور بر تقدیر صحت محمل اسکا یہ ہے کہ اوس پانی اور برتن کا
بالیقین طاہر ہونا حضرت عمر کو کسی طریقہ سے معلوم ہو گیا ہو وجہ ششم یہ ہے کہ ساتہ
اہل کتاب نصارے کے کہانا کہانے مین کہانا ہوتا ہے چہوری اور کانٹے سے میز و کرسی لگا کر
اور اسطرح کہانے مین تشبہ ہے ساتہ اونکے اور تشبہ ساتہ کافرون کے اگرچہ اہل کتاب ہون
ممنوع ہے مقدمہ اولے بدیہی ہے اور مقدمہ ثانیہ مفاد احادیث اور آثار اور اقوال علما سے
نامدار ہے ابو داؤد نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنے مستدرک مین عبد اللہ
بن عمر سے اور بزار نے اپنے مسند مین حذیفہ بن الیمان اور ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے
کہ کہا ان سب نے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم یعنے جو مشابہ
ہو ساتہ کسی قوم کے وہ اوسی قوم مین سے ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو

صفحہ ۸۴ مین لکھا ہے کہ چھوری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و
سلم نے گوشت چھوری سے کاٹ کر تناول فرمایا ہے انتہی سو صرف چھوری سے کاٹنا لیناً اوس
گوشت کا کہ سخت ہو اور خوب گلا نہو اور ہڈی مین لگا ہو اور ہاتھ یا دانت سے توڑنے مین ایذا ہو اگرچہ
بقصد تشبہ بالنصاریٰ نہو درست ہے اور جو آنحضرت سے چھوری سے کاٹنا ثابت ہے اوسکا محل
یہی ہے اور کاٹنا اس گوشت کا چھوری سے اور کہانا اوسکا کانٹے سے میز و کرسی پر ساتھ اس ہیئت
اجتماعیہ کے بے شبہہ ممنوع ہے بسبب مشابہت کے ساتھ نصاریٰ کے نووی نے شرح
صحیح مسلم مین باب نسخ الخبز من کتف شاۃ کے لکہا ہے فیہ جواز قطع اللحم بالسکین وذلک اذا دعت
الیہ الحاجۃ لصلابۃ اللحم او کبر القطعۃ قالوا ویکرہ من غیر حاجۃ یعنے اس حدیث مین دلیل ہے جائز ہونے
کاٹنے گوشت کے ساتھ چھوری کے اور یہ جائز ہونا جب ہے کہ واقع ہو طرف اسکے حاجت
بسبب سختی گوشت یا بڑے ہونے پارچہ کے کہا ہے علما نے اور مکروہ ہے چھوری سے
کاٹنا گوشت کا بدون حاجت کے اور جناب **سید احمد خان** نے جو **صفحہ** ۸۳ مین لکھا ہے
اور ابو داؤد مین جو حدیث در باب منع قطع لحم بالسکین کی ہے اوسکو خود ابو داؤد نے ضعیف لکہا ہی انتہی سو اگرچہ ابو داؤد نے اوسکو ضعیف
لکہا ہے لیکن بیہقی اور طبرانی اور غیرہما نے اسکو اور طریقون سے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے
جیسکہ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کیا ہے اور اصول حدیث مین مقرر ہے کہ حدیث
ضعیف تعدد طرق سے درجہ حسن کو پہونچ جاتی ہے اور **فردوس** مین ہے لا تقطعوا الخبز بالسکین
نہ کاٹو روٹی کو ساتھ چھوری کے اور علامہ ترجمانی نے اپنے کتاب مین لکہا ہے
یکرہ قطع الخبز بالسکین مکروہ ہے کاٹنا روٹی کا ساتھ چھوری کے اور **خزانۃ الاکمل** مین قوم
ہے لا یقطع الخبز بالسکین نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چھوری کے اور **جوامع الفقہ** مین ہے
ولا یقطع الخبز بالسکین اور نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چھوری کے اور ابو الفضل کرمانی نے اپنے
فتاوی مین لکہا ہے سألت والدی عن قطع الخبز بالسکین فقال یکرہ لانہ من صنع الاعاجم
المترفین یعنے پوچھا مین نے اپنے والد سے کاٹنے روٹی کو چھوری سے سو فرمایا اونہون
نے کہ مکروہ ہے اسلئے کہ یہ طریقہ ہے عجم کے اترانے والون کا اور جناب **سید احمد خان**
صاحب نے جو **صفحہ** ۸۴ مین لکہا ہے کہ یہ بھی ایسی چیزین ہے کہ جسکے اوسکتاب مین لکہے

کچھ قباحت ہوئے کیونکہ یہ نہی تعلیمی نہیں تھے سو تھی جو حدیث ہے گوشت کاٹنے کی حدیث لا تقطعوا اللحم
بالسکین فانہ من صنع الاعاجم میں متعلق ہے ساتھ اسکے کہ یہ طریقہ ہے عجمیوں یعنی لوگون کا کہ مراد اوس سے
کفار عجم مثل مجوس اور نصاری کے ہیں اور مشابہت ساتھ کفار کے ممنوع ہے پس اسکے ارتکاب
مین قباحت ہوتی اور یہ بھی حکمی ہوئی کیونکہ ادنی مشابہت کفار کا مکروہ تحریمی ہے طحطاوی نے حاشیہ
درمختار مین سو جیون کے نہ باندھنے کی وجہ کراہت مین لکھا ہے لما فیہ من التشبہ بالمجوس فقد کرہ رسول اللہ صلعم

المجوس فقال انہم یوفرون سبالہم ویحلقون لحاہم فخالفوہم الی السعود عن الحلاصۃ لح وظاہرہ ان تطویل السبال

مکروہ تحریما للتشبہ المذکور ہے کہ اس مین تشبہ ہے ساتھ مجوس کے اور ذکر کئے گئے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے مجوس پس فرمایا آپ نے کہ مجوس بڑہاتے ہین اپنی مونچھون کو اور منڈواتے ہین اپنی داڑہیون
کو سو مخالفت کرو تم اونکی یعنی ابو السعود نے اسکو نقل کیا ہے علامہ نوح سے اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ
بڑہانا مونچھ کا مکروہ تحریمہ ہے بسبب تشبہ مذکور کے اور صرف چھری سے کہانے مین کچھ مشابہت کافرونکی
نہین ہے ہمیشہ مسلمان چھری سے کہاتے چلے آئے ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب
نے جو صفحہ ۴۹ مین لکھا ہے اسطرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کہانا تناول نہین فرمایا پس جواب
کہ اون چیز دیکھا ہے وہی میز پر کہایا گیا ہے جسطرح وہ مباح ہے اسیطرح یہ بھی مباح ہے لیکن اس مین
دو طرح سے کلام ہے اول خوان کا ترجمہ ساتھ میز کے غلط ہے خوان ساتھ پیش خائے معجمہ اور اوسکے
کسرہ کے معرب خوان کا ہے جیسا کہ صحاح جوہری اور قاموس اور صراح اور بحر محیط اور
منتہی الارب وغیرہ مین ہے اور اسیکے مطابق کہا ہے شیخ نے شرح مشکوٰۃ مین اور خوان کا ترجمہ
جائے نہین عجم کے لوگ اوس مین کہانا چنکر چوکیون پر رکہ لیتے تھے تاکہ کہانا نیچے نہ رہے دوسرے
درمیان میز اور درمیان تشتری اور چپاتی کے فرق ہے کہ میز پر کہانے مین مشابہت ہے ساتھ
نصاریٰ کے اور تشتری اور چپاتی مین جو مشابہت ساتھ انکے نہین ہے پس تشتری مین کہانا اور
چپاتی کہانا مباح ہو سکتا ہے بخلاف میز پر کہانے کے کہ وہ مباح نہین ہو سکتا ہے بسبب مشابہت
کے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۱ اور صفحہ ۴۲ مین لکھا ہے

وفی مجمع البحار ولا اکل علی خوان قط ہو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل لانہ من دأب المترفین لئلا یفتقروا الی

التطاطی والانحناء انتہی سو یہ عبارت مجمع البحار کی نہین ہے خوان کے اصلی معنی خوان کے ہین

اور بعضی دستر خوان کے بہی آیا ہے سو شارحین نے موافق معنی اول کے لکہا ہے الاکل علیہ من داب
المترفین لیلا یفتقروا الی التطاطو والانحناء یعنی کہانا خوان پر اترانے والون کے داب سے ہے تاکہ نہ
احتیاج ہو طرف جہکنے کے کہ جب خوان کو چوکی پر رکہہ لین کے جہکنا نہ پڑیگا اور بہان میں معنی
ثانی کے لکہا ہے ہو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل یعنی خوان وہ دستر خوان ہے کہ رکہا جاتا ہے اوسپر
کہانا وقت کہانے کے سو جناب سید احمد خان صاحب نے خوان کا ترجمہ میز ثابت کرنے
کے لئے دونون معنی کی عبارتون کو ایک کر کے حوالہ مجمع البحار کا دیدیا عبارت مجمع البحار
کی یہ ہے والخوان بضم خاء و کسرہا المائدۃ المعدۃ ویقال الاخوان وجمعہ اخونہ وخون ن ومنہ قرب الیہ
خوان وابدیہ شئی نحو السفرۃ غیرہا نفی بحدیث ما اکل صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان قط الخوان معرب
ہو الاکل علیہ من داب المترفین لیلا یفتقر الی التطاطو والانحناء نہ وفیہ فاذا انا بخاوین علیہا لحوم منتنۃ ہو جمع
خوان وہو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل انتہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ
۴۴ میں لکہا ہے کہ تشبہ کسی قوم کے ساتہہ اوسیوقت کہا جا سکتا ہے کہ ما بہ التشبہ خاصہ اوسی قوم کا
ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر بیٹہہ کہانا اور چہوری کانٹے سے کہانا قوم نصاریٰ کا خاصہ نہیں ہے
بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بہی اسی طرح پر کہاتے ہیں انتہے سو اسمین کئی طرح سے کلام ہے اول
کہا جا سکنا تشبہ کا ساتہ کسی قوم کے اوسیوقت کہ ما بہ التشبہ خاصہ اوسی قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاوے
ممنوع ہے دیکہو بالونکا سپید کرنا مسلمانون اور یہود دونون میں پایا جاتا تہا کچہ خاصہ یہود کا نہ تہا آنحضرت
نے اوسکو تشبہ بالیہود فرما کے مسلمانون کو اوس سے منع فرمایا ترمذی نے اپنے جامع
میں ابی ہریرہ سے اور نسائی نے اپنے سنن میں عبد اللہ بن عمر اور زبیر رضی اللہ عنہم سے
روایت کیا ہے کہ کہا ان سب نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلو بالون کی سپیدی کو اور نہ تشبہ کرو ساتہ یہود کے دوسرے
اگر فرض کیا جاوے کہ اطلاق تشبہ کے لئے ما بہ التشبہ کا خاصہ ہونا ضرور ہے تو خاصہ ہونا
اوسکا اوسی ملک میں کہ جس میں اطلاق تشبیہ کا ہے کافی ہوگا اور اسمین شک نہیں ہے کہ ملک ہند
میں میز و کرسی پر بیٹہہ کے چہوری اور کانٹے سے کہانا خاصہ نصاریٰ سے ہے تیسرے اگر ترک
میز اور کرسی پر بیٹہہ کے چہوری اور کانٹے سے کہاتے ہونگے تو یہ طریقہ اونہون نے کافرون ہی سے لیا ہوگا کچہ اہل اسلام

اوسکو اختیار نہین کیا ہوگا تو وہ نیک اسی فعل سے انکا نصاریٰ سے یا اورکافرون کا خاصہ ہونا نہین پایا مثلاً
دو جیون کا بڑہانا اور داڑہی کا مونڈنا خاصہ مجوس اور کافرونکا ہے اب بہت اہل اسلام ہمارے دیار کے
اونکو مرتکب اسکے ہوتے ہین اسکے سبب سے انکا اونکا خاصہ ہونا نہین گیا ہے اسیطرح مثلاً
مسکا پہننا خاصہ نصاریٰ ہنود سے ہے اور بہت سے عام مسلمانون کی عورتین بھی لہنگا پہنتی ہین تو اس سے اسکا
اونکا خاصہ ہونا نہین گیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے
اب لفظ تشبہ پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا اس لفظ سے تشبہ تام یا غیر تام مراد ہے او کسیطرح درست نہین
ہوسکتا نتیجے تو تشبہ سے مراد مطلق تشبہ ہے خواہ تام ہو یا غیر تام لیکن وعید تشبہ کو بعض صورتون
مین محمول تغلیظ پر ہے اور بعض صورتون مین محمول ظاہر پر ہے بعض اقسام تشبہ سے کفر ہے اور بعض حرام
اور مکروہ ترمذی نے اپنے جامع مین عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتا ہے
اپنے باپ شعیب سے اور شعیب روایت کرتا ہے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس منا من تشبہ بغیرنا لاتشبہوا بالیہود ولا بالنصاریٰ فان تسلیم الیہود
الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاریٰ الاشارۃ بالاکف نہین ہے ہم مین سے جسنے کہ تشبہ کیا ساتھہ
غیر ہمارے کے نہ تشبہ کرو تم ساتھہ یہود کے اور نہ ساتھہ نصاریٰ کے اسلئے کہ سلام کرنا یہود کا
اشارہ ہے ساتھ انگلیون کے اور سلام کرنا نصاریٰ کا اشارہ ہے ساتھ ہتھیلیونکے اور سعید بن منصور
نے اپنے سنن مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہا کرہت الاختصار فی
الصلوٰۃ وقالت لاتشبہوا بالیہود کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکروہ کہا ہے اختصار کو نماز مین اور کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تشبہ کرو ساتھہ یہود کے اور صحیحین مین روایت ہے رافع بن خدیج سے
کہ کہا رافع نے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ تحقیق مین ملنے والا ہون دشمنون سے یعنی قوم کفار سے
کل کو اور نہین ہین ساتھہ ہمارے چھریان کیا ذبح کرلین ہم کہنا سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
ما انہر الدم وذکر اسم اللہ فکل لیس السن والظفر وساحدثک عنہ اما السن فعظم واما الظفر فمدی الحبش جو چیز بہائے
خون کو اور ذکر کیا جائے نام اللہ کا لیس کہا ہو دانت اور ناخن کے اور ذبح کر سے ہے کہ بیان کرتا ہون مین
تجھے حال اسکا لیکن دانت پس ہڈی ہے اور لیکن ناخن سو چھریان ہین حبشیون کے کہ نصاریٰ ہیں
تھے نووی نے شرح صحیح مسلم مین ذیل واما الظفر فمدی الحبش کے لکھا ہے ومعناہ انہم کفار وقد

عن التشبہ بالکفار وہ اشارہ اس معنی است کے یہ ہین کہ حبشی کافر ہین اور ختنے سے منع کئے گئے ہو کہ تشبہ سے
ساتھ کافرون کے اور ناخن سے ذبح کرنا اونکا شعار ہے اور ایسا ہی کہا ہے ابن الصلاح نے شرح
صحیح مسلم مین اگرچہ سلام کرنے مین ساتھ اونگلیون یا ہتھیلیون کے اور نماز مین کوکھون پر ہات رکھنے مین اور
ناخن سے ذبح کرنے مین تشبہ تام ساتھ یہود اور نصاریٰ کے تھا لیکن بسبب اس کے ان
حدیثون مین منع کیا گیا تو صاف معلوم ہوگیا کہ مسئلہ تشبہ ساتھ کافرونکے ممنوع ہی خواہ تشبہ تام ہو یا تشبہ غیر تام ہو اور کتب
فقہ مین اسکے نظایر بہت ہین منجملہ اونکے فتاوی قاضیخان مین مرقوم ہے یکرہ مسح الاصابع بالکاغذ علی المائدۃ لانہ
تشبہ بالفرنج یعنی مکروہ ہے پونچھنا اونگلیونکا ساتھ کاغذ کے دسترخوان پر اسلئے کہ یہ تشبہ ہے ساتھ
فرنگیونکے اور فتاوی عالمگیری مین ہے کہ یکرہ السکوت حالۃ الاکل لانہ تشبہ بالمجوس کذا فی
السراجیہ یعنی مکروہ ہے سکوت وقت کھانا کھانے کے اسلئے کہ یہ تشبہ ہے ساتھ مجوس کے
ایسا ہے سراجیہ مین اور جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۴۴ مین لکھا
ہے تشبہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ
ترمذی نے شمائل مین ابن عباس سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون یفرقون رؤسہم وکان اہل الکتاب یسدلون رؤسہم
وکان یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یؤمر فیہ بشیء ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی سو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبہ ساتھ اہل کتاب کے جزئیات مین پسند نہین فرمایا ہے بلکہ اوس سے
منع کیا ہے ہان عادت شریف یون تھی کہ جب چارہ نہوتا مگر طریقہ اہل کتاب یا طریقہ مشرکین سے
تو اختیار فرماتے آپ طریقہ اہل کتاب کو جب تک وحی نہ آتی اوسمین اور بعد آنے وحی کے مطابق
وحی کے عمل فرماتے لہذا اول آنحضرت نے سدل کو کہ طریقہ اہل کتاب تھا اختیار کیا اور فرق کہ طریقہ
مشرکین تھا نہ کیا جب وحی سے مشروعیۃ فرق کے مکشوف ہوئے سدل کو ترک کیا اور فرق
کو اختیار کیا بخاری اور مسلم نے صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الیہود والنصاری لا یصبغون فخالفوہم کہا ابوہریرہ نے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود اور نصاری نہین رنگتے ہین بالون کو تو خلاف کرو تم اونکا اور
ابوداود نے اپنی سنن مین شداد بن اوس سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی نعالہم ولا خفافہم لیا شداد بن اوس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کرو تم یہود کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے ہیں اپنے جوتوں میں اور نہ اپنے موزوں میں اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں روایت کیا ہے عبادہ بن الصامت سے کہا عبادہ نے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتبع جنازۃ لم یقعد حتی توضع فی اللحد فعرض حبر من الیہود فقال لہ انا نفعل ذلک یا محمد قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال خالفوہم تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ساتھ جاتے آپ کسی جنازہ کے نہ بیٹھتے یہاں تک کہ رکھا جاتا جنازہ لحد میں پس سامنے آیا آپ کے ایک شخص احبار یہود میں سے سو کہا اوس نے آپ سے تحقیق ہم ایسا ہی کرتے ہیں یعنی کھڑے رہتے ہیں بیٹھتے نہیں کہا عبادہ نے پس بیٹھ گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا مخالفت کرو تم یہود کی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین ظاہرا ما عجل الناس الفطر لان الیہود والنصاری یؤخرون کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگا دین غالب جب تک کہ جلدی کرینگے لوگ روزہ کے افطار میں اسلئے کہ یہود اور نصاری تاخیر کرتے ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴ اور ۵ میں لکھا ہی اوسکا خلاصہ مشابہت سے مشابہت تام مراد ہی یعنی لا یعرف انہ یہودی ام نصرانی ام مسلم اس لئے کہ ایسی مشابہت میز پر بیٹھ کر کہانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص کہ جسکی ظاہری و باطنی آنکہیں خدا تعالی نے اندہی نکردی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کہانے دیکہے تو کبہی اوسکو یہ شبہہ نہیں ہوگا کہ یہ لوگ انگریز ہیں بلکہ مسلمان کو مسلمان ہی پہچان لیگا انتہی سو جب کہ میز اور کرسی پر چہوری اور کانٹے سے ہمارے ملک میں کوئی مسلمان نہیں کہاتا ہے اسطور پر کہانا شعار نصاری کا پایا اونکا کہ جنہوں نے ارتداد طرف دین نصاری کے حاصل کرکے خذلان ابدی کمایا ہی تو جسکی ظاہری آنکہیں ہیں اونکو اس طریقہ سے ہندوستانی کہانے والے پر اگرچہ یہ شبہہ نہوگا کہ یہ انگریز ہے لیکن یہ شبہہ ضرور ہوگا کہ یہ شخص کرستان ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۹ میں فتوی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کا نقل کیا ہے حاصل اوسکے مضمون کا یہ ہے کہ جو چیز مخصوص ساتہہ کافروں کے ہو یعنی نکالے ہوئے کافروں کے ہوں اور مسلمانوں کے دین میں اوسکی اصل نہو مسلمانوں کو چاہئے کہ اوسکو استعمال نکریں خواہ لباس ہیں اور خواہ اور چیزوں میں بطریق اوسکی مشابہت کے اور جو چیز مخصوص

ساتھ کافرون کے ... ہے اور ... اوسکے وہ نہین ہین بلکہ اصل اوسکے دین اسلامی سے ہے گو کہ کافر
اوسکو بہت استعمال کرتے ہون تو ایسی چیزون کے برتنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور چھوری کانٹے سے میز و کرسی پر
کھانا مسلمانون کے یہان اونکا طریقہ نہین ہے بلکہ اصل یہ طریقہ نکالا ہوا کافرونکا ہے تو یہ داخل قسم اول مین ہے اور اگر بعض
امور مخصوص کافرونکے جیسے بعض لباس گرم ایجاد کئے ہوے کافرونکی یا بعض سواری ایجاد کی ہوے
اونکی واسطے صرف آرام کے یا بعضے دوا اونکے تجربہ کی بنا بر فائدہ کے استعمال کرین بدون اسکے کہ اپنے آپکو
اونکا مشابہ کرنا منظور ہو مضائقہ نہین ہے ہان تشبہ مطلقاً امر مخصوص مین آرام اور فائدہ کی چیز مین ہو
یا غیر آرام و فائدہ کی چیز مین ممنوع ہے اگر اس تشبہ سے اپنے آپکو اونکے گنتی مین داخل کرے اور
دل کے میل سے اونکی طرف ہو جیسا کہ حال اوس ہندوستانی کا ہے کہ خلاف اپنی عادت کے بہ تکلف
میز اور کرسی لگا کر چھوری اور کانٹے سے کہاتا ہے کہ مقصود اوسکا سوا اسکے کہ صاحب لوگونمین شمار کیا جاوے
اور اوسکا میلان خاطر اونکی طرف ہے اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہے بہرحال یہہ فتوی مفید مدعا جناب
سید احمد خان صاحب نہین ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ ۴۲
مین لکھا ہے کہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوے مین تشبہ ممنوع کی نسبت بہت
سی قیدین لگائی ہین اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظون پر رکہا ہے کہ خود را در عداد انہا داخل کند
انتہی سو جناب شاہ صاحب نے اپنے اس فتوے مین تشبہ کو امور مخصوصہ کفار مین ممنوع لکہا ہے ہان مطلق
تشبہ کو بدون قید امور مخصوصہ اور مقید کے اوس صورت مین ممنوع فرمایا ہے کہ اونکے عداد مین شمار کرے
اور میل خاطر سے ہو اور اخیر فتوی مین لکہا ہے کہ تشبہ در عبادت واحیاء مطلقاً ممنوع است احادیث
دالہ برین بسیار اند غرض کہ تشبہ بانہا بر چیز یکہ باشد داخل منع است انتہی پس یہ کہنا کہ بالکل
مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظون پر رکہا ہے کہ خود را در عداد انہا داخل کند افترا ہے صریح ہے اور
جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ** ۴۳ مین لکہا ہے اب لفظ منہم پر غور
کرنا چاہئے کہ منہم کی لفظ کے کیا معنی ہین آیا یہ معنی ہین کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاری کے
ساتھہ کی تو وہ بھی نصرانی ہو گیا وان اعتقد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان استقبل قبلتنا
واکل ذبیحتنا وان صلی صلوتنا وصام صیامنا غالباً امید یہ ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب
یہان تک کہ نصرانی بھی منہم کی لفظ سے یہہ مراد نہین لین گے انتہی سو اوپر معلوم ہوا کہ تشبہ تمام ...

اس سبب سے کہ تام ہو یا غیر تام اور تشبہ کے سبب او سمیں سے ہو سکے میں پھر اگر متشبہ بشعار کفار یا اعمال اور عقائد
کفریہ میں بحسب نیت تشبہ کرنیوالا متشبہ کو اچھا سمجھکر تشبہ کرتا ہے تو انمیں سے ہوتا ہے بحسب مقتضے تشبہ تام کے ورنہ اثم ہوگا
بطور تغلیظ اور تشدید کے بھی یا اور شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم حنبلی نے اپنی کتاب منع مشابہت کفار میں لکھا ہے اقل حال ہو تقصد کر المتشبہ کما فی
قوله تعالى ومن يتولهم منكم فانه منهم وهو نظير ما سنذكره عن عبد الله بن عمرو انه قال من بنى في ارض المشركين
وصنع نيروزهم ومهرجانهم حتى يموت حشر معهم يوم القيامة فقد يحمل هذا على التشبه المطلق فانه يوجب الكفر ويقتضي تحريم
ابعاض ذلك وقد يحمل على انه منهم في القدر المشترك الذي يشابههم فيه يعنے اگرچہ ہے ظاہر متشبہ کا مقتضے کفر
متشبہ بالکفار کو جیسا کہ ہے قول اللہ تعالی ومن یتولہم منکم فانہ منہم میں اور یہ نظیر اسکی ہے جو نزدیک ہے
اسکے ذکر کرینگے ہم اوسکو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ اونہوں نے کہا ہے جو شخص کہ
مکان بناوے مشرکوں کی زمین میں اور کرے اونکے نیروز اور مہرجان کو یہانتک کہ مر جاوے
اوٹھایا جاویگا اونکے ساتھہ روز قیامت کے پس کبھی حمل کیا جاتا ہے یہ تشبیہ مطلق اور تام پر کہ وہ
موجب ہے کفر کا اور مقتضے ہے تحریم اوسکے ابعاض کو اور حمل کیا جاتا ہے اسپر کہ تشبہ کرنیوالا
انہیں میں سے ہے مقدار مشترک میں کہ مشابہ ہے تشبہ کرنیوالا کافروں کے اوسمیں اور شیخ علی قاری
نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے فھو منھم ای فی الاثم والخیر یعنے پس وہ انہیں سے ہے گناہ
میں اور نیکی میں اور شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے والمتعارف في التشبه
هو التلبس بلباس قوم وبهذا الاعتبار اورده في كتاب اللباس وهو باطلاقه قد يشمل الاعمال والاخلاق
واللباس سواء كان بالاخيار او بالاشرار فان كان في الاخلاق والاعمال يجري حكمه في الظاهر والباطن
وفي اللباس يختص بالظاهر وبالجملة حكم المتشابه يقتضي حكم ظاهر كان او باطنا اور متعارف تشبہ میں وہ
تلبس ہے ساتھہ لباس کسی قوم کے اور ساتھہ اسی اعتبار کے لایا ہے صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو کتاب اللباس میں
اور تشبہ باطلاقہ شامل ہے اعمال اور اخلاق اور لباس کو برابر ہے کہ ہو ساتھہ نیکوں کے یا ساتھہ بدوں کے
پس اگر ہو تشبہ اخلاق اور اعمال میں جاری ہوگا حکم اوسکا ظاہر اور باطن میں اور اگر ہو لباس میں
تو خاص ہوگا حکم اوسکا ساتھہ ظاہر کے اور حاصل یہ ہے کہ حکم متشابہ کا حکم اوس شئے کا ہے ظاہر
میں ہو یا باطن میں بالجملہ جو شخص تشبہ تام ساتھہ کفار کے کرے یا التزام اونکے شعار کا کرے
وہ انکار کرے تو سر حکم ... میں اگرچہ معتقد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہو اور مستقبل ... قبلہ کا ہو

اور ذبیحہ مسلمانوں کا کھاتا ہو اور نماز اور روزہ مسلمانوں کا سا کرتا ہو اور یہ بات کتب عقائد اسلامیہ مین
اسطور پر منصوص ہے کہ کوئی مسلمان مذاہب سے مذاہب اسکا انکار نہین کرسکتا ہے اور متبادر مفہوم
سے حدیث مین یہی ہے ہان اگر کوئی نصرانی یا متعصب منہم سے کچھ اور سمجھے اور اسکا انکار کرے تو دوسری
بات ہے کنز شاذ نادر البس جیار اور ساجد منہم اسی بنا پر بحر علیہ الاسلام او فتاوی صغری مین مرقوم ہے
ذلو شبہ نفسہ بالیہود والنصاری علی طریق المزاح او الہزل کفر اور اگر مشابہ کیا اپنے نفس کو ساتھ یہود یا
نصاری کے یعنے صورت مین یا سیرت مین خوش طبعی یا ٹھٹھے کی راہ سے یعنی اگرچہ اسطرح پر ہو کافر ہوگا
اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ٨٤ مین لکھا ہے کہ اصل یہ ہے کہ اس حدیث
کو نہ طعام سے علاوہ اسکے نہ کسی قسم کے تشبہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جائی تعلق ہے نہ اس
حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبہ بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد ہے
اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ مین جو مسلمان اور اور کسی قوم کے لوگ
ایک جگہ مارے جائین تو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہین کون نہین ہین کیونکر کیجاوے یا کہ مراتب
تجہیز و تکفین موافق اوس قوم کے ادا کیا جاوے پس صرف اسی بات مین یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے
کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اوسی قوم مین اوسکو شمار کرنا چاہیئے اور چونکہ اسطرح کی شناخت اغلب اور
لباس سے ہوتی ہے اس سے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس مین ذکر کیا ہے اور اسی حدیث
کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ در مکروہات مین انتہی سو یہ سب ناشی ہے تحریف حدیث اور مخالفت صحابہ کرام
اور ائمہ علیہم السلام اور فقہائے عظام سے باتباع ہوا اور خواہش نفسانی کے [illegible] اور حدیث خود الفاظ حدیث سے سمجھے
کہ اور طرق ستہ مروی ہے ظاہر ہے کہ کفار کا لباس اختیار اونکے طریقہ کے ہے طریقہ اسلامیہ چھوڑ کر اور
منع کرنا صحابہ اور امامون اور فقہا کا بدعت کا ہونے سبب مشابہت کفار کے دلیل لاکر اسی حدیث سے
موید اسکا ہے اور یہی مفید انکا کراہت کا ہونیکا حکم بحالت تشبہ بقوم آخر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابو نعیم نے تاریخ اصبہان مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ کہا حضرت انس نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جعل الذلۃ والصغار علی من خالف
امری من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی گردانے گئے ہے ذلت اور خواری اوس شخص پر کہ خلاف کرے میرے امر کا
یعنی طریقہ اسلامیہ کا اور جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ابو یعلی نے

میں مسند میں روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ کہا اونہوں نے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نہی عن التشبہ بالاعاجم وقال من تشبہ بقوم فھو منھم تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تشبہ
سے ساتھ اعاجم کے کہ اوس وقت میں مجوس تھے اور فرمایا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ
اونہی قوم میں سے ہے اور ابو محمد خلال نے اپنے سنن میں محمد بن سیرین سے روایت کیا
کہ کہا محمد بن سیرین نے کہ ان حذیفۃ بن الیمان دعی الی ولیمۃ فی بیت فاتاہ فرای فیہ شیئا من
زی العجم فخرج وقال من تشبہ بقوم فھو منھم تحقیق حذیفہ بن الیمان بلائے گئے طرف ولیمہ کے کہ ایک
گہر میں تہا سو آئے اون گہر میں سیر و کیا اوس گہر میں کچھ عجم کے طریقوں میں سے تو نکل گئے اور کہا
جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم میں سے ہے کہ شیخ الاسلام احمد بن
تیمیہ امام حنبلی نے کتاب منع مشابہت کفار میں کہا ہے قال المروذی سالت ابا عبد اللہ یعنی احمد بن حنبل
عن حلق القفا قال ہو من فعل المجوس ومن تشبہ بقوم فھو منھم کہا مروذی نے کہ پوچھا میں نے ابا
عبد اللہ یعنی امام احمد بن حنبل سے گردن کے بال مونڈنے سے کہا امام احمد نے کہ یہ فعل مجوس کا
ہے اور جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم میں سے ہے اور جامع صغیر
میں ہے المسلم اذا اہدی یوم النیروز الی مسلم آخر شیئا ولم یرد بہ التعظیم لذلک الیوم ولکن جری
علی ما اعتاد بعض الناس لا یکفر ولکن ینبغی ان لا یفعل ذلک فی ذلک الیوم خاصۃ ویفعلہ قبلہ او بعدہ
لکیلا یکون تشبھا بھولاء القوم وقد قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی مسلمان جب ہدیہ بہیجے دن نیروز
کے طرف دوسرے مسلمان کے کسی چیز کو اور نہ ارادہ کی ہو اوس نے ساتھ اوس کے تعظیم اوس دن
کے لیکن چلا ہو عادت پر بعض آدمیوں کے نہ کافر ہوگا ولیکن لائق یہ ہے کہ نہ کرے اسکو اوس دن میں
خاص کر کے اور کرے اوسکو پہلے اوس دن کے یا پیچھے اوس دن کے تاکہ نہ ہو تشبہ کرنیوالا ساتھ اوس
قوم کے اور فرمایا ہے آنحضرت علیہ السلام نے کہ جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم
میں سے ہے اور نہایہ حاشیہ ہدایہ میں مسطور ہے انہ اذا دخل الطاق صار ممتازا عن القوم
فی المکان لانہ فی معنی بیت آخر وذلک صنیع اہل الکتاب والتشبہ بہم مکروہ قال علیہ السلام من تشبہ بقوم
فھو منھم تحقیق امام جب داخل ہوگا محراب میں ہو جاویگا الگ قوم سے مکان میں اسلئے کہ محراب
معنی میں دوسرے گہر کے ہے اور یہ طریقہ اہل کتاب کا ہے اور تشبہ ساتھ اہل کتاب کے مکروہ ہے

فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے رای انس جماعۃ علیہم الطیالسۃ فقال ما اشبہہم بیہود خیبر ومن ہنا کرہ لبسہ جماعۃ من السلف والخلف لما روی ابوداؤد والحاکم فی المستدرک عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی دیکھا حضرت انس نے ایک جماعت کو کہ اونکے اوپر طیلسانین تہین سو کہا انس نے کیا مشابہ ہین یہ ساتھ یہود خیبر کے اور یہین سے مکروہ جانا ہے پہننے طیلسان کو ایک جماعت نے سلف اور خلف مین سے اسلئے کہ روایت کیا ہے ابوداؤد نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین عبد اللہ بن عمر سے کہ روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ابن ابی جمرہ نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے ان التشبہ باہل الشر من الشر لعینہ ولذلک نہی صلی اللہ علیہ وسلم عن التشبہ باہل الکتاب وقد ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم تشبہ ساتھ اہل شر کے شر ہی ہوتا ہے اسکو وہ جو منع فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبہ سے ساتھ اہل کتاب کے اور بتحقیق وارد ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور طحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا ہے کہ وہ نقل کرتا ہے ابن القیم سے کہ ابن القیم نے ذکر کیا ہے کہ نام تین قسم کے ہین ایک قسم کے نام خاص ہین ساتھ مسلمانون کے اور ایک قسم کے نام خاص ہین ساتھ کافرون کے اور ایک قسم کے نام مشترک ہین اور اون نامون کے بیان مین کہ خاص ہین ساتھ کافرون کے لکھا ہے والثانی کجرجیس وبطرس ویوحنا ونحوہا فہذا لا یمنعون منہ ولا یجوز للمسلمین التسمی بہ لما فیہ من المشابہۃ اور دوسری قسم نامون کی کہ خاص ہین ساتھ کافرون کے مانند جرجیس اور بطرس اور یوحنا اور اسکے مانند کے پس اس قسم کے نام نہ منع کیے جائین کافر انکے رکھنے سے اور نہین جائز ہے مسلمانون کو نام رکھنا ساتھ ان نامون کے اسلئے کہ اس نام رکھنے مین مشابہت ہے ساتھ کافرون کے اور ذکر کرنا اس حدیث کا کتاب اللباس مین باعتبار متعارف ہے کہ متعارف تشبہ مین تلبس بلباس قوم آخر ہی جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور حاصل اسکا کہ اوسی حدیث کے بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ مذکور ہین کچہ نہین کہنا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۹ مین لکھا ہے کہ تشبہ اسکے اور موید اور مثبت اس گفتگو کی

ایک اور حدیث ابو داود مین آخر کتاب الجہاد مین موجود ہے من سمرۃ بن جندب اما بعد قال قال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم من جامع المشرکین وسکن معہ فانہ مثلہ یعنی جسطرح لڑائی مین مشرک کا خون یا غارت مال اور اسباب

محفوظ نہین رہسکتا ہے اسیطرح اوسکا بہی محفوظ نہین رہسکتا انتہی سوا اوس کیا دلیل ہے اسپر کہ حدیث سمرہ

بن جندب اور حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم متعلق ایک ہی حادثہ سے ہے تاکہ معتمد اور مثبت ہو تا حدیث سمرہ

کا اس گفتگو کے لئے متصور ہو دوسرے متعلق ہونا حدیث سمرہ کا اوس حکم سے جو اس گفتگو مین

بیان کیا گیا ہے کب مسلم ہے حدیث سمرہ مین تو منع ہے قرب وجوار کا فرون کا اختیار کرنے سے اور

تعلیلا ساتہہ اونکے بباعث اور مجانبت سے بلکہ خود جناب سید احمد خان صاحب نے جو

حاصل حدیث سمرہ کا بلفظ یعنی ذکر فرمایا ہے وہ بہی اونکے انکو کی اثبات آور تائید سے بے علاوہ اسکے

شرح حدیث سمرہ کی وہی ہے جو شرح لابیراری نارہا ہے کے کشف اللثاف سے اور مذکور ہوے

فتح الودود حاشیہ سنن ابی داود میں مسطور ہے قولہ فانہ مثلہ ای لیتا ربہ ان یصیر مثلہ لتاثیر الجوار والصحبۃ

تحقیق انہ تغلیظا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مثلہ کے معنے یہ ہین کہ نزدیک ہے اوسکو کہ ہوجاوے

مانند اونکے بسبب اثر کرنے جوار اور صحبت کے اور محتمل ہے کہ یہ تغلیظا اور سخت کہا ہو اور موافق روایت

ابی داود کے ترمذی نے بہی سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے کہ کہا سمرہ نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے لا تساکنوا المشرکین ولا تجامعوہم فمن ساکنہم او جامعہم فہو مثلہم یعنی نہ رہو ساتہہ مشرکون کے اور نہ

جمع ہو ساتہہ اونکے اور جو رہے ساتہہ اونکے یا جمع ہو ساتہہ اونکے سو وہ مانند اونکے ہے اور بڑے

تعجب کی یہ بات ہے کہ جناب سید احمد خان صاحب نے جامع المشرکین کو روایت سنن ابی داود

مین جامع المشرکین پڑہکر ترجمہ اوسکا حاشیہ پر یہ لکہا جو شخص کہ آیا ساتہہ مشرکین کے انتہی اور جناب

سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵ مین کہا ہے کہ انصاف کرنیکی بات ہے کہ

میز پر کہانا تو تشبہ بالنصاری ہوے اور مباح کو یعنی اونکے کہانیکو ترک کرنا اور اونکے کہانیوالیکو کافر جاننا اور نہایت

سے گرا دینا اور حرام کی سند کر دینا تشبہ بالیہود ہو وہی انتہی سو ادپر معلوم ہوچکا ہے کہ اونکے کہانیکو ترک کرنا

بنظر اسکے غالب حال کے اور اونکے کہانیوالیکو کافر جاننا باعتبار ظاہر کے مبنی قواعد اہل اسلام پر ہے بطریقہ

جمہور تاکہ مشابہت ساتہہ ہنود کے لازم آئے معہذا اگر غالب حال نصاری کا عدم ذبح ہو تو واجب ہے

اونکے کہانیکا ترک اولی ہنا فتح القدیر مین مسطور ہے ویجوز تزویج الکتابیات والاولی ان لا یفعل

یعنی اذا نبیم الاللضرورۃ اور جائز ہے نکاح کرنا کتابیات سے اور اولی نکرنا ہے اور کہانا انکے ذبیحہ کا مگر واسطے ضرورت کے اور بحر رائق مین مذکور ہے والاولی ان لاتیزوج کتابیۃ ولایاکل ذبایحہم اور اولی نہ نکاح کرنا کتابیہ سے اور نہ کہانا ذبایح اہل کتاب کا ہے اور علاوہ اسکے مضر جمہوری اور کانٹے سے ہے کہانا اس نیت کی کہ اس مین ترفع حال ہے اور طریق ماثور دین اسلام اور سنت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین ذلت اور حقارت جیسا کہ معتقد جناب سید احمد خان صاحب ہے چنانچہ صفحہ ۵۰ مین تشدید و تداکی عبارت عربی بناکر اسکو لکہا ہے کہ اوسکا ترجمہ یہ ہے اے مسلمانو برتاؤ کرو تم اسپر نہ بہ نیت غرور اور تکبر کی بلکہ بہ نیت ترفع حال مسلمانون کے تاکہ نہ دیکہہ سکے اونکو کوئی قوم ساتہ حقارت کے بسبب انکی ان عادتون کے جو ذلت اور مسکنت کے ہین انتہی منجر الی الکفر ہے کہ اہین تحسین امر کفار اور تحقیر عادت مسلمین اخیار اور سنت سید الابرار ہے بحر رائق اور فتاوی عالمگیریہ مین مرقوم ہے و

یکفر بتحسین امر الکفار اتفاقا حتی قالوا لو قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ حالۃ الحیض منہم حسن فہو کافر اور کافر ہوتا ہے آدمی ساتہ اچہا سمجہنے کافرون کے کام کو بالاتفاق یہانتک کہ فرمایا ہے علما نے اگر کہے کہ ترک کلام وقت کہانا کہانے کے اچہا کام ہے مجوس کا یا ترک مضاجعت اپنی عورت سے حالت حیض مین مجوس کے یہان اچہا کام ہے تو یہ کہنے والا کافر ہے اور فصول عمادیہ مین مسطور ہے من لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر جو راضی نہو ساتہہ کسی سنت کے پیغمبرون کی سنتون مین سے پس تحقیق وہ کافر ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۳ مین لکہا ہے کہ یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تہمت وہی ہین جو محظور شرعی ہین اور جو امر کہ شرعا مباح ہین اونپر مواقع تہمت کا اطلاق کسیطرح نہین ہوسکتا انتہی صوبیان گفتگو کے عجیب کہنے سے ہر عاقل ذی شعور نہایت تعجب کرتا ہے اسلئے کہ محظورات شرعیہ موارد ارتکاب حرام ہین نہ مواقع تہمت مواقع تہمت اس قسم کی مباحات ہین کہ اونمین واقع ہونے سے آدمی متہم بمحظور شرعی ہوجاتا ہے دیکہو اپنی عورت سے راہ مین بات کرنا مباح ہے لیکن حضرت عمرؓ نے اسپر تعزیر جاری فرمائی بسبب وقوع کے مواضع تہم مین نصاب الاحتساب مین مرقوم ہے ان عمر رضی اللہ عنہ

رای رجلا مع امرءۃ یتحدثان فی الطریق فضربہا بالدرۃ فقال الرجل ہی امرأتی فقال لہ لو کانت امرأتک فلم اللہ علنا فی بیتک حتی لا یتہمک احد فی الطریق تحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکہا ایک مرد کو ساتہ

ایک عورت سے کہ دونون باتین کرتے ہین راہ مین سو بارا حضرت عمر نے اوس
سے کہ سو کہا اوس مرد نے یہ عورت میری ہے سو کہا حضرت عمر نے اوس مرد سے اگر ہو گی بیوی تو
سو مت تو کیون نہ دخل کرتا تو اوسکو اپنے گھر مین تاکہ تہمت لگاتا تجکو کوئی راہ مین اور بستان فقیہ ابو اللیث
مین ہے وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر لا یقفن مواقف
التہم اور روایت کیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ
ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے تو نہ ٹہرے تہمت کی جگہون پر یا وجہ دوسم یہ ہے
کہ فساق جب کھانا کھاتے ہین اوسوقت تو شراب بھی پیتے جاتے ہین اور اوس دسترخوان پر
کہ جو شراب کا چلتا ہو بیٹھکر کھانا منع ہے ابو داود نے اپنے سنن مین سالم سے روایت کیا ہے
کہ سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہین قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
مطعمین عن الجلوس علی مائدة تشرب علیها الخمر وان یأکل الرجل وهو منبطح علی بطنه کہا ہے عبد اللہ بن عمر نے
کہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کھانون سے ایک بیٹھنے سے اوس دسترخوان پر کہ پیتے
جاتی ہو اوس پر شراب اور کھانے مرد سے اوس حال مین کہ وہ پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہو اور حاکم نے
مستدرک مین عبد اللہ بن عمر سے بھی مانند اسکے روایت کیا ہے اور رسالۃ المؤمنین مین
مرقوم ہے ولا یجیب الی مائدة تدار علیها الخمر او لعب یا ولا الی طعام الفاسق کذا فی شرعة الاسلام اور نہ قبول کرے
دعوت طرف اوس کھانے کے کہ چلتی ہو اوس پر شراب یا لعب اوس کھانے کے یا طرف طعام فاسق کے
ایسا ہی ہے شرعة الاسلام مین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۴ سطر ۱۸ اور
صفحہ ۱۵ مین اعتراض مولانا شاہ عبد العزیز صاحب پر اس رسالہ مین لکہا ہے کہ یہ بات مولانا صاحب
نے لکھی ہے کہ اگر وہان خمر اور لحم خنزیر نہ ہوں اور اگرچہ وہ برتن جنمین مسلمان کھاتا ہے نجاست سے
صاف ہون تو بھی حرام ہے اسکی وجہ ہماری سمجھ مین نہین آئی کیونکہ اگر وہ ماکول کسی قسم کے امیزش
سے نجس نہین ہوا تو وہ کیون حرام ہے باقی رہا یہ بات کہ شرکت ایسے مائدہ پر جس پر خمر اور خنزیر ہو حرام
ہے تو بفرض اثبات اسکے فعل شرکت حرام ہوگا نہ ماکول اور یہ فعل ہو اکلت علاوہ اسکے اور بات بھی
سمجھ مین نہین آئی ہے کہ اہل کتاب جنکے مذہب مین خمر و خنزیر حلال ہے اور وہی اونکے مذہب
مین ... اگر مسلمانون کے برتن اور ماکول اوس سے آلودہ ہون تو اوس مجلس کی شرکت کی نہایت حرمت ہو

اسنتے سوا مین کئی وجہ سے کلام ہے اول جناب سید احمد خان صاحب نے جس فتوی کو منسوب
طرف مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کی کیا ہے اوسمین خود اوسکی حرام ہونیکی وجہ مرقوم ہے اور وہ مشارکت ہی ساتھ کافرون کی
اونکی عیدون اور مشارکت ساتھ اونکی اونکے شعار مین دلیل رضا ہے اونکے فعل سے اور تکثیر سواد قوم ہے
ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور علی بن معبد نے کتاب الطاعة والمعصیة مین عمرو بن الحارث سے روایت
کیا ہے کہ ان رجلا دعا عبد اللہ بن مسعود الی ولیمة فلما جاء لیدخل سمع لہوا فلم یدخل فقیل لہ لم رجعت قال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کثر سواد قوم فہو منہم ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ تحقیق ایک
مرد نے بلایا عبد اللہ ابن مسعود کو طرف ولیمہ کے پھر جب آئے عبد اللہ بن مسعود تاکہ داخل ہوون سنا وہان گانا تو نہ
داخل ہوئے اور کہا گیا اونسے کہ کیون لوٹے تم کہا اونہون نے سنا ہے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ تکثیر کرے جماعت کسی قوم کی تو وہ اونہین مین سے ہے اور جو شخص کہ راضی
ہو کسی قوم کے کام سے ہے شریک اوس کام کے کرنیوالیکا اور مانند اسکے روایت کیا ہے دیلمی نے فردوس
مین عبد اللہ بن مسعود سے اور عبد اللہ بن المبارک نے کتاب الزہد والرقاق مین ابی ذر سے
روایت کیا ہے کہ دعی الی ولیمة فلما حضر اذا ہو بصوت فرجع فقیل لہ الا تدخل قال انی سمعت صوتا ومن کثر سوادا
کان من اہلہ ومن رضی عملا کان شریک من عملہ بلائے گئے ابو ذر طرف ایک ولیمہ کے پھر جب حاضر ہوئے
ناگاہ وہ حاضر تھے ساتھ ایک آواز کے پس لوٹ آئے پھر کہا گیا اونسے کیون نہ داخل ہوئے تم کہا تحقیق
سنا مین نے ایک آواز کو اور جو کثرت کرے کسی جماعت کی ہوتا ہے اہل اوس جماعت سے اور جو شخص
راضی ہوتا ہے کسی کام سے ہوتا ہے وہ شریک اوس کام کے کرنیوالیکا دوسرے جب حرمت فعل
شرکت مسلم ہے تو جس صورت مین کہ میسر آنا اکول کا بدون شرکت حرام کے ممکن نہو تو وہ ماکولات بھی
حرام ہونگی کہ حاصل ہوا ہے فعل حرام سے اور حرمت ماکولات مین کہ عبارت فعل شرکت سے ہے
کہانے مین بر تقدیر تسلیم حرمت شرکت کیا کلام ہو سکتا ہے تیسرے خمر و خنزیر کے حلال ہونیکے
اہل کتاب کے مذہب مین اور مرتکب ہو سکنے کو اونہین کے ساتھ پینے اور کہانے کے کیا دخل ہے ہم
حرمت شرکت مین بہرحال کفار کے شعار مین شامل ہونا گو وہ شعار اونکے دین مین جائز ہو اور یہ تخصیص ہم تک
اونکے شعار کا ہو حرام ہے یہان تک کہ فقہا نے لکہا ہے یمنعون من اظہار المنکر کالخمر والخنزیر وضرب
الناقوس ولو من اصواتہم بکنائسہم واظہار اعیادہم وصلیبہم کما فی المنهاج وغیرہ یعنی منع کئے جائین کافر ہے

باتون کے ظاہر کرنے سے احتراز ہے کہ نہ ہووے شک اونکو ہووے اور جن کے اندیشہ کرنے کو
کے ساتھ بھی کہانے کے اظہار کرنے سے اپنے قبیلون اور ہم مشربون سے حیا کرتے ہیں ناحق مجبور
ہوتے ہیں اور مذہب صحیح اور معتبر یہی ہے کہ کہانا بہی ممکن ہے احکام دین بابت مسلمانون اگرچہ مرتد ہون ہین نہین ہوتی
جیسا کہ ادھر معلوم ہو چکا ہے پس حرمت خمر اور خنزیر کے مسلمان انکا فرد ہون کی حق میں دین اسلام کے
بارہ سے ثابت ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۵ میں جواب شبہ کا
لکہا ہے کہ اگر ایک آدہ دفعہ اتفاق سے کہا لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اگر ایک آدہ دفعہ کے کہانے
میں کچھ قصد و ارادہ کا ثابت ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علما نے بھی دو ایک دفعہ کے کہانے
کا فتوی دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاحتساب کے
روایتون سے استدلال کیا ہے لیکن سوا ایک اور دفعہ کہانے میں بہی ابتلا ایک اور ثابت کو جہالا
حاکم یقین ہے اور مطلق اختلاط کافرون کے ساتھ سوا اسکے عقد ضرورت کے منع ہے اور ایک
او دو بہی ساتھ کہانا جملہ اسباب تودد سے ہے اور جب تودد کافرون سے حرام ٹھیرا تو سب اسباب تودد کے
بہی حرام ہونگے اور عالمگیری کی روایت میں امام محمد کا سکوت تحلیل اور تحریم کا کل ہے ساتھ کافرون
کے مشروب ہے اور عبدالرحمان کاتب نے صورت ثانیہ میں ایک دو بار کہانا انکا لا باس بہ اور دو بار
کہانیکا مکروہ ہونا مذکور ہے اور استعمال انکا کسی شے حرام میں ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ اور شرح وقایہ
میں مسطور ہے پس منشا سے قول عبدالرحمان کاتب یہ ہے کہ کہانا ساتھ کافر کے حرام اور مکروہ
تحریمی ہے لیکن حالت ابتلا میں بضرورت ایک دو بار لا باس بہ ہے منشا روایت مطالب المؤمنین
اور نصاب الاحتساب کا یہ ہے کہ ایک دو بار کہانا صورت ابتلا میں یا واسطے تالیف قلب
کافر کے اور انکا اسلام ہو جانا مظنون ہو لا باس بہ ہے اور زیادت اسپر بھی مکروہ ہے اور یہ دونون
باتین محل نزاع میں مفقود ہیں چہ جائیکہ بغیر تودد واد کے ساتھ کہانا ہو بہر حال فتوے دینا اس زمانہ میں
معتقد عالمون کا ہونا واسطے کہانے ایک دو بار کے بہی ساتھ اہل کتاب کے بنا بران روایات کے
غلط ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵ میں لکہا ہے کہ ان برتنون
جو انکلستان میں وہ جو اور بت پرست مشرکون کے ساتھ کہاتے ہیں تو اہل کتاب کے ساتھ
ہو جب شخص نے ذرا سا بہی قرآن پڑہا ہوگا وہ بہی جانتا ہوگا کہ قران مجید بت پرست سے

عام مشرکین کے نسبت مین جو اہل کتاب سے علاقہ تعین رکھتے ہیں ان روایتون کو اہل کتاب کے
ساتھہ کہانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتین ایسی قوی ہین جو قرآن اور احادیث صحیح کے مقابل
[illegible] ان روایتون مین یہ حکم عام ہی شامل ہے سب مشرکون کو اور اہل کتاب پر اطلاق
شرک کا اگرچہ محاورہ قرآن مین شائع نہین ہے لیکن فی الحقیقت اہل کتاب بھی مشرک ہین اور عقیدہ مین مطلق
شرک اون مین آ جاتا ہے پہر یہ حکم اون احکام مین سے نہین ہے کہ قرآن مین مشرکین کی نسبت ہین اور اہل
کتاب سے علاقہ نہین رکھتے پس شمار کرنا اس حکم کا اون احکام مین سے کہ جنمین تفاوت مشرکین اور
اہل کتاب کا ہے کسی عالم کا اسلئے کہ بجز اسکے کہ جسنے سوا استانی جی کے اوسکی تعلیم نہین پائی ہے کام
نہین ہے پس ان روایتون سے اہل کتاب کے ساتھہ کہانے کی کراہت پر استدلال کرنا بہت صحیح
اور نہ یہ تعین موافق ہوا ہے قرآن اور احادیث صحیح کے ہین بمقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے فتاوی
[illegible] مین مرقوم ہے ویکرہ المواکلة مع الکفرة وہم علی غیر دینکم یعنی مکروہ ہے مواکلت ساتھہ
کافرون کے اوس حال مین کہ وہ اوس غیر دین پر ہین [illegible] ہین اور ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم
مین لکھا ہے الکافر ان کان محاربا فہو مستحق القتل والارقاق ولیس بعد ہذین الامرین اہانة واما الذمی
فانہ لا یجوز ایذاؤہ الا بالاعراض عنہ والتحقیر لہ بالاضطرار الی اضیق الطریق وترک المفاتحة بالسلام فاذا قال
السلام علیک قلت وعلیک والاولی الکف عن مخالطتہ ومعاملتہ ومواکلتہ فاما الانبساط معہ والاسترسال الیہ
کما یسترسل الی الاصدقاء فہو مکروہ کراہة شدیدة یکاد ینتہی الی حد التحریم کافر اگر ہو حربی تو وہ مستحق ہے قتل اور
ارقاق یعنی لونڈی غلام بنانیکا اور نہین ہے بعد ان دو کامون کے اہانت یعنی اس سے بڑہکر اہانت
نا ہوگی اور ذمی پس نہین جائز ہے ایذا اوسکی مگر ساتھہ اعراض کے اوس سے اور ساتھہ اوسکی
حقارت کرنیکے ساتھہ لاچار کرنے اوسکے طرف تنگ تر راہ کے اور ساتھہ ترک ابتدا کرنے سلام کے
پس جب کہے ذمی السلام علیک تو کہے تو وعلیک اور اولی ہے باز رہنا اوسکے مخالطت اور معاملت اور
مواکلت سے پس اوس پر خوش ہونا ساتھہ اوسکے اور مانوس ہونا اوس سے جیسے کہ الفت پکڑا جاتا ہے
ساتھہ دوستون کے پس مکروہ ہے کراہت شدید کہ نزدیک ہے پہنچنے کی طرف حد تحریم کی

تمام شد

الحمد لله

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	ستید	ستید	۱۲	۱۰	لاکولاجکو	لکاما	۴۳	۳	ورلہ	کردیا	۴۴	۲۰	علیا ہی	علیا ہی
۳	۲	ستپید	ستپید	۲۲	۶	دوست ہیں	دوست ہیں	۴۴	۲	لاہناکم	لہناکم	۴۸	۱۳	المنتشر	[illegible]
[illegible]	۲۳	تعین	تعیین	//	۲۲	وقدکر	وقدکرہ	//	۹	ان	لانی	۵۶	۱	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۱	السوز	بالسوز	۲۲	۱۲	رکنیکا	رکنیکا	۴۵	۲۰	الاشہر	الاشہر الحرم	//	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۲	تردد	تردد	۱۵	۹	ہوالله	مولاة	۴۶	۱۲	سے کر	کر	۵۷	۱۳	[illegible]	[illegible]
۷	//	عالم	عالم	//	۱۹	بیکی	کی	//	۲۲	الدیہ	اورنہ	//	۱۸	انسیب	انسیب
۹	۲۲	کرو جب	موجب	۲۹	۱۴	زمخشری	زمخشری اپنا	//	//	تفسیر مظہری	تفسیر مظہری	۵۸	۲۲	اوکی اپیل	[illegible]
۹	۱	آنی	نہ آنی	۲۴	۱	تکلہ	تکلہ	۵۰	۲	کرلایا	کر بلایا	۸۲	۱۹	باطن	الباطن
//	۳۰	اہل کفار	اہل کتاب	//	۲۲	والمشیلح	المشیل	۵۱	۴	سکے	سکے لئے	۶۰	۲	کرہی	[illegible]
//	۱۲	اسوی	استوی	۲۸	۱	دلیلنا	لما امر	۵۱	۱۱	اگرچہ	اگر				
۱۰	[illegible]	تنقیح	تنقیح	//	۱۱	قتل کیا	کیا	۵۲	۲۶	بجنات	بجنسات				
//	۱۶	اوسکا	اوسکا	۲۹	۱۹	لسیح	یتسبح	۵۵	۲۰	ہوگا مرد					
۱۱	۹	ترساتہ	نہ ساتہ	//	۱۹	رہا	[illegible]			[illegible]	ہوگا				
۱۳	۱۸	سکی	کی	۳۰	۲	سبابی	شبابی			[illegible]					
//	۱۳	بیو	سو	//	//	معاشرتی	معاشرت			سے					
//	۱۹	تکرہ	تکیہ	۳۰	۲۰	برتاؤ	برتاو	۵۹	۱۱	تفریح	تصریح				
۱۵	۶	مثا	سا	۳۱	۴	اوربسبب	اوبسبب	۵۸	۱۳	مقدمین	مقدمین				
//	۱۲	اودسکے	اوسکی	۳۲	۲۳	نصاری کو	نصاری کو	۶۱	۱۳	ابن عبدالبر	ابن عبدالبر				
//	۱۸	جبکی	جبکی	۳۲	۲۶	عن تحجیر	من تحج	۶۲	۲۰	الاابل	الابل				
۱۶	۱	کی ہی	کی ہی اور	//	۲۲	لاتفتشو	لاتفتشوا	۶۲	۱	[illegible]	الذکا				
//	۴	نیفقوا	نیفقعا	۳۴	۱۹	دب	رب	۶۳	۱۳	اوردی	[illegible]				
//	۱۱	[illegible]	[illegible]	۳۶	۳	ذلیل	ذلیل	۶۳	۲۰	[illegible]	[illegible]				
۱۷	۳	نعتیاں	تعتیاں	۳۹	۳۰	شالعی	شافعی	۶۶	۵	[illegible]	[illegible]				
//	۴	چاہی	چاہیئی	۴۰	۲	لاتجذو	لاتجذ	۶۰	۲۰	تیدمین	تیدمین				
//	//	لیا	لیا	//	۸	رکہنا	رکہنا	//	۴	ومن کم	ومنہم				
//	۱۰	تتقل	نقل	۴۰	۱۴	اتہیب	نسیب	//	۵	[illegible]	[illegible]				
//	۱۲	ما	[illegible]	//	۱۰	لاابی	لاابلی				[illegible]				
۱۸	۱۰	[illegible]	[illegible]	۴۱	۳	[illegible]	[illegible]				[illegible]				
//	۱۲	جالی	جانا	۴۱	۶	[illegible]	[illegible]	۴۲	۱۳	نشائی	نشائے				
۱۹	۱۳	[illegible]	[illegible]	//	۱۰	[illegible]	خدایا	//	۱۲	[illegible]	اولی ہوتا				
۲۰	۱	ہوجاتا	ہوجاتا	۴۳	۸	چلدی	جلدی	۴۴	۱۴	[illegible]	[illegible]				
//	۲۳	تفسیر	تفسیر	۱۴	۱۳	[illegible]	[illegible]	//	۵	کار	کا				

تمام شد

[illegible]